کلام الملوک ملوک الکلام

تزک عبدالرحمانی

یعنی

حضرت ضیاء الملت والدین ہز ہائنس امیر عبدالرحمن خان جی سی بی، جی سی ایس آئی

فرمانروائے دولت خداداد افغانستان

کی

اپنی لکھی ہوئی مشرح لاثانی و شہرۂ آفاق سوانح عمری

مولفہ

سلطان محمد خان بیرسٹر ایٹ لا سابق میر منشی امیر افغانستان

کا

اُردو ترجمہ دو جلدون مین مع تصاویر امیر مرحوم و حال نقشہ افغانستان

(جلد اوّل)

مرتبہ

احقر العباد محمد حسن خان اسسٹنٹ فنانشل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

[illegible] باحیرت و تاریخ جنگ ترکی و یونان تا ۱۸۹۷ء

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۹۰۴ء

ہاجرہ - ایک دلفریب ترکی ناول کا اُردو ترجمہ

یہ ایک ترکی خاتون کی بے نظیر تصنیف ہے جسکے اُردو ترجمہ کی شہرت اسوقت ہر طرف ہو رہی ہے - ناول کیا ہے ترکی خلاق و تمدنی حالت کا نہایت عمدہ فوٹو اور پاک محبت کی سچی تصویر ہے علاوہ برین مترجم نے اپنے دیباچہ مین ترکی لٹریچر - ترکی عورتون کی تعلیم و تصنیفات - ہندوستان مین تعلیم نسوان و ناول نویسی پر نہایت دلچسپ بحث کی ہے جن صاحبون نے ابھی یہ ناول نہین دیکھا ہے مفصلۂ ذیل قابل قدر رائین ملاحظہ فرمائین اور اس کتاب کو منگا دین پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی نے بھی اسکی چند جلدین خرید کی ہین

جناب مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہین - مین سید صاحب مرحوم کی حالت ملاحظہ کر رہا ہون اور اب وہ قریب الاختتام ہے اسلئے مجھے بالکل ہاجرہ کے دیکھنے کی فرصت نہ تھی اسکے سوا ناول دیکھنے کا مجھے شوق بہت کم ہے - باوجود اسکے جس روز یہ کتاب میرے پاس پہنچی اوسی روز ایک ہی نشست مین مینے سب کام چھوڑ کر اوسکے ۸۰ صفحے دیکھے پھر اور کامون مین مصروف ہو گیا - کل اوسکے دیکھنے کا پھر موقع ملا یہانتک کہ جبتک اوسکو ختم نہین کر لیا دوسرا کام نہین کیا - وہ فی الواقع ایسا دلچسپ ہے کہ شروع کرنیکے بعد اوسکے چھوڑنے کو ہرگز نہین جی چاہتا - اور چونکہ آپنے ترجمہ بھی بہت صاف اور عمدہ کیا ہے اسیلئے اوسکی پڑھنے سے طبیعت نہین اوکجتی - یہ کتاب اس لحاظ سے کہ ناول نویسونکے لیئے ایک عمدہ رہبر ہے اور ہمارے ہم وطنون

کلامُ الملوک ملوکُ الکلام

تزک عبد الرحمانی

یعنی

حضرت ضیاء الملت والدین ہز ہائینس امیر عبد الرحمن خان جی سی بی جی سی ایس آئی

فرمانروائے دولت خداداد افغانستان

کی

اپنی لکھی ہوئی مشرح لاثانی و مشہورۂ آفاق سوانح عمری

مولفہٗ

سلطان محمد خان بیرسٹر ایٹ لا سابق میر منشی امیر افغانستان

کا

اُردو ترجمہ دو جلدوں میں مع تصاویر امیر مرحوم و حال و نقشۂ افغانستان

(جلد اول)

مرتبہٗ

احقر العباد محمد حسن خان اسسٹنٹ فنانشل ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

مترجم ناول ہاجرہ و تاریخ جنگ ترکی و یونان ۱۸۹۷ء

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۹۰۴ء

طبع ثانی

خداوند کریم کا شکر ہے کہ اردو دان حضرات کی قدردانی و ہمت افزائی کی وجہ سے تزک عبد الرحمانی کے دوبارہ طبع کرانے کی نوبت آئی اور وہ بھی طبع اول کی دوسری جلد کے شایع ہونیکے ایکسال کے اندر جو کہ اُردو زبان کی کتابون کے لیے کوئی معمولی بات نہین ہے اور میرے لیے باعث شکرگذاری و فخر ہے۔ اس طبع ثانی مین ایک نقشۂ افغانستان بھی شامل کیا گیا ہے جو کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اسمین علاوہ دیگر مقامات کے وہ مواقع زیادہ تر دکھلائے گیے ہین جنکا امیر اعظم مرحوم نے اس کتاب مین ذکر فرمایا ہے۔ نظر ثانی مین حتی الامکان نہایت احتیاط کی گئی ہے۔

ایک اور امر قابل تشریح یہ ہے کہ جو آیات قرآنی احادیث یا اشعار و اقوال اس کتاب مین موجود ہین وہ خود حضرت ضیاء الملت والدین کے استعمال کردہ ہین۔ مین نے جو کچھ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اصل انگریزی کتاب مین صرف اونکا مطلب یا ترجمہ لکھا ہوا تھا بجاے اوسکے بلحاظ موزونیت و مناسبت زبان، اصل عبارات کو تلاش کرکے تزک عبد الرحمانی مین تحریر کیا ہے

شملہ یکم نومبر سنہ ۱۹۰۳ء — محمد حسن

(۱) ترکون کی معاشرت ۸۶ (۲) رسالہ تعلیم وآزادی نسوان

(۱) ایک تعلیم یافتہ ترک کی تصنیف کا اُردو ترجمہ ہے اور اُس کا نام ہی اُسکی دلچسپی کے لئے کافی ضمانت ہے (۲) رسالہ تعلیم وآزادی نسوان مترجم نے بطور دیباچہ کتاب تحریر کیا ہے جو کہ ۱۴۴ صفحوں پر ختم ہوا ہے۔ اسمیں نہایت مشرح بحث اس دلچسپ واہم مسئلہ پر کی گئی ہے کہ مستورات کو کس قسم کی کس حد تک اور کس طریقہ سے تعلیم دینی چاہئے اور ساتھ ہی عقلی ونقلی دلائل سے اثبات پردہ مروجہ ہندوستان پر بھی دلچسپ بحث کی گئی ہے۔ ممالک مغربی میں آزادی نسوان کے نتائج اُن ہی ممالک کے سربرآوردہ حضرات کے اقوال ومضامین کے حوالہ سے ظاہر کئے گئے ہیں جسٹس بدرالدین طیب جی۔ مسٹر سید امیر علی مولوی عبدالحلیم شرر۔ مولوی سید ممتاز علی ودیگر حضرات کی اعتراضات جو پردہ کے بارہ میں ہیں اُن کے مدلل جواب دئے گئے ہیں۔ مسجد حمیدیہ قسطنطنیہ کی تصویر لنڈن سے تیار کرا کر اس کتاب میں لگائی گئی ہے۔ ٹائیٹل پیج مطلا اس قدر خوشنما ہے کہ جہانتک مجھے علم ہے آج تک اُردو کی کسی کتاب میں اس وضع کا ٹائیٹل پیج نہیں لگایا گیا۔ حجم صفحے ۳۵۰۔ مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ قیمت عہ/ علاوہ محصول۔

المترجم

محمد حسن خاں اسسٹنٹ فنانشل گورنمنٹ آف انڈیا شملہ

(مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ)

ضیاء الملت والدین ہز ہائینس امیر عبدالرحمن خان فرمانروائے دولت خداداد افغانستان

Rohila Press

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

حضرت ضیاء الملت والدین ہز ہائنس امیر عبد الرحمن خان مرحوم فرمانروائے دولت خداداد افغانستان ایک ایسے بہمہ صفت موصوف وغیر معمولی خداداد خوبیون کے حکمران گذرے ہین کہ جنکی نظیر اس دنیا مین مشکل سے ملیگی - کیا بلحاظ تدبیر و سیاست دانی - اور کیا بلحاظ دوراندیشی عالی دماغی وحمیت اسلامی خواہ کسی پہلو سے اون پر نظر ڈالی جاے وہ بلاشبہ یکتاے زمانہ تھے اور اونکے تجربون و پند ونصیحت سے ہر فرد بشر فائدہ اوٹھا سکتا ہے - جس قدر اون کی تعریف کی جاے بجا و درست ہے لیکن میری راے مین یہ عجیب وغریب سوانح عمری اونکے کمالات کا بہترین وصاف وشفاف آئینہ ہے اور اس لیے بجاے طول طویل مدح سرائی کے جسکے واسطے کافی الفاظ ملنا ممکن نہین ہے مین صرف اس شعر پر اکتفا کرتا ہون ؎

ہمین کتاب کہ ہر حرف اوست درّ ثمین	بس است حجت قاطع کمال وفضل ترا

جس وقت کہ اصل کتاب لندن مین شایع ہوئی اور اوسکی شہرت ہوئی تب ہی سے میرا ارادہ اوسے اُردو لباس مین آراستہ کرنیکا تھا لیکن آنریبل مسٹر جسٹس سید امیر علی صاحب بہادر جج ہائی کورٹ کلکتہ کی ہسٹری آف دی ساراسنز کے ترجمہ کی وجہ سے جسکی اونہون نے مجھے

خاص اجازت عطا فرمائی ہے اوس ارادہ کو مین نے تہوڑے عرصہ کے لیے ملتوی کیا
اور صرف امیر اعظم کی وفات حسرت آیات (واقعہ ۳- اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ع) اسکی اسوقت کی اشاعت
کا باعث ہوئی ہے - میری خواہش تہی کہ دونون جلدین اس تزک کی یکجا شایع ہون لیکن
بعض شایقین کے اصرار و تقاضے نے مجبور کیا کہ جلد اول جسقدر جلد ممکن ہو پیش خدمت
کیجاے - انشاء اللہ تعالی جلد دوم بہی بہت جلد ہدیہ ناظرین کی جائیگی - اوس مین ہز ہائنس
امیر حبیب اللہ خان فرمانرواے حال کی اعلی قسم کی تصویر ہوگی - اور جو ہدایتین امیر
مرحوم نے شاہزادہ نصر اللہ خان کو سفر انگلستان کے متعلق فرمائی تہین بطور ضمیمہ درج
کی جائینگی - ایک اور امر قابل ذکر یہ ہے کہ جو اسماے اشخاص یا مقامات اس کتاب مین واقع
ہوئے ہین اونکی تصدیق و تصحیح مین مسٹر جان مرے کی طرح مجہے بہی از حد عرق ریزی کرنی پڑی
ہے اسلئے کہ بعض موقعون پر املا ایسا خراب تہا کہ اصل نام ہی سمجہہ مین نہین آسکتا تہا اور بعض
جگہہ غلطی کاتب وغیرہ کی وجہ سے نامون کی اصلیت بگڑ گئی تہی - اسکے درست کرنے مین
میرے معظم و مکرم نوازش فرما جناب مخدومی کرنل سردار محمد اسمعیل خان بہادر سفیر دولت افغانستان
نے نہایت توجہ و عنایت سے میری امداد فرمائی جسکا صدق دل سے مین شکر گزار ہون - بلا
اونکی بیش بہا و املی استعانت کے اور کوئی صورت اس معاملہ مین کامیابی کی نہین ہوسکتی تہی -
اگر اتفاق سے تصحیح مین کہین خطا ہوئی ہو تو امید ہے کہ ناظرین والا تمکین نظر عنایت
سے معاف فرمائینگے -

جنوری سنہ ۱۹۰۲ع
محمد حسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوٹ منجانب مالک مطبع

امیر عبدالرحمٰن خان کی سوانح عمری و پالسی کے متعلق کل کاغذات اونکے سابق میر منشی سلطان محمد خان نے مجھے دیئے ہین۔ اول گیارہ باب جن مین اوائل عمر کے حالات اونکے عجیب و غریب نشیب و فراز دنیا کے تجربے۔ اونکی کامیابیون اور ناکامیون کی سرگذشت۔ گیارہ سال تک روسی ترکستان مین بود و باش بلکہ قید۔ اور آخرش کابل کی تخت نشینی کی مفصل کیفیت ہے خود اونکے لکھے ہوئے ہین۔ اصل مسودہ مس للیاس ہملٹن۔ ایم۔ ڈی۔ کابل سے انگلستان لائی تھین اور سلطان محمد خان نے اوسکا ترجمہ فارسی سے انگریزی مین کیا۔

باقی باب جن مین اوس کامیابی کا ذکر ہے جو اونھین اپنے ملک کی طاقت اور دولت کے ذریعہ کے درست کرنے اور ترقی دینے مین ہوئی۔ اور اونکی داخلی اور خارجی پالسی۔ اونکی ذاتی طرز معاشرت و دستور العمل۔ اونکی پند و نصایح اپنے بیٹون کے لیے اور اونکی نسبت اونکی آرزوئین

صراحت کی گئی ہے وہ امیر نے زبانی بیان کیے تے اور سلطان محمد خان نے وقتاً فوقتاً اونہین قلمبند کیا تہا۔

کتاب ابہی چہپنے کے لیے نہین دیگئی تہی کہ سلطان محمد خان کابل واپس بلائے گیے اور تصحیح پروف اور اخیر تک اوسکی نگرانی کی ذمہ داری میرے متعلق ہوئی۔ کتاب کے اصل مضمون کا مین ذمہ دار نہین۔ اسیلیے کہ مجہے واقعات مندرجہ کا ذاتی علم نہین ہے۔ مین نے جو کام کیا وہ صرف یہ تہا کہ آدمیون اور مقامونکے نامون کی تصدیق کی۔ اس مین مجہے از حد تکلیف و وقت ہوئی اسیلیے کہ یہ نہایت مشکل کام تہا اور اسیلیے مین امید کرتا ہون کہ ناظرین اسے نظر عنایت سے دیکہین گے اور اگر ضرورت ہو تو چشم پوشی فرمائینگے۔ مشرقی نامون کا املا یکسان کرنا اور اونہین کسی باقاعدہ طریقہ سے ایک ہی طرح لکہنا تقریباً ناممکن ہے اس لئے مین نے صرف اس امر کی کوشش کی ہے کہ جو اشخاص اور مقامات کے نام کتاب مین واقع ہوئے ہین اونکے پہچاننے اور سمجہنے مین کسی قسم کا شک باقی نہ رہے۔

لیکن یہ کام بہی بلا مسنر سٹن مارشل کی بیش بہا امداد کے ممکن نہ ہوتا جو کہ سلطان محمد خان کے قیام کیمبرج کے زمانہ مین تہوڑے عرصہ کے لیے اونکی سکرٹری رہ چکی تہین اور اس سیلیے اونکی خواہشون اور ارادون سے جو اس کتاب کے متعلق تہے اچہی طرح واقف تہین۔

مس للیاس ہملٹن۔ ایم۔ ڈی۔ نے بہی جو کہ چند سال امیر کی طبی مشیر کابل مین رہ چکی ہین نہایت مہربانی سے بعض ایسے سوالات کے جواب دیکر امداد کی ہے جنکی نسبت اوس ملک اور وہان کے باشندون سے ذاتی واقفیت ہونیکی وجہ سے وہ وثوق کے ساتہ راے دیسکتی تہین مسنر مارشل و مس ہملٹن کی اس امداد کا مین دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

اکتوبر ۱۹۰۰ء جان مرے۔
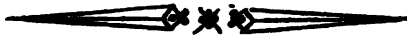
دیباچۂ مولف
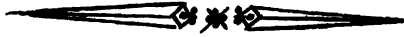
میرے نزدیک اس امر کے ثابت کرنے مین وقت ضایع کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے کہ امیر عبدالرحمن خان اس زمانہ کے بزرگ ولایق ترین اشخاص مین سے ہین - اون تمام مدبرون نے جوکہ اون سے ملے ہین یہی راے قایم کی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ عجیب وغریب ونادر کامیابی جو اونہین افغانستان ایسے ملک کو جوکہ اون کے زمانہ کے پیشتر ایک ویران خطہ زمین وحشی قومون سے آباد تہا - ایک مضبوط اور بستہ اسلامی سلطنت بنانے اور صنعت وحرفت وزمانۂ حال کی نئی معلومات کا مرکز بنانے مین ہوئی ہے اپنی آپ نظیر ہے اور اون کی غیر معمولی قدرتی فہم وذکا کے ثبوت کیلیے کافی شہادت ہے -

امیر جانتے ہین کہ اونکو جو تجربے دنیا کے ہوئے ہین وہ نہایت دلچسپ وبے بہا ہین اور اسلیے اونہون نے مناسب سمجہا کہ اپنے بیٹون جانشینون اور نیز ہموطنون کے لیے ایسی یادداشت وتحریری ہدایتین چہوڑ جائین جوکہ اون کے لیے مفید وبکارآمد ثابت ہون جنہین کہ عام فائدہ کے لیے انگریزی زبان مین ترجمہ کرنیکا مجہے فخر حاصل ہوا ہے -

اس کتاب کا ایک حصہ خود امیر کا لکھا ہوا ہے اور اوس اصل تحریر کو مین عجائب خانہ برطانیہ کے مشرقی کتب بینی کے کمرے مین داخل کرنے والا ہون - باقی کتاب میرے میر منشی ہونیکے زمانہ مین امیر نے زبانی بیان فرمائی تہی اور مین نے اوسے قلمبند کیا تہا -

چند معاملات و بعض اشخاص کی نسبت امیر کی نکتہ چینیان کسی قدر زیادہ سخت ہین لیکن مین نے اونہین قلم انداز کرنا بہتر نہ سمجہا اولاً اس وجہ سے کہ اکثر انگریزون اور لیڈیون کو جنہین کہ امیر سے گفتگو کرنیکا موقعہ ملا ہے اونکے خیالات سے آگاہی ہے اور اون خیالات کے متعلق اخبارون مین مختلف مضامین شائع ہو چکے ہین اسیلئے اونکا پوشیدہ کرنا لاحاصل تہا - دوسرے اس کتاب کے ہدیہ ناظرین کرنے سے یہ غرض ہے کہ بلا کسی قسم کے خوشامدانہ الفاظ کے امیر کی اصل و سچی رائے لوگون کو معلوم ہو - امیر نہایت خوش طبع شخص ہین اور اونکے مزاج مین ظرافت بہت زیادہ ہے - اونکی عادت ہے کہ ہر قسم کے معاملات پر گفتگو کے وقت مذاقیہ لطیفے کہا کرتے ہین جن سے کہ یوروپین طبیعتون کو خاص دلچسپی ہوتی ہے - اسیلئے مین نے اونہین اس کتاب مین اوسیطرح رہنے دیا ہے جس طرح کہ وہ لکہے یا بیان کیے گئے تہے -

امیر کے اوائل عمر کے حالات کا ایک لفظ مین نے ترجمہ مین نہین چہوڑا ہے اسلئے کہ بعض مصنفون نے لکہا ہے کہ امیر کی زندگی کے اوس حصہ پر بالکل پردہ پڑا ہوا ہے اور دنیا اوس سے واقف نہین ہے - عربی و فارسی کتابون مین اکثر ایسی ضرب المثلین ہین جنکا مفہوم بلکہ لفظی معنی بہی وہی ہوتے ہین جو کہ انگریزی زبان مین ہین اور چونکہ اس قسم کی بہت سی مثلین اس کتاب مین واقع ہوئی ہین مین نے اون عربی و فارسی کتابون کا جا بجا حوالہ دیدیا ہے جن سے کہ وہ اخذ کی گئی ہین -

فارسی سے انگریزی ترجمہ کرنے مین مین نے صرف ایک ترمیم کی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو سرخی کہ بابون کی امیر نے رکہی تہی اوسے مین نے تبدیل کر دیا ہے - لیکن اس تبدیلی کا

اصل کتاب یا اوسکے مطلب پر کوئی اثر نہین پڑتا۔

ایک قابل لحاظ خصوصیت اس کتاب مین یہ ہے کہ اون عظیم الشان بادشاہان مغلیہ یعنی تیمور۔ بابر اور اکبر وغیرہ کے زمانہ سے آجتک کسی مسلمان فرمانروا نے اپنی تزک ایسے مشرح و واضح و دلچسپ پیرایہ مین نہین لکھی جیسی کہ امیر نے تحریر کی ہے اور مندرجہذیل وجوہ سے یہ تزک واقعی ایک بے نظیر اور انوکھی کتاب ہے۔ علاوہ پولیٹکل لحاظ سے معنی خیز ہونے کے ایک بڑی خوبی اسمین یہ ہے کہ اسکے پڑہنے مین الف لیلہ کا لطف آتا ہے اسلیے کہ امیر عبد الرحمن خان کے ایسے فرمانروا کا فخر و افتخار کو نظر انداز کر کے نہایت صفائی سے اپنے قید ہو کر بیڑیان پہننا اور خود کہانا پکانے کبھی والیسر لسے اور کبھی رعایا سے والیسرا سے ہونے۔ ایک وقت خود جنرل فوج اور دوسرے وقت کسی جنرل کے ماتحت ہونے۔ کسی موقع پر انجنیر اور آہنگر اور کبھی فرمانروا بننے کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہین۔ ایک جگہہ اونہون نے بحیثیت باغبان و دہقان اپنی تصویر کہینچی ہے اور دوسری جگہہ اون عالیشان مجمعون اور جلسون کا بیان کیا ہے جو روسی۔ برطانیہ۔ ایرانی اور بخارا کی سلطنتون نے اونکے استقبال وغیرہ کے متعلق کیے ایک زمانہ مین اپنے چچا امیر محمد اعظم خان کو اونہون نے کابل کی حکومت دی اور دوسرے موقع پر اپنے چچا کی وجہ سے خود کابل چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ کبھی بادشاہ اور کبھی اسقدر مفلس کہ روٹی کا ٹکڑا کہانے کو نہین اور علی ہذا القیاس اسی طرح اور واقعات ہیں۔ ایک خاص بات جسے دیکھکر اس کتاب کے یورپین ناظرین حیران ہون گے یہ ہے کہ امیر کی طرح مسلم تجربہ کار سپاہی اور مدبر شخص اپنی کتاب مین اپنے مذہبی خیالات و توہمات کا ذکر کرے وہ لکھتے ہین کہ پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مین اونہین امیری عطا کی۔ حضرت خواجہ احرار رضی اللہ عنہ ہراتی کے مزار مقدس کے ایک پرانے جھنڈے کے تصدق سے اونہین جنگ مین فتحیابی ہوئی۔ تلوار۔ توپ اور بندوق کی ضرب سے ایک

تعویذ کی برکت سے محفوظ رہے جو کہ اونکے بازو پر بندہا ہوا ہے۔ اور نوشت وخواند ایک لڑکی کی صحبت مین سیکہی جس سے اونکی نسبت قرار پائی تہی۔ چونکہ اوسکے خط نہین پڑہ سکتے تہے اسلئے اوسوقت تک نہایت پژمردہ خاطر رہے جب تک کہ غیب سے اونہین پڑہنا لکہنا سیکہنے کی امداد نہ ہوئی۔

اخیر مین مین مسٹر ولیم ناییٹ پروفیسر سینٹ انڈروز کالج و ڈاکٹر ان ہیل دکنی کا جو کیمبرج سے متعلق ہین اوس امداد کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون جو کہ اونہون نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے مین مجہے دی۔ ساتہہ ہی مسٹر جان مرے کا بہی صدق دل سے شکرگذار ہون اسیلئے کہ خاص اونکی تحریک اور ہمت دلانے کی وجہ سے مین نے یہ کتاب شایع کی۔

سلطان محمد خان

مولف۔ سابق میر منشی امیر عبدالرحمن خان۔

شجرۂ خاندان بارکزئی

پایندہ خان

- سلطان محمد خان
  - عبد القدوس خان
- مہردل خان
  - شیر علی خان
- امیر دوست محمد خان
  - فیض محمد خان (سال وفات ۱۸۶۹ء)
  - ولی محمد خان (سال وفات ۱۸۸۹ء)
    - اسمعیل خان (سال وفات ۱۸۷۳ء)
  - محمد امین خان (سال وفات ۱۸۶۵ء)
  - محمد شریف خان (سال وفات ۱۸۶۵ء)
  - امیر شیر علی خان (سال وفات ۱۸۷۹ء)
    - عبد اللہ جان (سال وفات ۱۸۶۹ء)
    - محمد ایوب خان
    - امیر محمد یعقوب خان
      - موسیٰ خان
    - ابراہیم خان
    - محمد علی خان (سال وفات ۱۸۶۵ء)
  - ملا رحیمداد خان (سال وفات ۱۸۵۸ء)
  - وزیر محمد اکبر خان (سال وفات ۱۸۴۷ء)
    - فتح محمد خان (سال وفات ۱۸۶۴ء)
  - امیر محمد اعظم خان (سال وفات ۱۸۶۹ء)
    - محمد سرور خان
    - محمد اسحاق خان
  - امیر محمد افضل خان (سال وفات ۱۸۶۷ء)
    - امیر عبد الرحمٰن خان
      - غلام علی خان (سال ولادت ۱۸۸۹ء)
      - محمد عمر خان (سال ولادت ۱۸۸۹ء)
      - امین اللہ خان
      - حفیظ اللہ خان (سال وفات ۱۸۹۵ء عمر ۱۴ سال)
      - شمس الدین خان (سال وفات ۱۸۹۳ء)
      - نصر اللہ خان (سال ولادت تقریباً ۱۸۷۴ء)
      - حبیب اللہ خان (سال ولادت تقریباً ۱۸۷۲ء)
      - عبد اللہ خان (سال وفات تقریباً ۱۸۹۵ء)
- فتح خان

نوٹ - یہ شجرہ امیر عبد الرحمٰن خان کے خاندان کا مکمل کرسی نامہ نہیں ہے تاہم ناظرین کو اس سے اسقدر امداد ملیگی کہ جن خاص خاص اشخاص کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے انھیں بیان کیا گیا ہے - اور انہیں بیان کر دیا گیا ہے -

جلد اوّل

فہرست ابواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تزک عبدالرحمانی

جلد اول

باب اول

اوائل عمر کے حالات

ابتدای ۱۸۵۳ء لغایۃ ۱۸۶۴ء

مین نو برس [۱] کا تہا جبکہ میرے والد نے مجھے کابل سے بلخ بلا بہیجا۔ اوس زمانہ مین وہ بلخ اور اوسکے مضافات کے فرمانروا و نائب السلطنت تہے۔ بلخ پہونچکر معلوم ہوا کہ وہ شبرغان کے محاصرے مین مصروف ہین۔ مین بلخ مین مقیم رہا اور بعد دو مہینے کے جب شبرغان فتح کر کے وہ واپس تشریف لائے تو مین نے دس میل شہر سے باہر نکلکر جانب جنوب ایک مقام پر جو دشتِ امام کے نام سے مشہور ہے اونکا استقبال کیا۔ اونہین دیکھکر مین نہایت مسرور ہوا اور اونہون نے بہی مجھے بخیر و عافیت پاکر خداوند کریم کی درگاہ مین سجدۂ

[۱] امیر عبدالرحمن خان غالباً ۱۸۴۴ء مین پیدا ہوئے تہے۔

شکر ادا کیا۔ دونوں ایک ساتھ بلخ واپس آئے۔ چند روز بعد مجھے پڑھنے لکھنے کی فہمائش کی لیکن باوجود دن دن بھر محنت کرنے کے مین نے نوشت وخواند مین مطلق ترقی نہ کی۔ مین نہایت کند ذہن تھا۔ سبق سے سخت نفرت تھی اور ہر وقت میرا دماغ گھوڑے کی سواری اور شکار کے ذوق شوق سے پُر رہتا تھا۔ جو کچھ آج پڑھا کل بھول گیا۔ لیکن مجبوری تھی جبراً پڑھنا ہی پڑتا تھا اور اس مصیبت سے نجات کی کوئی صورت نہ تھی۔ میرے اوستاد نے میری تعلیم مین مطلق پہلوتہی نہ کی لیکن کوئی نتیجہ مرتب نہوا۔ ایک برس بعد حوالی شہر مین بمقام تختہ پل میرے لیے ایک باغ تیار کرایا گیا اور وہی میرا مکتب قرار پایا۔ وجہ یہ تھی کہ بلخ پرانی قسم کا شہر تھا اور اوسکی آب وہوا اچھی نہ تھی نیز یہ کہ میرے والد حضرت سلطان الاولیا علی مرتضیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر اکثر اوراد و وظائف کے لیے جایا کرتے تھے اور یہ مقدس جگہ بہ نسبت بلخ کے تختہ پل سے زیادہ قریب ہے۔ رفتہ رفتہ وہان حرم سرا اور چھاونیان اور کچہریان اور کارخانے قایم ہوئے۔ باغ لگائے گیے اور تین سال کے عرصہ مین ایک نیا اور خوبصورت شہر آباد ہوگیا۔ چوتھے سال موسم بہار مین میرے والد امیر دوست محمد خان میرے دادا سے ملنے کے لیے کابل تشریف لے گیے اور مجھے اپنا قایمقام مقرر کیا۔ اسکے بعد چھ مہینے تک میرا دستور العمل یہ رہا کہ صبح آٹھ بجے تک نوشت و خواند مین مشغول رہتا اور پھر آٹھ سے دو بجے سہ پہر تک دربار کرتا تھا۔ دربار برخاست ہونے پر سوتا اور قریب شام گھوڑے پر سوار ہوکر ہوا خوری کے لیے باہر نکلتا تھا۔ شروع جاڑون مین والد نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ میرے جد امجد نے از راہِ الطافِ بزرگانہ اس طرح میری عزت افزائی کی کہ تاشقرغان کا گورنر مقرر فرمایا اور حکم صادر کیا کہ ایک ہزار سوار دو ہزار پیدل اور چھ توپین ہمراہ لیکر فوراً وہان چلے جاؤ۔ مین فوراً حکم بجالایا اور تاشقرغان روانہ ہوا۔ وہان پہونچتے ہی سردار محمد امین خان برادر وزیر محمد اکبر خان نے گورنری کا چارج مجھے دیا اور آپ

کابل کی راہ لی - میرے والد نے میرے لیے ایک مددگار حیدر خان نامی مقرر کیا تھا - یہ
ایک نہایت ہوشیار اور مشین قزلباش سردار تھا جسکو اپنا خاص جھنڈا فوجی باجا اور دو سو سوار
رکھنے کا اختیار تھا اوسکا باپ محمد خان نہایت لایق شخص تھا اور کابل مین ایک کثیر جماعت
اوسکے تابع تھی - میرا دستور العمل اوسوقت یہ تھا :- طلوع آفتاب سے صبح نو بجے تک
کتب بینی - نو سے دو بجے سہ پہر تک دربار اور مقدمات فیصل کرنا بعد دو بجے کے سونا اور پھر
مختلف قسم کی فوجی قواعد سیکھنے - شکار - اسپ سواری - چوگان وغیرہ مین وقت صرف کرنا -
جمعہ کو تعطیل ہوتی تھی اور اوس روز مین عموماً تمام دن شکار کھیلتا اور شب کو تاشقرغان واپس
آتا تھا - میری تقرری کے پانچ مہینے بعد میرے والدین مجھ سے ملنے کے لیے آئے اور
اونکی قدمبوسی حاصل ہونے سے مجھے ازحد خوشی ہوئی - موسم بہار تک والد میرے ہمراہ
رہے اور پھر والدہ کو میرے پاس چھوڑکر آپ بلخ تشریف لے گئے - مین بدستور اپنا کام انجام
دیتا رہا اور پڑہنا لکھنا بھی برقرار رکھا - فوج اور نیز رعایا کے ساتھ مین ہمیشہ مہربانی کے ساتھ
پیش آتا تھا اور چونکہ بہت سے تاشقرغان کے لوگ میرے ذاتی ملازم بھی تھے مین وہان
کے باشندون کے ساتھ اکثر اچھا سلوک کرتا تھا اور قحط سالی کے موقعون پر مقررہ
خراج مین تخفیف کر دیتا تھا -

دو برس بعد والد واپس تشریف لائے اور میرے صوبہ کا حساب طلب کیا - میری نرمی
اور رعایت دیکھکر جو تخفیفین مین نے کی تھین - اونکی منظوری سے انکار کیا - مین نے مودبانہ
عرض کی کہ معاف شدہ رقمین وصول نہ کی جائین لیکن والد نے نہ مانا اور فرمایا کہ ملک کی
آمدنی قلیل اور فوج بہت زیادہ ہے اس صورت مین رقوم واجب الادا ضرور وصول
کرنا چاہیئے - تین مہینے قیام کے بعد تقریباً ایک لاکھ روپیہ وصول کر کے جسے مین معاف
کرچکا تھا وہ بلخ واپس گئے - اونکے جاتے ہی مین نے گورنری سے اس بنا پر استعفا دیا

کہ مجھے اپنے خیالات کے مطابق حکومت کے پورے اختیارات حاصل تھے
اپنے مددگار کو اپنا کام سپرد کر کے مین تختہ پل واپس آیا اور دوبارہ نوشت و خواند
شروع کی۔ جمعرات کو مین ہمیشہ شکار کے لیے چلا جایا کرتا تھا اور دوسرے روز شام
کے وقت ایک شب اور دو روز باہر رہکر واپس آتا تھا۔ شکار مین عموماً دو سو کتے
شکرے۔ باز۔ اور دیگر شکاری پرند۔ ایک سو خدمتگار اور سوار کل تقریباً پانچ سو میرے
ہمراہ ہوتے تھے۔ دریاے جیحون کے قریب جو جنگل مین اون مین ہم اکثر شکار کھیلا
کرتے تھے لیکن کبھی کبھی یوین قرا مین جو کہ بلخ کی ہژدہ نہر کا اکیلا دریا ہے مچھلی پکڑتے تھے
اوسی زمانہ مین وزیر یار محمد یار خان گورنر ہرات نے والد کو لکھا کہ مجھے نہایت خوشی
ہو اگر میری لڑکی سے عبدالرحمٰن کی شادی ہو جائے والد نے اِسے منظور کیا اور
میری نسبت ہو گئی۔ اس رشتہ داری کی وجہ سے وزیر یار محمد خان اور میرے والد
مین اور زیادہ اتحاد بڑھ گیا۔ ایک اور شخص جسے والد نہایت عزیز کہتے تھے سردار
عبدالرحیم خان تھا جو کہ سردار رحیم داد خان کے خاندان سے تھا۔ لیکن یہ شخص نہایت
بدطینت اور دغاباز تھا اور رشک و حسد اوس کے خاندان کا موروثی مرض تھا۔ والد کے
دربار مین میرا رسوخ زیادہ ہونا اوسے نہایت ناگوار اور شاق گذرتا تھا اور اوس کا خیال
تھا کہ اگر مجھے فوج کی کمان ملگئی تو اوس کے اختیارات بالکل جاتے رہین گے
اس لیے وہ اکثر میری غلط شکایتین کیا کرتا تھا اور جھوٹی تہمتین مجھپر لگاتا تھا
جن کی وجہ سے بعض وقت والد بھی مجھ سے بلا وجہ ناراض ہو جایا کرتے تھے
والد کی فوج کا سردار ایک انگریز جنرل شیر محمد خان تھا جس نے کہ اپنا آبائی
مذہب ترک کر دیا تھا۔ یورپ مین اسے کیمبل کے نام سے جانتے ہین اور میرے
دادا کی فوج نے سنہ ۱۸۳۴ء مین قندھار کی لڑائی مین جو شاہ شجاع سے ہوئی تھی اسے

گرفتار کیا تھا - یہ اپنے فن مین نہایت ہوشیار اور ڈاکٹر بھی اچھا تھا -
بڑا جوانمرد اور بارعب شخص تھا اور مجھسے نہایت التفات کے ساتھ پیش آتا تھا -
اپنے وقت کا بے نظیر اور نہایت قابل افسر اور بلخ کی پوری فوج کا سپہ سالار تھا - کل تعداد ۲۵۰۰۰
تھی جن مین پندرہ ہزار باقاعدہ تھی اور اوسمین سوار اور پیدل اور توپخانہ شامل
تھا - باقی ملیشیا[۵۱] کے سپاہی تھے - ازبک درانی اور کابلی - اسّی توپین تھین
جن مین سے بارہ سردار اکرم خان کی گورنری کے زمانہ مین کابل سے بھیجی گئی
تھین باقی میرے والد کی زیر نگرانی کابل مین بنی تھین - فوج کی نہایت اچھی
حالت تھی روزانہ ناغہ قواعد سکھلائی جاتی تھی - ایک روز شیر محمد خان نے
والد سے درخواست کی کہ مجھے اونکے سپرد کر دین تاکہ اپنی زندگی مین وہ مجھے اپنے
فن مین کامل تعلیم دیسکین والد نے منظور کیا اور روز دو تین گھنٹہ اونکے پاس جانے کی
ہدایت کی جس سے اونکی غرض محض تعلیم ہی نہ تھی بلکہ یہ مقصود تھا کہ مجھے تضیع اوقات کا
موقع نہ ملے مین نے بسر و چشم قبول کیا اور خوشی سے جانے لگا - دو یا تین سال جراحی اور
فن جنگ سیکھنے مین گذرے - والد نے چند بندوق بنانے والے کابل سے بُلائے تھے
اور میرے مکتب کے قریب ہی ایک کارخانہ کھولا تھا جہان مین دوپہر کے وقت سبق
ختم کر کے اپنے ہاتھ سے آہنگری سیکھتا تھا - اس طرح مین نے بندوق سازی سیکھی
اور پوری تین بندوقین اپنے ہاتھ سے تیار کین - یہ تینون میرے معلمون کی بنائی
ہوئی بندوقون سے بہتر خیال کی جاتی تھین - عبد الرحیم خان کو جس کا ذکر مین نے اوپر کیا
ہے یہ دیکھکر نہایت حسد و رشک ہوتا تھا اسلیے اوسنے میرے خلاف سازش شروع کی

---

[۵۱] وہ قومی فوج جو ضرورت کے وقت استعمال کی جاتی ہے - اور باقاعدہ فوج کی طرح سے اوسے ہمیشہ فوجی خدمت نہین ادا کرنی پڑتی ہے -

ایک دن والد سے کہدیا کہ مینے شرابخواری اور گانجہ پینا شروع کیا ہے مین نے کبھی یہ کام نہین کئے تھے لیکن چونکہ میری عمر بہت تھوڑی تھی اور مجھے والد کے ہمیشہ ناراض ہونے سے نہایت رنج ہوا کرتا تھا مین نے بلخ سے ہرات بہاگ جانے کا ارادہ کیا جہان میرے خسر رہا کرتے تھے۔ مین خفیہ طور پر سفر کی تیاریان کر رہا تھا کہ میرے نوکرون نے والد کو خبر کر دی اونہون نے اس معاملہ کی تحقیقات کی اور جب ثابت ہوگیا کہ خبر صحیح تھی تو مجھے قید کر دیا اور میرے سپاہی غلام اور نوکر سب مجہسے علیحدہ کر دئے میری اس حماقت کی وجہ سے جو الزام عبدالرحیم نے مجہپر لگائے تھے وہ بہی صحیح معلوم ہونے لگے پورے ایک سال مین جیلخانہ مین بیڑیان پہنکر رہا اور میری زندگی نہایت تلخ تھی۔

اسی ایک سال کے بعد شیر محمد خان نے وفات پائی۔ عبدالرحیم کو امید تھی کہ اونکی جگہہ اوسے ہی ملے گی لیکن والد بہی اوس سے بدظن ہوگئے تھے اور اسلیے انہون نے توخی قبیلہ کے ایک معتبر اور آزمودہ اہلکار کو سپہ سالار مقرر کیا انکا نام عبدالرؤف خان تہا اور ان کے والد جعفر خان ایک نہایت جوانمرد سپاہی قندہار کی لڑائی مین مارے گئے تھے۔ وہ جعفر خان بہی انہین کے بزرگون مین سے تھے جو کہ شاہ حسام غلزئی والی قندہار کے وزیر تھے۔ عبدالرؤف خان نے سپہ سالاری سے انکار کیا اور کہا کہ ایک سال کی قید میرے لیے کافی سزا تھی مجھے شیر محمد خان کی جگہہ ملنی چاہیئے۔ والد نے اولاً اسے منظور نہ کیا اور کہا کہ عبدالرؤف خان کے دماغ مین ضرور خلل ہے جو اونہون نے اس قسم کی تجویز پیش کی لیکن بہت سے اصرار کے بعد وہ راضی ہوگیے اور مجھے طلب کیا مین سیدہا جیلخانہ سے بلا سر کے بال درست کیے یا منہ ہاتہہ دہوئے اور بیڑیان پہنے ہوئے اوسی پوشاک مین جس مین کہ اونہون نے مجھے اخیر مرتبہ دیکہا تہا والد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی اون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا دو پہر تم کیون ایسی

حرکتیں کرتے ہو"۔ میں نے جواب دیا کہ "میں بالکل بے قصور ہوں میری اس حالت میں ہونے کے بانی وہ لوگ ہیں جو اپنے تئیں آپکا بہی خواہ کہتے ہیں"۔ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ عبدالرحیم دربار میں حاضر ہوا۔ اوسے دیکھکر میں نے کہا "یہی وہ دغاباز شخص ہے جسکی وجہ سے مجھے بیڑیاں نصیب ہوئیں۔ زمانہ بتلا دے گا کہ یہ سچا ہے یا میں"۔ یہ سنکر غصہ اور گھبراہٹ سے عبدالرحیم کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا لیکن کچھ کہہ نہ سکا۔ میرے والد نے تمام فوجی افسروں سے مخاطب ہوکر فرمایا "اس حرامزادے باختہ بیٹے کو میں تمہارا سردار مقرر کرتا ہوں" سب نے جواب دیا "خدا نکرے کہ حضور کا بیٹا پاگل ہو۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ نہایت عقلمند اور سمجھدار ہے۔ حضور پر بھی رفتہ رفتہ خود روشن ہو جائیگا اور یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ اوسے بدنام کرنے والے نمکحرام ہیں"۔ اسکے بعد والد نے مجھے رخصت کیا اور اوس نئی خدمت کے انجام دینے کی اجازت دی۔ میں خوشی سے پھولا نہ سمایا اور واپس آتے ہی حمام کو گیا۔ میرے ملازم بھی آپہونچے اور چاروں طرف سے مبارک باد کی صدا آنے لگی۔

دوسرے دن میں نے فوج کا چارج لیا کارخانجات اور میگزینوں کا معائنہ کیا جنرل امیر احمد خان کو جو توپخانہ کے افسر تھے اور بعدۂ ہندوستان میں میرے سفیر ہوئے کارخانجات کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا اور محمد زمان خان کو میگزینوں کا۔ سکندر خان (جو کچھ دن بعد روسیوں اور والی بخارا کی لڑائی میں مارے گئے اور جنکے بھائی غلام حیدر[۵] اسوقت کابل میں کمانڈرانچیف ہیں) اور اسی نام کا ایک دوسرا شخص جو بارکزی تھا دونوں پیدل فوج کے خاص افسر مقرر کیے میں خود صبح سے شام تک ہر محکمہ کا معائنہ کرتا تھا اور جو ترقیاں ظہور پذیر ہوتی تھیں اون کی اطلاع روزانہ والد کو دیتا تھا جس کیوجہ سے وہ مجھسے روز بروز زیادہ خوشنود ہوتے گئے۔

فوج میں ایسی اصلاح و ترمیم کی گئی کہ اس سے پیشتر اوسکی حالت کبھی ایسی اچھی نہ تھی اور نہ اوسکے

---

[۵] غلام حیدر خان نے ۱۸۹۸ء میں وفات پائی۔

بعد ایسی ہوئی۔ اسکا ایک باعث یہ ہے کہ آجکل کے افسر ضرورت سے زیادہ آرام طلب و آرام پسند ہین۔ امیر شیر علی کے زمانہ مین وہ رشوت لینے کے عادی تھے اور اپنے فرایض ادا کرنے سے غافل تھے لیکن اب جو تنخواہین اونہین ملتی ہین اونپر اونہین قانع ہونا چاہیئے اور اپنا کام مستعدی اور خوبی سے کرنا چاہیئے۔ ایک عقلمند شاعر نے سچ کہا ہے ٥

زنہار از قرین بد زنہار	وقنا ربنا عذاب النار

خدا کے فضل و کرم سے مجھے امید ہے کہ میری رعیت میری نصیحت سے فائدہ اوٹھائیگی اور رفتہ رفتہ ضرور ترقی کرے گی۔

میری فوجی خدمات سے خوش ہوکر والد نے کل فوج کا پورا اختیار مجھے عطا فرمایا اور صرف محاسبات و ملکی معاملات اپنے ہاتھ مین رکھے۔ تھوڑے دن بعد والد تاشقرغان تشریف لے گئے اور مجھے [illegible] باڈی کا [illegible] دیا۔ جب وہان پہونچے تو برادر میر اتالیق ایک خط اور تحائف لیکر حاضر ہوا۔ والد نے نہایت گرمجوشی سے ملاقات کی اور یہ پیغام دیکر اوسے بھائی کے پاس بھیجا کہ چونکہ تمہارا ملک دریاے جیحون کے کنارے پر ہے اور افغانستان سے بالکل ملحق ہے اس لیے لازم ہے کہ تم اپنے تئین بجاے بخارا کے دوست محمد خان امیر کابل کے زیر حفاظت سمجھو اور امیر کا خطبہ بھی پڑھو۔ امیر صاحب کا خطبہ نہ پڑھنا گویا افغانستان کی توہین کرنا ہے۔ یہ پیغام سنکر میر اتالیق آگ ہوگیا اور اپنے بھائی سے اسقدر ناراض ہوا کہ اوسے قید کرنے کی کوشش کی وہ تاشقرغان کی طرف بھاگا لیکن میر اتالیق کے سوارون نے تعاقب کرکے ایک مقام پر جسے آبدان کہتے ہین اوسے گرفتار کرلیا۔ یہ سنکر مینے اوسکی مدد کے لیے فوج بھیجی لیکن فوج پہونچنے سے پہلے ہی وہ قتل کردیا گیا تھا۔ تاہم میر اتالیق کے سوارون کو شکست دیگئی اور اوسکے بھائی کی لاش لیکر فوج واپس آئی۔ اس شکست کی خبر سنکر میر اتالیق نے امیر مظفر شاہ بخارا

سے شکایت کی۔ امیر مظفر بعد وفات اپنے والد کے اوسی سال تخت نشین ہوئے تھے
اور کسی بغاوت کے فرو کرنے کے لیے حصار مین مقیم تھے۔ میر اتالیق کی شکایت کو
سنا اور ایک جھنڈا اور خیمہ دیکر فرمایا کہ جاوٴ اپنے ملک مین اس خیمہ کو استادہ کرو اور اوسکے
سامنے جھنڈا نصب کرو افغان خائف ہو جائینگے۔ اوس سادہ لوح میر کو یقین ہو گیا
کہ بس یہی کافی ہے اور قتاغان واپس آکر ہمین دہمکی دی۔ والد نے اس معاملہ کی اطلاع
اپنے امیر کو دی۔ حکم آیا کہ قتاغان پر فوج کشی کی جاسے یہ حکم پاکر والد نے میرے چچا
سردار اعظم خان گورنر کرم خوست کو لکہا کہ آکر ملاقات کرین اور مجھے مقام ہیبک تک
اونکے استقبال کے لیے بہیجا۔

فوج کے قتاغان روانہ ہونے سے پہلے مین نے موسم بہار مین چھہ دن کی رخصت
اس غرض سے لی کہ دیکہون تمام انتظام درست ہے یا نہین اس بارہ مین اپنی تشفی
کرکے مین نے والد سے عرض کی کہ وہ خود بہی معائنہ کرلین اونہون نے میری درخواست
منظور فرمائی اور میری کارروائی سے اسقدر خوش ہوئے کہ ایک مرصع پیٹی اور شمشیر مجھے
عطا فرمائی اور ارشاد کیا "جاوٴ خدا حافظ مین نے تمہین خدا کے سپرد کیا" مین نے
اونکے ہاتھون کو بوسہ دیا اور دو روز بعد اپنے چچا اعظم خان کے ماتحت فوج کا کمانڈر انچیف
مقرر ہو کر وہان سے روانہ ہوا۔ تاشقرغان کے لوگ مجھے نہایت عزیز رکھتے تھے جب
مین وہان پہونچا تو سب نے میرا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ مین اپنی فوج کے
ساتھہ نازگاہ کے میدان مین خیمہ زن ہوا اور بطور اظہار شکریہ عمائدین شہر کی دعوت کی۔ یہ
لوگ میرے اور میری فوج کے بڑے وفادار خیر خواہ ثابت ہوئے۔ پندرہ دن بعد میرے چچا بہی
مجھسے آکر ملے اور ہم دونون ہیبک روانہ ہوئے وہان پہونچکر تین روز قیام کیا اور سامان رسد
و باربرداری کا انتظام کرکے قلعہ غوری کی طرف چلے جہان میر اتالیق کے سوار اور پیدل فوج

صبح تھی پانچ دن کے کوچ کے بعد قلعہ دکھلائی دیا - وہان جاکر اولاً دشمن کو مرعوب کرنے کی
غرض سے مین نے اپنی بیس ہزار فوج معہ چالیس توپون کے قلعہ کے سامنے صف آرا
کی اور پھر ایک محفوظ مقام پر خیمے نصب کیے - سہ پہر کے وقت ہمراہی چند افسران مین نے
قلعہ کا موقع ملاحظہ کیا توپین وغیرہ نصب کرنے کے مقامات تبلائے اور مورچہ بندی کا حکم دیا
ساتھہ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ قلعہ کی خندق کی طرف سرنگین لگائی جائین اور رات کی رات
صبح تک یہ کام ختم کر دیا جائے -

سہ پہر کے وقت میر اتالیق چالیس ہزار سوارون کے ساتھ پہاڑی کی چوٹی پر آیا اور اپنے
تئین قلعہ کے سپاہیون کو دکھلایا تاکہ اونہین ہمت ہو اور دلیری کے ساتھ ہمارا مقابلہ کرین -
اوسے وہان دیکھکر اور اس سے پہلے کہ وہ ہمارے مورچون پر حملہ کرتا مین نے دو ہزار سوار بارہ خچر باری
کی توپین اور چار پلٹن پیدل لیکر اوسکے عقب مین حملہ کیا - ہماری بہاری توپون کے چلنے
تک میر کو اس حملہ کی خبر نہ تھی - گھبراکر اور یہ نہ جانکر کہ میری فوج کس قدر کم تھی وہ اپنی تمام فوج کے
ساتھہ بھاگ کھڑا ہوا - مین اپنی جائے قیام پر واپس آیا اور گیارہ بجے شب تک سرنگون
کا معائنہ کرکے اور سنتریون کو اپنی اپنی جگہہ مستعد پاکر سونے کی تیاری کی - علی الصباح پھر اپنی
فوج کو دیکھا اور دو ہزار جوان بطور ہراول کے بارہ میل کے فاصلہ پر بھیجدیئے تاکہ باربرداری کے
جانورون کی حفاظت کرین - دشمن کے اچانک حملہ کو روکین اور اوسکی حرکات سے
مجھے مطلع کرین - تین روز بعد خبر آئی کہ پندرہ میل کے فاصلہ پر آٹھہ ہزار سوار ایک مقام
پر پوشیدہ تھے جو کہ چشمۂ شیر کے نام سے مشہور ہے - انکا منشا ظاہرا یہی معلوم ہوتا تھا
کہ ہماری باربرداری کے سامان پر حملہ کرین اسلیے مین نے فوراً غلام محمد خان پوپلزی اور
محمد عالم خان کو چار ہزار سوار اور دو توپین دیکر اونکی طرف روانہ کیا - یہ دونون اپنے کام مین
اس قدر کامیاب ہوئے کہ خفیف سی چھیڑ چھاڑ کے بعد اونہین فتح حاصل ہوئی

اور دو ہزار قیدی ہاتھ آئے۔ باقی لغلان بھاگ گئے جہاں کہ اونکا میر مقیم تھا۔

جب یہ خبر تاتاغان پہونچی جہاں سے میر اتالیق صرف اٹھارہ میل دور رہتا تو اوسکی ہمت نے اوسے خیرباد کہا اور وہ قندز کی طرف چلا گیا۔ جو سوار مین نے چشمۂ شیر بھیجے تھے اون مین سے ایک ہزار لغلان پر قابض رہے اور باقی خوشی خوشی اپنی خیمہ گاہ مین واپس آئے اونمین سے بعضون کو جنہون نے کہ خصوصیت کے ساتھ لڑائی مین کارہائے نمایان کیے تھے میرے عم بزرگوار نے انعام عطا فرمایا اور بعض کو خلعت۔

اوسی روز سہپہر کے وقت مین نے مورچون کا معائنہ کیا اور اونکے پیچھے جاکر قلعہ کے سپاہیون سے یون خطاب کیا "تم لوگ مسلمان ہو اور مین بھی مسلمان ہون۔ تم نے دیکھہ لیا کہ تمہارے میر کو کیسی شکست ہوئی اسلیے اب یہ تمہاری حماقت کی دلیل ہوگی اگر تم میرے ساتھ مسلمانون کو مارو اور وہ تمہین قتل کرین۔ قلعہ چھوڑ دو مین اس طرح کی شرائط کرون گا کہ تم اونہین پسند کروگے" اس کا اونہون نے جواب نہ دیا۔ شام کے وقت مین نے چند افسر مامور کیے کہ علی الصباح اس طریقہ سے حملہ آور ہون اولاً سکیلہ پر حملہ کرین۔ یہ مقام اندرونی قلعہ کی خندق کے باہر تھا اور اوسکے چارون طرف بھی خندق تھی۔ اس حملہ سے پہلے بھاری توپین طلوع آفتاب سے چلائی جائین تاکہ دشمن گھبرا جاے اور پھر اون کے رکتے ہی تھوڑے تھوڑے سوار قلعہ کے مختلف حصون پر حملہ شروع کر دین تاکہ خاص مقام حملہ یعنی سکیلہ سے دشمن بیخبر ہو جاے۔ بڑا حصہ فوج کا خاموشی کے ساتھہ اوس مقام تک جاے اور پھر قلعہ کی فصیلون پر چڑھکر نعرہ "یا چاریار" بلند کرے۔ اس حکم کے مطابق صبح کو کارروائی کیگئی دشمن کی فوج قلعہ کے باہر کے حصے سے اندر کی طرف بھاگی۔ اس اندرونی قلعہ کے چارون طرف جو خندق تھی دس گز عمیق اور تیئیس گز وسیع تھی لیکن خوش قسمتی سے پانی اس کا اس قدر صاف و شفاف تھا کہ میرے افسرون نے ایک بید کے

مشہور کابل جو سطح آب سے ایک گز نیچے بنا ہوا تھا دیکھ لیا اور خوشی کے نعرے مارتے ہوئے پانی مین کود پڑے اور پار ہو گئے۔ سپاہیون نے بھی یہی کیا اور بازارون پر قبضہ کرکے دیوارون مین سوراخ بنائے اور قلعہ کے لوگون پر بندوق بازی شروع کی۔

ادہر یہ ہو رہا تھا اودہر مین نے قلعہ کے گورنر کو ایک خط لکھا کہ اگر تم ہتھیار رکہدو تو مین تمہاری فوج کے جان و مال سے باز آؤنگا اور اوسے اپنی رعایا سمجھونگا یہ خط ایک قیدی کے ہاتھ بھیجکر مین نے تھوڑی دیر کے لیے لڑائی موقوف کرنے کا حکم دیا گورنر اور قلعہ کے دیگر خاص افسر خود باہر آئے اور صلح کی گفتگو شروع کی۔ میری شرائط کو منظور کر لیا اور قلعہ کے دروازے کھولدئے ایک کثیر التعداد جماعت لوگون کی باہر آئی جن مین سے مین نے بہت سے آدمی اپنے چچا کی خدمت مین بھیجدیئے۔ اونہون نے سردارون کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ ان لوگون کی تعداد دس ہزار سے کم نتھی لیکن چونکہ میر اتالیق فن جنگ سے ناواقف تھا صرف دس دن کی رسد کا سامان مہیا کیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ اگر دس روز مین نے حملہ نہ کیا ہوتا تو مجبوراً اونہین اطاعت قبول کرنی پڑتی۔ لیکن اون کے میر کا ظاہرا یہ خیال تھا کہ شاہ بخارا نے جو خیمہ اور جھنڈا عطا فرمایا تہا وہ ایک بڑی فوج کے زندہ رکھنے کے لیے کافی تھا خدا نے ایسے لوگ بھی پیدا کئے ہین!

میر اتالیق کے ساتھیون کو ہمارا عمدہ سلوک دیکھکر خوشی بھی ہوئی اور تعجب بھی ہوا اس لیے کہ اونکے سردارون نے افغانون کی سنگدلی کے قصے سنا کر ہماری طرف سے نہایت بدظن کر دیا تھا۔ اب جو اونہین ان غلط بیانیون کی حقیقت معلوم ہوئی تو بہت سے اونمین سے میر سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے اور اتالیق صرف چند وفادار ہمراہیون کے ساتھ قتاغان سے روانہ ہوا اور رستاق پہونچکر میرہا سے بدخشان کی عملداری مین

پناہ لی - یہ خبر سنکر ہم فوراً غوری سے بغلان اوسکی دار السلطنت کو روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر تمام ملک کے سردارون کے نام اس مضمون کے خطوط روانہ کیے کہ ہم تمہاری ہر قسم کی امداد کرینگے اور بعض کو اونمین سے خلعت بھی عطا کئے - ہم نے گورنر اور قاضی وغیرہ بھی مقرر کیے اور اس سب انتظام کے بعد مین خان آباد پہونچا جہانکہ دریا کے کنارے ایک اونچے خطۂ زمین پر خیمہ زن ہوا اور دو پلٹن پیدل - ایک ہزار ملیشیا کے ازبک سوار پانچ سو افغان سوار - پانچ سو ملیشیا کے پیدل اور چھ خچر باتری کی توپین - طالقان کی جانب روانہ کین - اس حصہ فوج کا سردار میرے چچا نے محمد امین خان پسر امیر دوست محمد خان اعظم کو مقرر کیا - دریاے بارگی پار کرکے یہ فوج طالقان پہنچ گئی اور فوراً مورچہ بندی کرکے قلعہ کو مسمار کر دیا - مین اور عم بزرگوار خان آباد مین رہے اور جو انتظامات و تبدیلیان ایک تازہ مفتوحہ شہر مین ضروری ہوا کرتی ہین اونکے انصرام مین مشغول ہوئے - ایک خاص تبدیلی یہ تھی کہ اپنے جد امجد کا نام خطبہ مین داخل کرایا -

تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ میر اتالیق اور میر ہاے بدخشان کی ترغیب سے اندر آب ذخوست کے باشندون نے بغاوت کی اور وہان کے گورنر پر حملہ کیا جسکی امداد کے لیے مین نے خان آباد سے چار ہزار سپاہی زیر حکم سردار محمد عمر وغیرہ روانہ کیے - میرے جد امجد نے بھی سردار محمد شریف خان کو کابل سے دو پلٹن اور ایک ہزار ملیشیا پیدل سا ایک ہزار سوار اور چھ توپون کے ہمراہ روانہ کیا - یہ دونون فوجین بمقام بزدرہ ملگیین اور وہین باغیون کا مقابلہ کرکے اونکی اچھی طرح سرکوبی کی - اس لڑائی مین دشمن کے دو سو آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے - اس فتح کے بعد کابل کی فوج کابل واپس گئی اور باقی خان آباد چلی آئی - صرف پانچ سو جوان گورنر اندر آب کی امداد کے لیے باقی رہے طالقان کی فتح کا حال سنکر میر اتالیق نے رستاق بھی چھوڑا اور دریاے جیحون پار کرکے کولاب

کے نزدیک ایک مقام پر جو سید کے نام سے مشہور ہے قیام پذیر ہوا۔ کولاب کا حاکم اوسوقت میر سرابیگ تھا جسنے کہ کچھہ دن بعد شاہِ بخارا سے شکست کہا کر اپنا ملک چھوڑ دیا اور کابل آیا اور میرے دربار مین نہایت عزت حاصل کی چونکہ میر آتالیق کا رشتہ دار تھا اِس لیے میر کو دس ہزار سوار دیئے اور اسی قدر اہل بدخشان نے امداد کی علاوہ برین دو ہزار اپنے سپاہی میر آتالیق کے ساتھہ تھے۔ اس پوری فوج کو لے کر وہ میری خیمہ گاہ کے قریب کے صوبون اور قلعجات حضرت و امام و طالقان پر حملہ آور ہوا اور جتنا رسد و بار برداری کا سامان ہاتھہ لگا لوٹ لے گیا۔ جن سوارون کو مین نے بطور ہراول کے مقرر کیا تھا اون سے اور میر آتالیق کے سپاہیون سے اکثر مقابلہ ہوجاتا تھا اور دونون جانب سو سو دو دو سو آدمی مارے جاتے تھے۔ جو گرفتار ہوکر آتے تھے مین اونہین توپون سے اُڑا دیتا تھا تین سال یہ بغاوت رہی اور اس عرصہ مین پانچہزار آدمی اسی طرح توپون کے منہ چڑھے ہے علاوہ برین دس ہزار کے قریب میری فوج کے ہاتھہ سے قتل ہوئے۔

اِس بغاوت کے فرو کرنے مین ایک سال گذر گیا تو سردار امین خان نے لکھا کہ بدخشان کے پندرہ ہزار خاندانون کے مقابلہ کے لیے اونکے پاس کافی فوج نہ تھی اونکی کمک کے لیے فوج بھیجی جاوے ورنہ اونہین پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ اِسکا جواب نہ پاکر وہ بلا اجازت خان آباد روانہ ہوئے۔ میرے چچا اور مجھہ مین آپس مین مشورہ ہوا اور مین نے تحریک کی کہ اگر مین اون کی جگہہ بھیجا جاؤن تو انشاءاللہ تعالیٰ صرف چھہ توپون اور پانچہزار سوارون سے ملک کو ٹھیک کر دونگا۔ میرے چچا نے جواب دیا کہ یہ ایک مشکل کام ہے اور چونکہ ابھی تم بالکل بے ریش ہو ممکن ہے کہ ہمت ہار جاؤ۔ مین نے جواب دیا کہ مین دکھلا دونگا کہ یہ کہانتک صحیح ہے اور اوسی روز روانہ ہوگیا۔ لنبے لنبے کوچ کر کے طالقان پہونچا۔ فوج مجھے دیکھکر خوش ہوگئی اور سردار امین خان بھی مجھے راہ مین ملے۔ گو وہ میرے چچا تھے اور مجھسے عمر مین بھی بہت زیادہ تھے

لیکن چونکہ کم ہمت اور بزدل ثابت ہوئے تھے مین نے اون کی طرف سے مُنہ پہیر لیا اور سوائے اِسکے کچھ نہ کہا کہ آپ نے ایسے مشہور شخص یعنی اپنے والد دوست محمد خان کے نام کو دہبہ لگایا۔

طالقان پہونچنے کے دو روز بعد رستاق اور بدخشان کے لوگون نے یوسف علی برادر میر شاہ فیض آبادی کی ترغیب سے دو یا تین ہزار سوار اِس کام کے لیے مقرر کئے کہ میری خیمہ گاہ کے گرد و نواح مین تاخت و تاراج کرین۔ اِن سوارون نے میری باربرداری ورسد کے شتر و ٹٹوون پر جو کہ زیر حفاظت دو سو ملیشیا اور پچاس سوارون کے آرہے تھے یکبارگی حملہ کیا۔ میرے آدمیون نے مجھے اِس واقعہ کی فوراً اطلاع دی اور حتی الامکان دشمن کا مقابلہ کیا۔ مین نے بھی سات سو سپاہی اون کی امداد کو بھیجے۔ دشمن کو شکست ہوئی اور تمام جانور بحفاظت واپس آگئے۔

دو روز بعد باغیون نے اون قریون پر حملہ کیا جو کہ ہنوز میری رفاقت کا دم بھرتے تھے مین نے پھر بہت سی فوج بھیجدی جس نے کہ اونھین منتشر کر دیا اور دس باغی اور دو سو گھوڑے گرفتار کیے۔

اِس طرح تین مہینے گذر چکے تھے کہ ایک روز میرے پاس قتاغان کے ایک مذہبی پیشوا نے میری دعوت کی اور تین سو باقاعدہ اور دو سو ملیشیا سوار لے کر مین اونکے مکان پر گیا۔ میری خیمہ گاہ ... یہ مکان صرف ... دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ احتیاطاً مین نے سو سوار اِس کام پر ... کیے کہ کسیقدر فاصلہ پر مکان کو گھیرے رہین اور اِسکی خبر میرے میزبان کو مطلق نہوئی۔ تھوڑی گفتگو کے بعد دسترخوان بچھایا گیا لیکن ساتھہی میرے ایک سپاہی نے یہ خبر دی کہ اون سوارون پر دشمن کی جماعت کثیر نے حملہ کیا تھا اور وہ مجبوراً آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ مین نے فوراً اپنے میزبان اور اوس کے

بیٹون کو گرفتار کر لیا اور اپنے آدمیون کی مدد کے لیے روانہ ہوا۔ اوسی وقت ایک سوار
اپنی خیمہ گاہ بھیجکر ایک ہزار سوار۔ ایک پلٹن پیدل اور دو توپین فوراً طلب کین۔ اور حکم دیا
کہ پیدل اور توپین سوارون کے پیچھے رہین تاکہ دیر نہ ہو۔ مین نے یہ دیکھکر کہ باغیون کی
فوج تخمیناً دس ہزار ہے اور ہماری طرف بڑہتی چلی آتی ہے اپنی تہوڑی سی فوج کے آٹھ
حصے کئے اور ہر حصہ ایک دوسرے سے کسی قدر فاصلے پر تعینات کیا۔ سب سے
بڑا حصہ اپنے ساتھ رکہا اور حکم دیا کہ اولاً پہلا حصہ گولی چلائے جب وہ گھر جلے جیسا کہ
مجھے امید تہی تو دوسرا حملہ کرے جب وہ بہی گھر جلے تو تیسرا بندوق بازی کرے یہانتک
کہ سب شریک جنگ ہو جائین اس کے بعد مین اپنے حصہ فوج کے ساتھ تلوارین
کہینچکر حملہ کرونگا۔

اسی اثنا مین خیمہ گاہ سے کمک بہی آگئی اور مین نے فوراً حملہ کر دیا۔ باغی اسکی تاب
نہ لا سکے اور چونکہ اتنے حصون کے ساتھ منقسم ہو کر لڑ رہے تھے اور تہک گیے تھے
بہاگ کھڑے ہوئے اور اس سراسیمگی کے ساتھ کہ اپنے زخمیون کو بہی چھوڑ گیے۔ سو
باغی مارے گیے اور چار سو قید ہوئے۔ ہماری جانب صرف سو سپاہی کام آئے۔ مین نے
خداوند کریم کا نہایت شکر ادا کیا کہ دشمن کی اتنی بڑی فوج پر ہمکو کامل فتح عطا فرمائی اور ہم
سب کے سب از حد خوش ہوئے۔ قیدیون مین دس بارہ رستاق کے سردار بہی تھے
میرے مقدس مہربان کو نہایت سخت کلامی سے یاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ صرف
اوسی کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت آئی ہے اس لیے کہ اوس نے میر ہاے قتاغان کو
لکھا تہا کہ میرا ارادہ ہے کہ سردار فوج افاغنہ کی دعوت کرون اور اگر آپ کافی فوج اوس کے
باڈی گارڈ کو پسپا کرنے کے لیے بہیجدین تو اوسے گرفتار کرکے آپکے پاس روانہ کر دون۔
اسی کامیابی کی امید پر یہ سردار دس ہزار فوج کے ساتھ بہیجے گیے تھے کہ مجھے گرفتار کر لین لیکن خود

گرفتار ہوگیے - بہت رات گئے مین اپنی خیمہ گاہ کو واپس آیا اور اپنے چچا کے پاس خان آباد اس واقعہ کی اطلاع بھیجی - اور اس اپنے میزبان کو بھی بطور قیدی کے اون کے پاس روانہ کیا - زخمیون کا اپنے ڈاکٹرون سے علاج کرایا اور جب اچھے ہوگیے تو بعض کو خلعت عطا کئے اور بعض کو زادراہ و خرچ سفر دیکر رخصت کیا اور فہمایش کی کہ اپنے لوگون کو لوٹ مار سے باز رکھین - ساتھہ ہی مین نے اون کے میر کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو معہ اپنے بھائی کے علانیہ جنگ آزمائی کر دیکہا - منافقانہ طور پر ایک شخص میرے والد کے پاس تخت پل روانہ کیا اور اونھین اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور اور برستوار بغاوت کی ترغیب دیتے رہے - مین نے یہ بہی کہلا بھیجا کہ اگر میرے والد نے بدخشان کی فتح کا حکم دیا تو میر کی سماری یہ مجال نہین کہ چھہ گھنٹے بہی میرا مقابلہ کر سکے - قتاغان کے قیدیون کو مین نے رہا نہ کیا لیکن اون کے رشتہ دارون کو جو ملک چھوڑ کر چلے گیے تھے اور شاہ بخارا کی عملداری مین پناہ گزین ہوئے تھے اطلاع دیدی کہ اگر تم اپنے مکانون پر واپس نہ آؤگے تو سب قیدی قتل کر دیئے جائینگے - خود قیدیون سے مین نے خط لکھوائے کہ اپنے دوستون کو بلا خوف واپس آنے پر آمادہ کرین - نتیجہ یہ ہوا کہ قتاغان کے چند ملا وہان کے لوگون کی طرف سے شرائط طے کرنے کے لیے آئے - مین نے قسم کہائی کہ اگر وہ لوگ سلطنت افغانستان کے خلاف کوئی کارروائی نکرین اور صلح و آشتی کے ساتھہ وفادار رعایا کی طرح رہین تو مین اونکے ساتھہ مثل اپنی رعایا کے سلوک کرونگا اور اون کے حقوق کی حفاظت کرون گا - اس اطمینان کے بعد جب ملا واپس گیے تو سب کے سب دو ہزار خاندان وطن واپس آئے اور بدستور سابق طالقان مین بود و باش کرنے لگے -

جو پیغام کہ مین نے بدخشان کے قیدیون کے ذریعے سے میر یوسف علی کو بھیجا تھا

اوسکا کوئی اثر نہ ہوا اور اوس نے لوٹ مار اوسی طرح جاری رکھی - چند ہفتہ کی صلح کے بعد
اوس نے میر قتاغان - میر کولاب اور اپنے بہائی میر شاہ سے مشورہ کیا اور اونکو اس امر پر
آمادہ کیا کہ مجہپر فتح پانیکا صرف ایک ذریعہ ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ اپنی اپنی فوج یکجا کر کے
ایک ساتہ دو مختلف مقامات طالقان اور چال پر حملہ کیا جائے - آخر الذکر مقام پر چار سو
پیدل - چار سو ملیشیا کے سپاہی - پانچسو سوار اور دو خچر باتری کی توپین زیر کمان ایک دلیر و تجربہ کار
افسر سردار محمد عالم خان موجود تہین - دشمن نے جو حملہ کی تجویز کی تہی وہ یہ تہی - تہوڑے سے
سپاہی اطراف مین تاخت و تاراج کرین تاکہ ہمین دہوکہ ہو کہ کوئی بڑی باقاعدہ فوج دشمن
کی نہین ہے صرف چند لیٹرے ہین - ساتہ ہی قریب تیس ہزار سوارون کے شب کے
وقت طالقان کے باغون مین پوشیدہ ہو رہین اور میر بابا ولی میر اتالیق کا چچا بہائی
ایکا سردار ہو - دوسرے روز علی الصبح اس بڑی جماعت کے سو ہزار اپنی کمینگاہ سے
نکلے اور میرے سوار اونٹ لوٹ لیے جو کہ چرنے کے لیے چہوڑ دیے گئے تہے - میرے
ہراول کے افسرون نے دو سو سوار ان کو پسپا کرنے اور آیندہ اونٹون کی حفاظت کے
لیے بہیجے - جب مجہے یہ کیفیت معلوم ہوئی تو مین نے افسرون کو فہمائش کی کہ بلا دشمن
کی فوج کی تعداد دریافت کیے ہوئے اتنے تہوڑے آدمی بہیجنا نامناسب تہا اس لیے
کہ صرف سو سپاہیون نے میرے ہراول کے اسقدر نزدیک آکر ہرگز اونٹون پر حملہ نہ کیا ہوتا
اگر اونکی زیادہ فوج کہین قریب پوشیدہ نہوتی - اسکے بعد مین نے تمام فوج کو فوراً جنگ کیلئے
تیار ہونے کا حکم دیا - میرا خیال بالکل صحیح نکلا اسلیے کہ ہمارے تیار ہوتے ہی میرے
چند سوار دکہلائی دیے - یہ صرف ۱۶۰ نفر تہے جو جان بچا کر ایک نہایت شجاع افسر کے
ماتحت بہاگ آئے تہے اور دشمن کی چالیس ہزار فوج اونکے تعاقب مین بڑہتی چلی آتی تہی
مین نے اسقدر احتیاط پہلے سے کرلی تہی کہ اپنی توپین معہ دو سو پیدلون کے ایک پہاڑی

کی چوٹی پر جو ارتہ بر کہلاتی تھی نصب کردی تھین اور توپچیون کو ہدایت کردی تھی کہ جبتک حکم نہ دیا جاے فیر نہ کرین - علاوہ برین ایک ہزار پیدل دشمن کے میمنہ اور پانچسو میسرہ پر مقرر کیے اور بقیہ پیدل اور سوارون کے ساتھ مورچون کے باہر مین نے دشمن کا مقابلہ کیا۔
جسوقت کہ گھمسان لڑائی ہورہی تھی اور نہایت کشمکش تھی مین نے توپین دشمن کے عقب مین نصب کین اور جو سپاہی کہ میمنہ و میسرہ پر تعینات کیے تھے اونہین بندوق بازی کا حکم دیا اور خود سامنے زور سے حملہ کیا۔ دشمن کو میری فوج کی تعداد معلوم نہ تھی اوسکی فوج نے جو دیکھا کہ چارون طرف سے گولیان اور گولے برسنے لگے تو گھبرا کر اوسکے پیر اوکھڑ گیے اور مڑی لیکن پیچھے میرے توپچی موجود تھے - یہ دیکھکر مین نے سوارون کو جوش دلایا اور پھر ایک اور حملہ کیا جس سے کہ دشمن کی صفین ہٹ گئین اور اوسے پوری شکست ہوئی یہ لڑائی نو گھنٹے رہی تین ہزار باغی قتل ہوے اور میری جانب سو جان کام آے اور سو زخمی ہوے چھ سو قیدی اور پانچہزار گھوڑے ہاتھ آئے - مین نے حکم دیا کہ باغیان مقتولین کے سر کاٹکر اون سے ایک مینار بنایا جاے تاکہ جو زندہ تھے اونکے دل مین دہشت ہو - اسکے بعد اس عظیم الشان فتح کی خوشخبری مین نے اپنے چچا کو دی اور اپنی کامیابی پر اونہین مبارکباد بھی دی -
چال کے باغیون کی تعداد صرف بارہ ہزار تھی اسلئے اونہون نے صرف خفیف سا مقابلہ کیا - میر بابا بیگ اور میر سلطان مراد اون کی کمان مین تھے - تھوڑی سی چھیڑ چھاڑ کے بعد وہ پراگندہ ہوگیے اور اپنے زخمیون کو لے کر بھاگ گیے - تاہم سو آدمی ہاون کے کھیت رہے - میر بابا بیگ گھوڑے سے گرا جس سے اوسکا پیر ٹوٹ گیا لیکن اوسکے ساتھی اوسے اوٹھالے گیے - اس نمایان فتح کے بعد میر ہاے بدخشان کو یقین ہوگیا کہ میدان مین اکثر تربیت یافتہ افغانی فوج کے مقابلہ کی اون مین طاقت نہ تھی اور اگر

کچھ کر سکتے تھے تو صرف اسقدر کہ لوٹ مار اور دغا بازی سے کام لین۔
اسی درمیان مین میر مظفر شاہ بخارا کو یہ دریافت کرنے کی خواہش ہوئی کہ افاغنہ اہل بدخشان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہین اور اس غرض سے دریاے جیحون پار کر کے وہ چارہ کار مین مقیم ہوئے۔ میرے والد کے پاس صرف ساڑہے دس ہزار فوج اور باقی تھی اور چونکہ شاہ مظفر کی طرف سے پورا اطمینان نہ تہا اسلئے اونہون نے میرے چچا کو لکھا کہ بیس ہزار فوج جو اونکے پاس تھی اوسمین سے بارہ ہزار چرخی سپاہی اپنے پاس رہنے دین اور باقی آٹھ ہزار مجھے دیکر اون کی امداد کے لیے روانہ کرین۔ اس فوج سے ملک کی حفاظت بھی ہو سکے گی اور غنیم کے مقابلہ کے لیے بھی کافی ہوگی۔ یہ خوف بھی لگا ہوا تہا کہ ازبک فرقہ کے لوگ جو ہماری رعایا مین تھے کہین بغاوت پر آمادہ نہو جائین اس لیے کہ شاہ بخارا بھی اسی فرقہ سے تھے۔ میرے چچا صاحب جنہین ترکستان کے حالات سے بہت کم واقفیت تھی یہ حالات دیکھکر گھبرا گیے اور مجھے لکھا کہ طالقان چھوڑ دو اور فوج لیکر خان آباد روانہ ہو۔ مین نے جوابدیا کہ بہتر ہوگا کہ مین صرف اس قسم کا انتظام کر رکھون کہ اگر ضرورت ہو تو فوراً روانہ ہو جاؤن ورنہ ایک نو مفتوحہ ملک کو جو اتنی مصیبتون سے حاصل ہوا تہا بلا کسی قسم کی فوج وہان رکھے ہوئے چھوڑ دینا نامناسب ہوگا۔ لیکن چچا صاحب نے ایک نہ مانی اور دوبارہ لکھا کہ فوراً روانہ ہو جاؤ۔ سواے حکم بجالانے کے اور کوئی چارہ نہ تہا اسلئے دوسرے روز علی الصباح تمام فوج کے ساتھ مین نے کوچ کیا۔ گولہ بارود کے لیجانے کے لیے میرے پاس کافی تعداد باربرداری کے جانورون کی نہ تھی اس لیے جو سامان کچھ رہا وہ سے پیدل اور سوارون مین تقسیم کر دیا کہ ہر شخص تھوڑا تھوڑا ساتھ لے چلے۔ پھر یہ خیال کر کے کہ راہ مین پوری فوج کو رسد پہونچانے مین بھی دقت ہوگی مین نے سو سوارون کو حکم دیا کہ جا کر لوٹ مار کرین اور اہل ارتہ بز کے پندرہ ہزار بھیڑون کے گلے سے جتنی بھیڑین پکڑ سکین

سے آئین۔

اسکے بعد مین نے فوج کے تین حصے کیے۔ ہراول پر سردار شمس الدین خان پسر سردار امین محمد خان کو افسر مقرر کیا۔ ملیشیا۔ پیدل اور سوارون کے ایک حصہ کو معہ چار توپون کے قلب فوج قرار دیا اور تیسرا حصہ پورے توپخانہ بقیہ پیدل اور ایک ثلث سوارون کے ساتھ پیچھے رہا۔ جو سو سوار بہیڑین لانے کے لیے بہیجے گیے تھے خواجہ چنگل نامی گانون مین مجھسے آکر ملے۔ اہل طالقان کو ہمارے یکایک چلے آنے سے ہمت ہوئی اور اونکے پانچ چھ ہزار سوار ہمارے پیچھے آئے لیکن اتنا دل نہ تہا کہ حملہ کرتے۔ بہرحال اونکی اس حرکت کو روکنے کی مین نے یہ تدبیر کی کہ ایک پلٹن ایک مقام پر سڑک کے کنارہ چہپادی اور حکم دیا کہ جب باغی اوس جگہہ سے گذرین تو اون پر گولیان برسائین۔ ایسا ہی کیا گیا اور بندوقون کی آواز سنتے ہی میری فوج نے بہی مڑکر باغیون پر سامنے سے حملہ کیا۔ اس دوہرے حملہ سے دشمن کی فوج بالکل حواس باختہ ہوگئی اور نہایت سراسیمگی سے ادہر اودہر بہاگنے لگے حتی کہ ہماری گولیون سے بچنے کے لیے بعض دریا مین کود پڑے اور بعض پہاڑیون کی چوٹیون پر چڑہ گیے۔ تقریباً چار سو آدمی دشمن کے ضائع ہوئے۔

ہم نے بلا کسی قسم کی مزاحمت کے پہر خان آباد کی راہ لی۔ شب کے وقت دریا عبور کرتے ہوئے ہماری ایک توپ پانی مین گر پڑی۔ چونکہ سپاہی اوسے برآمد نکرسکے مین گہوڑے سے اوترا اور تہوڑے آدمیون کی مدد سے توپ کنارہ تک لے آیا۔ میرے کپڑے بالکل تر ہوگئے اور مین اونہین تبدیل بہی نکرسکا لیکن سپاہیون نے جنگل مین آگ لگاکر اپنے کپڑے خشک کرلیے۔ دو بجے کے قریب جبکہ خان آباد بہت نزدیک رہگیا تہا ہمکو گولیون کی آواز سنائی دی اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ جہان چچا صاحب خیمہ زن تہے اودہر سے آتی ہے سردار شمس الدین خان نے رائے دی کہ یہ آواز ایک سوارون کی بندوقون کی آواز ہے اور

اونہون نے چچا صاحب کی فوج کو ضرور پسپا کر دیا ہے اسیلیے ہمارے لیے بہترین طریقہ
یہ ہے کہ کابل کی طرف بہاگ چلین - مین نے جواب دیا کہ ۱۲۵۷ھ مین جو انگریزون سے
لڑائی ہوئی تہی اوسمین جس جوانمردی اور شجاعت سے تم نے کام لیا تہا اوس کی اکثر
تعریف مین نے لوگون سے سنی ہے اسوقت وہ بہادری کیا ہوئی ؟ یہ سنکر وہ خاموش
ہو گیے اور کچہہ جواب نہ دیا - مین نے چہہ سوار اپنے چچا کی طرف روانہ کیے اور کہلا بہیجا کہ
بندوق بازی کی آواز آپ کی طرف سے آئی ہے اسیلیے جہان مین ہون وہین قیام کرون گا
لیکن اگر آپکا منشا ہو تو جہان حکم ہو وہان لڑنے کے لیے مستعد ہون ایک گہنٹہ بعد ایک سوار
گہوڑا دوڑاتا نظر آیا اور آکر بیان کیا کہ میرے چچا صاحب نے خود بندوقین چلانے کا حکم
اس لیے دیا تہا کہ شاہ بخارا کے لشافہ سے دریاے جیحون اوس پار بہاگ جانے کی
خوشی منائی جائے -

یہ واقعہ اسطرح پیش آیا تہا کہ میرے والد کا ایک ملازم غلام علی خان جو نہایت تجربہ کار
اور شجاع شخص تہا اور میدان جنگ مین شیر ببر کی طرح لڑا کرتا تہا دریاے جیحون کی خاص سرحدی
حفاظتی چوکیون کی نگہبانی کے لیے مامور تہا اور شہر دہ نہر کی تین نہرون کا گورنر بہی تہا - اتفاقاً
کرکی اور بساغہ سرحدی چوکیون کے معائنہ کے لیے گیا جہان کہ شاہ بخارا کے دو ہزار سوار
اوسے دکہلائی دیے - اونہون نے فوراً گولی چلائی اور خفیف سی لڑائی کے بعد اوسطرف
بہاگ گیے جہانکہ میر مظفر مقیم تہا - یہ کیفیت دیکہکر خود میر نے بہی بخارا کی راہ لی اور بہت سا اسباب
اور خیمے پیچہے چہوڑ گیا - یہ تمام مال غلام علی کے ہاتہہ لگا - اوس نے اسباب تو مال غنیمت
کی طرح فوج مین تقسیم کر دیا اور شاہ کے خیمے میرے والد کے پاس بہیجدیے - یہ
خوشخبری سنکر مین فوراً روانہ ہو گیا اور مقام مقصود پر پہونچکر چچا صاحب کو اونکی اور اپنی دونون
کی کامیابی پر مبارکباد دی - دوسرے دن اون سے اجازت لیکر دو پلٹن پیدل

ایک رجمنٹ سوار و توپین اور پانچ سو لیشیا کے سپاہی طالقان بھیجے تاکہ وہان کے باشندون کو معلوم ہو جائے کہ اون کے شہر سے ہم دست بردار نہین ہوئے ہین اور کہلا بھیجا کہ اگر بدخشان کے لوگون نے پھر گستاخی کی تو مین فوراً زیادہ فوج لے کر وہان پہونچونگا۔

مین خان آباد مقیم رہا اور فوج جسے پانچ مہینے سے نہین دیکھا تھا اوسکی درستی مین مصروف رہا۔ جب اہل طالقان نے دیکھا کہ فوج واپس گئی اور ہماری حکومت سے کسی طرح نہین بچ سکتے تو اونہون نے میر شاہ کی چچیری بہن میرے چچا کے عقد مین پیش کی اور ان بزرگوار نے اوسے بخوشی قبول کر لیا۔ مین اس شادی کے سخت خلاف تھا اور جو خراب نتائج اس قسم کے دغابازون سے تعلق پیدا کرنے سے ظہور پذیر ہوتے ہین اونکو اپنے چچا صاحب کے روبرو بصراحت و بدلائل بیان کیا اور گذارش کی کہ لڑکر بدخشان فتح کرنیکی اجازت دیجئے تاکہ ایسے بے اعتبار دشمن سے جو محض ظاہرا ہمارا دم بھرتا تھا نجات ملے ورنہ ہمیشہ کانٹے کی طرح وہ ہمارے جسم مین کھٹکا کریگا۔ لیکن چچا صاحب نے ایک نمانی اور اپنی نسبت کی شیرینی نوش فرمائی۔

میر ہائے بدخشان نے جو دیکھا کہ معاملات نے یہ صورت پکڑی تو خوش ہو کر ایک نہایت مفسد پرواز شخص میر یوسف کو بہت سے تحائف کے ساتھ میرے چچا کی خدمت مین بھیجا اور وفاداری کے عہد و پیمان و وعدے کیے۔ ساتھ ہی میر یوسف نے کچھ اس قسم کی چکنی باتین کین کہ ملک فتح کرنے کے جو ارادے چچا صاحب کے دل مین تھے وہ سب تبدیل ہو گیے۔ اسی موقع پر میری والدہ نے یہ دیکھکر کہ ملک مین اب امن ہے والد سے میرے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور بلانے کی اجازت چاہی۔ اونہون نے منظور کیا اور مجھے لکھا کہ تخت پل جا کر قدمبوسی حاصل کرو۔ لہذا فوج کو کرنیلون اور دیگر افسرون کے ماتحت چھوڑ کر مین چار سو سوارون کے ساتھ روانہ ہوا۔ راہ مین تاشقرغان

قیام کیا اور وہان سے حضرت سلطان الاولیا کے مقدس مزار کی زیارت کے لیے گیا۔ اونکے آستانہ پر جبہ فرسائی کی تاکہ اوس مزار کی روشنی سے میری آنکھون مین روشنی آئے اور اونکی پاک روح کی مدد سے میرے دل کو تقویت و تسکین ہوا اوسکے بعد تختہ پل روانہ ہوا اور وہان پہونچکر والدین کے ہاتہہ کو بوسہ دیا۔ مجھے دیکھنے کی خوشی مین اونہون نے خوب خیرات کی اور میرے دیگر اعزا نے بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن مین نے میگزینون۔ کارخانہ جات اور دیگر سامان حرب کے ذخیرون کا معائنہ کیا اور سب کو درست اور اچھی حالت مین پایا۔ ہر ایک کارخانہ کے داروغہ کی تنخواہ بڑہائی اور اچھے چال چلن والے کو خلعت دیئے۔ اپنی قتاغان کی فوج کے لیے جتنے خیمون اور دیگر چیزون کی ضرورت تھی اونکی تیاری کا حکم انہین کارخانون مین دیا اور ایک ماہ سے کم ہی مین وہ سب اشیا بھیج بھی دی گئین۔

ایک سال تک تختہ پل کی فوج کا انتظام میرے سپرد رہا۔ بعد اوسکے موسم بہار مین قتاغان روانہ ہوا۔ راہ مین جو ایک عجیب واقعہ پیش آیا اوسکا ذکر کرنا بھی ضروری ہے غوری نار تامی ایک مقام پر ہم فروکش ہوئے تھے اور جانورون کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ مین ہوا خوری کے لیے پہاڑیون کی طرف چلا گیا تھا جہان کہ ہمارے جانور چر رہے تھے اور اپنے سپاہیون سے علیحدہ ہو گیا تھا کہ ایک شتر نے مجھ پر حملہ کیا۔ میرے پاس اوسوقت کوئی ہتھیار سواے ایک پیش قبض کے نہ تھا اسلیے مین نے ایک بہت بڑے پتہر کے چارونطرف گھومنا شروع کیا۔ اونٹ بھی میرے پیچھے اوسی طرح اتنا گھوما کہ قریب تھا کہ مین تھک کر گر جاؤن۔ اودہر سپاہیون کا بھی پتہ نہ تھا مجبوراً جان بچانے کے لیے مین شتر کے سامنے کھڑا ہو گیا اور ایک بڑا پتہر اوٹھا کر اپنی پوری طاقت سے اوسکے کان پر مارا جسکے صدمہ سے وہ پیرون کے بل گرا۔ کھڑا ہونے نے پایا تھا کہ پیش قبض نکال مین نے اوسکا

گلا کاٹ دیا اور میرے تمام کپڑے اوسکے خون سے رنگ گئے۔ اوسے اپنے روبرو مرتا دیکھہ اور نیز اس وجہہ سے کہ مین بہت خستہ ہو گیا تہا مجھے غش آگیا اور قریب ایک گھنٹہ کے مین بیہوش رہا جب مجھے ہوش آیا تو شتر کو مردہ پاکر نہایت خوش ہوا۔ میرے نوکرون نے جو اتنی دیر تک میری خبر نہ لی مین نے اسکی سزا یہ دی کہ ہر ایک کو اونمین سے تیس درے لگانے کا حکم دیا اور آیندہ کے لیے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ اگر کسی خاص کام کے لیے اپنے باڈی گارڈ سے تہوڑی دیر کے لیے علیحدہ بہی ہو جاؤن تب بہی دو یا تین معتبر اشخاص میرے قریب رہین۔ سچ ہے دنیا خطرون سے پُر ہے۔

قتاغان کی فوج مجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی۔ سپاہیون کو مین نے والد کا یہ پیغام پہونچا دیا کہ وہ اونہین اپنے بیٹون کی طرح سمجھتے تہے اور اوتنا ہی عزیز رکھتے تہے جتنا کہ مجھہ عبد الرحمن کو۔ یہ سنکر سب نے خوشی کے نعرے بلند کیے اور کہا کہ ہم مین سے ہر شخص اپنے اس بزرگ سردار محمد افضل خان پر جان نثار کرنے کے لیے مستعد ہے۔ چچا صاحب کو بہی والد کا سلام اور کلمات شوق سنائے اور اوسکے بعد مکان واپس آیا جہانکہ فوج نے میرے لیے کہانے کا انتظام کیا تہا۔ کہانے سے فارغ ہونے کے بعد آتش بازی بہی چہوڑی گئی۔ دوسرے دن مین نے حسب معمول میگزین اور توپخانہ وغیرہ کا معائنہ کیا اور سب انتظام درست پاکر خداوند کریم کا شکر ادا کیا۔ اوسکے ایک روز بعد حکم دیا کہ تمام فوج ملاحظہ کے لیے جمع ہو اور قواعد کرے۔

ایک ہفتے بعد مین طالقان گیا اور فوج کو نہایت اچہی حالت مین پایا۔ میر بدخشان نے میرے جانے کی خبر پاکر چہہ خوبصورت کم عمر غلام۔ نو گہوڑے نقرئی ساز اور زین کے ساتہہ۔ نو مشکیزہ شہد۔ پانچ شکرے اور دو تازی کتے بطور تحفہ کے بہیجے۔ اس کے جواب مین مین نے بہی خلعت اور دیگر تحائف بہیجے اور ایک خط بہی لکہا جسمین یاد دلایا کہ اخیر

مرتبہ جو مین طالقان مین تہا تو آپ نے وعدہ کیا تہا کہ چند معادن پر جن مین ایک پکھراج۔ ایک سنگ سلیمانی۔ ایک لاجورد و پانچ سونے کی تہین مجہے قبضہ دیدینگے لیکن چچا صاحب سے بعد دریافت معلوم ہوا کہ ہنوز ہمارا قبضہ نہین ہوا ہے۔ میرا خط پا کر اونہون نے مجہے قبضہ کر لینے کی اجازت دیدی جس پر مین نے فوراً عمل کیا اور دیگر تحائف کے ساتہ اپنے والد کی خدمت مین چند بیش قیمت جواہرات بہی ارسال کیے۔

اس کے بعد دو سال تک کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہ آیا لیکن اس مدت[۵۱] کے اختتام پر والد نے چچا صاحب کو واپس بلا لیا اور اپنے چہوٹے بہائی سردار عبد الغیاث خان کو اونکی جگہ گورنر مقرر کیا۔ میرے چچا تہوڑے دن کابل مین رہے بعدہٗ اپنے علاقجات واقعہ کرم خوست کو روانہ ہوگئے۔ راہ مین مجہے بمقام شوری اون سے ملاقات ہوئی اسی مقام پر مجہے والد کا نامہ ملا جس مین مجہے ہیبک بلایا تہا اور وہان سے اپنے ہمراہ بلخ لیجانے کے لیے بہی لکہا تہا۔ لہذا خان آباد کے افسرون کو فوج کی نگرانی کے متعلق مناسب ہدایتین کر کے مین ہیبک پہنچا۔ والد کے ہاتہ کو بوسہ دیا اور دونون تختہ پل روانہ ہوئے جہان کہ پورا موسم سرما بسر کیا۔

موسم بہار مین عین نوروز کے دن عبد الغیاث خان نے وبائی عارضہ سے قضا کی اور ہرات مین بہی بلوہ ہوا۔ سردار سلطان احمد خان میرے دادا کے بہتیجے اور ایک افسر شاہ ایران کا یہ دونون اوسوقت وہان کے گورنر تہے۔ سلطان احمد خان کی وجہ سے صوبہ قندہار مین بہی بغاوت ہو چکی تہی اسلیے میرے دادا دوست محمد خان میرے چچا کے ساتہ اوسکی سرکوبی کو روانہ ہوگئے۔ کئی مہینے تک قلعہ ہرات کا محاصرہ کیا اور اوسی مین جبکہ ہم

[۵۱] ان کے بیٹے عبد الرشید خان کو ۱۸۹۷ء مین مین نے جلال آباد کا گورنر مقرر کیا تہا لیکن ظلم و سختی کی وجہ سے وہ موقوف کیا گیا۔

بلخ مین تھے ہمین فتح فرح (ہرات مین ایک مقام ہے) کی خوشخبری ملی - بعد اوسکے شکرانہ والد نے مجھے فوج کا سردار مقرر کرکے خان آباد بھیجا جہان کہ ملک کی حالت مین نے نہایت خراب پائی - ہر شہر کا گورنر اپنے ضلع کی محاصل خود کہا بیٹھا تھا اور سردار عبدالغیاث خان کو اسکی مطلق خبر نہ ہوئی - بات یہ تھی کہ سردار مرحوم طبابت مین اپنا وقت زیادہ صرف کرتے تھے اور گورنری کا مادہ اونمین نہ تھا اور ایسے بزدل وکم ہمت تھے کہ میر بدخشان کی دھمکیون سے ڈر کر ایک مرتبہ ایک چور کو جسکو مناسب سزا اسے قید دیگئی تھی رہا کر دیا - اس میر کا نام میر شاہ تھا جو کہ مرچکا تھا اور جسکی جگہہ اوسکا لڑکا میر جہاندار شاہ حکمران تھا - میرے خان آباد جانے کے ایکسال پہلے میر یوسف علی برادر میر شاہ کو اوسکے بھتیجے میر شاہ سید نے مار ڈالا تھا اور جہاندار شاہ کو حکومت ملی تھی حالانکہ وہ کسی قدر دیوانہ افیونی اور دایم الخمر تھا - میر بابا بیگ خان والی قشم (جسکا باپ دونون بھائیون سے پہلے مرچکا تھا) میر شاہ کی بیوہ پر عاشق ہوا لیکن جب اونکی نسبت کا اعلان کیا گیا تو جہاندار شاہ نہایت غضبناک ہوا - قشم پر حملہ کرکے بابا بیگ کو قید کرلیا اور اپنی سوتیلی مان سے فخریہ طور پر خود نکاح کرلیا - لیکن اسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد اور میرے پہونچنے کے کچھ پہلے میر بابا بیگ قید سے بھاگ کر خان آباد چلا آیا - علاوہ ان معاملات کے مجھے معلوم ہوا کہ سپاہیون کو گذشتہ سال کے آٹھہ مہینے اور اس سال کے چار مہینے کی تنخواہ نہین ملی تھی اسلیے سب سے پہلا کام جو مین نے کیا وہ یہ تھا کہ جس قدر روپیہ گورنرون کے پاس محاصل وغیرہ کا تھا اوسے جمع کیا اور سپاہیون کو تنخواہین دین - میرے چچا کی فوج کے چار سو سوار اور دو پلٹنون کے افسر بھی خان آباد مین مقیم تھے اور سردار مرحوم کی بے پروائی سے فائدہ اوٹھا کر بہت سا روپیہ وصول کرکے اپنے صرف مین لائے تھے چونکہ میرے جانے سے اونکی بے اعتدالیان موقوف ہوگئین اسیلیے وہ میرے مخالف بن گئے اور اس طرح انتقام لینے کی کوشش کی کہ اولاً فوج کو بغاوت کرنے اور کابل

نے چلے جانے کی ترغیب دی۔ میر عزیز پسر عبد الغیاث بہی اوسوقت خان آباد مین تہا۔ اوسکی عمر صرف گیارہ سال تہی اپنے والد کی فوج کا برائے نام سردار تہا اور بالکل اپنے معلمون اور محافظون کے کہنے مین تہا جو متذکرہ بالا پلٹنون کے افسرون سے ملے ہوئے تہے اِن شخصون نے سپاہیون کو یہ بات ذہن نشین کرائی کہ ملک اونکے آقا کا تہا اور عبد الرحمن کی اطاعت کرنا سراسر حماقت تہی اسلیے بہتر یہ تہا کہ سب کے سب اپنے اصلی آقا کے بیٹے یعنی امیر عزیز کے ساتہہ کابل چلے جائین۔

جاہل سپاہیون کے دلونپر اسکا بہت کچہہ اثر ہوا اور بدقسمتی سے اوسی زمانہ مین میرے داوا کی وفات کی خبر بہی آئی اس خبر کو سنکر اونہین اور ہمت ہوئی اور دونون پلٹنون کے سپاہیون اور رسالے نے میرا مکان گہیر لیا اور بڑے بڑے پتہرون سے دروازہ توڑنے کی کوشش کی۔ اوسوقت میری فوج برآمد ہوئی اور باغیون کو منتشر کر دیا۔ وہ سب کابل چلے گیے لیکن اونکے بے ایمان افسر جنکے بہکانے سے اونکی یہ حالت ہوئی تہی وہین رہے۔ تین روز کے انتظار کے بعد سپاہیون نے بہی ہمت ہار دی اور مجہے خط لکہکر اپنے قصور کی معافی چاہی اور بیان کیا کہ افسرون نے ہمین بہکایا تہا۔ مین نے جواب مین اون لوگون کا نام پوچہا جنہون نے اونکو بغاوت پر آمادہ کیا تہا اور وعدہ کیا کہ سوائے اون فتنہ پردازون کے سب کو معاف کر دونگا۔ لیکن اگر اونہون نے نام نہ بتائے تو مجہے اونکی کوئی ضرورت نہ تہی اگر دل چاہے تو کابل چلے جائین۔ اسپر اونہون نے ایک فہرست بہیجی جسمین آٹہہ کپتان اور چہوٹے افسرون اور فوج کے چند سردارون کے نام تہے اور محمد عزیز کے معلم اور محافظین بہی شریک تہے جنہون نے کلام اللہ اوٹہایا تہا کہ میرے خلاف کوئی کارروائی عمل مین نہ لائینگے۔ یہ جواب پاکر مین نے سپاہیون کا قصور معاف کر دیا آٹہہ کپتانون کو توپ کے منہ پر اُڑوا دیا اور سردارون کو موقوف کر دیا اسلیے کہ وہ میرے

چچا صاحب کے مصاحب رہ چکے تھے۔ الغرض کہ اوس وقت تو ملک مین امن وامان ہوگیا۔

میرے دادا کی وفات کی خبر پاتے ہی میر اتالیق نے اپنے بیٹے سلطان مرادخان کو قتاغان بھیجا کہ لوگون کو بغاوت پر آمادہ کرے۔ مین نے ایک بڑی فوج یعنی تین پلٹن پیدل۔ بارہ توپین۔ ایک ہزار سوار اور دو ہزار ملیشیا کے پیدل زیر حکم سردار محمد عالم وسردار غلام خان باغیون کی سرکوبی کے لیے مقرر کیے۔ میرا ارادہ تھا کہ خود آپ کی راہ سے بمقام تارین دشمن سے مقابلہ کرون۔ بدقسمتی سے ابتداے جنگ مین ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا اور وہ یہ تھا کہ سردار عالم کی عادت تھی کہ سو سوارون کے ساتھ اپنی فوج کے آگے رہا کرتے تھے۔ بارہا اونھین فہمائش کی گئی تھی کہ سردار کو اس طرح اپنے تئین دشمن کا نشانہ بنانا سراسر ناعاقبت اندیشی ہے لیکن وہ باز نہ آئے۔ ایک روز دو ہزار قتاغان کے سوارون نے جو کہ پہاڑیون کی آڑ مین چھپے ہوئے تھے نکلکر ایکبارگی حملہ کیا۔ عالم کے ساتھی باغیون کی زیادہ تعداد دیکھکر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن خود عالم جسے پشت دکھلانے کی عادت نہ تھی معہ چند باہمت ہمراہیون کے کھڑا ہوگیا اور اوسوقت تک لڑا کہ وہ اور اُسکے ہمراہی سب قتل ہوگیے۔ جب یہ خبر مجھے ملی تو مین نے فوراً سوارون کا ایک دستہ بھیجدیا اور باغی ابھی سردار کی لاش لے جانے نہین پائے تھے کہ وہ پہنچگیا اور سخت لڑائی کے بعد اونھین شکست دی۔ باغی تارین کی طرف بھاگے اور تین سو آدمی مردہ اور زخمی پیچھے چھوڑ گیے۔

اس واقعہ کے دوسرے دن ایک بڑی لڑائی تارین مین ہوئی جس مین چالیس ہزار باغی جمع تھے۔ حملہ علی الصباح کیا گیا اور سہ پہر تک جنگ قایم رہی۔ آخرش ہمکو فتح ہوئی دشمن نے بڑی دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور متواتر حملے کیے لیکن آخر بھاگنا پڑا۔ باغیون

کی بہ نسبت میرے بہت کم آدمی ضایع ہوئے - مع سردار غلام خان کے صرف تیس زخمی
اور قتل ہوئے - اسکا باعث یہ تہا کہ میری فوج باقاعدہ صف آرا ہوئی تہی برخلاف دشمن کی
فوج کے کہ قواعد جنگ سے واقف نہونے کی وجہ سے سب ایک جگہ جمع تہے جسکی وجہ
سے ہماری توپون نے خوب اپنا جوہر دکہلایا - اوس روز مجہکو اپنی فوج پر بڑا فخر و ناز تہا -
اونکے لڑنے کا انداز و ڈہنگ قابل تعریف تہا - صرف وہی لوگ اسے سمجہ سکتے ہین
جو جانتے ہین کہ چالیس ہزار آدمیون کے حملہ کے مقابلہ مین ہمت نہ ہارنا کارے دارد
ایک بیابان مین چالیس ہزار آدمیون کا آنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا پہاڑ چلا آتا ہے - جو
جاسوس مین نے مخبری کے لیے قتاغان مین مقرر کئے تہے اونمین سے ایک کو سلطان مراد خان
نے گرفتار کرلیا تہا جب میری فتح کی خبر پہنچی تو کسی ذریعہ سے اوسکو بہاگ آنے کا موقعہ ملا
اور گہوڑا دوڑاوہ سیدہا میرے پاس پہنچا لیکن آتے ہی بیہوش ہوگیا - جب ہوش مین آیا تو
بیان کیا کہ قید کے زمانہ مین اوسے ہر روز چالیس درے لگائے جاتے تہے اور اسکی
تصدیق اس طرح ہوئی کہ اوسکا تمام جسم مثل کوئلہ کے سیاہ ہو رہا تہا - اوس نے یہہ بہی بیان کیا
کہ قتاغان کے تمام لوگ اور خاندان اس کوشش مین تہے کہ شہر چہوڑکر چلے جائین اور
اس طرح اپنی جان بچائین - مین نے فوراً نائب غلام خان درانی کو جو کہ ہوشیار شخص تہا
لیکن کسی قدر کاہل الوجود تہا سوار اور توپخانہ دیکر اوس سڑک پر قبضہ کرنے کے لیے بہیجدیا
جس طرف سے کہ یہ لوگ شہر چہوڑکر بدخشان جاتے اور طالقان کی پیدل فوج کو بہی
ساتہ جانے کا حکم دیا - الغرض اونکے بہاگنے کی راہ مسدود کرکے مین نے قاضی قندز
کو شوراب کی راہ سے معہ دو تین میرہاے بدخشان کے جو قتاغان کے باشندون مین
ہر دلعزیز اور بارسوخ تہے روانہ کیا اور اونہین خط دیئے کہ باغیون سے معافی قصور کا
وعدہ کرین - جب اون لوگون نے یہ دیکہا کہ بہاگنے کا راستہ بند ہوگیا اور شہر چہوڑنا

ناممکن تھا اور اونکی فوج بھی اس قابل نہ تھی کہ میری فوج کا مقابلہ کرتی علاوہ برین قاضی وغیرہ کے ذریعہ سے جو وعدے مین نے کیے وہ بھی تشفی بخش تھے تو وہ میرے پاس آئے اور اپنے قصور پر نادم ہوکر معافی چاہی۔

جواب مین مین نے اعلان عام کیا کہ دو شرائط پر مین بغاوت سے چشم پوشی کرون گا اولاً یہ کہ وہ خدا و رسول کی قسم کہائین کہ وہ خود اور نیز اونکی اولاد گورنمنٹ افغانستان کی باوفا رعایا رہیگی اور اپنے سرداروں اور امرا کے بہکانے سے گورنمنٹ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل مین نہ لائے گی۔ دوسرے یہ کہ اپنی بےادبی کی پاداش مین بارہ لاکھ روپیہ جرمانہ ادا کرین۔

تہوڑی دیر بعد سب نے متفق اللفظ ہوکر میری شرائط کو منظور کرلیا اور کہا کہ ہم ہمیشہ آپکی اور آپ کی اولاد کی اطاعت و فرمانبرداری کرینگے اور آپکے دشمنون کے مقابلہ مین جان سے دریغ نکرینگے۔ ساتھہ ہی میری اس عنایت کا بھی شکریہ ادا کیا کہ مین نے اونکا مال و متاع جس مین شتر اور گھوڑے بھی شامل تھے اور جو تخمیناً دو کرور روپیہ کا ہوگا ضبط نہین کیا۔

مین نے یہ عہدنامہ والد کے پاس بہیجدیا اور لوگ میرے مطیع ہوکر امن و امان کے ساتھہ زندگی بسر کرنے لگے۔ پہلا کام مین نے یہ کیا کہ پندرہ لاکھہ روپیہ جو رعایا پر باقی تہا وصول کیا اور فوج کی تنخواہین دین۔

اسی زمانہ مین بدخشان کے بعض کپڑے کے سوداگرون نے مجھے بہت کچھہ تکلیف دی۔ جو سوداگر کہ بدخشان اور قتاغان کے درمیان تجارت کرتے تہے اونکا معمول تہا کہ ہفتہ مین دو چارون گھوڑون پر سوار ہوکر آیا جایا کرتے تہے اور یہ عجیب بات تہی کہ عرصہ سے اونہی خاص دنون مین اوس راستہ پر ہمیشہ لاشین ملا کرتی تہین۔ اس کے انسداد کے لیے

مین نے چند سپاہی تعینات کیے کہ چھپ کر اس راز کو دریافت کرین اور تھوڑے سوار بھی
سادہ پوشاک مین مقرر کیے کہ وہ اوسی سڑک سے آمدورفت کرین اور کوئی اونپر حملہ کرے
تو چھپے ہوئے سپاہیون کو مطلع کرین۔ الغرض جو میرا خیال تہا وہ صحیح ثابت ہوا۔ ایک
روز انھی بدخشان کے سوداگرون نے میرے سوارونپر حملہ کیا اونہون نے فوراً ایک تیز
رفتار گھوڑے پر ایک شخص کو سپاہیون کے پاس بھیجا جنہون نے موقع پر پہونچکر پچاس سوداگر
گرفتار کیے اور لاکر میرے حضور مین پیش کیے۔ اونکے اسلحہ مع زین اور لگام مین نے
سوارون مین تقسیم کر دیئے۔ گھوڑے توپخانہ مین دیدیئے اور دس ہزار روپیہ نقد جو اونکے
پاس تہا ضبط کر کے سرکاری خزانہ مین داخل کیا۔ میرے سوالات کے جواب مین اونہون
نے اقرار کیا کہ گذشتہ دو سال سے اونہون نے راہزنی اختیار کی تہی اور وجہہ یہ تہی کہ وہ
افغانون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تہے۔ ان مین سے ہر شخص نے دو ہزار روپیہ اپنی
جان بخشی کے لیے دینا چاہا لیکن چونکہ اونہون نے میری بے قصور رعایا کے ساتھہ
بہت زیادتیان کی تہین مین نے اونہین توپون سے اڑانے کا حکم دیا۔ یہ سزا عین
بازار کے دن دیگئی تاکہ اونکا گوشت کتے کہائین اور ہڈیان بازار ختم ہونے تک وہین
پڑی رہین۔ جب ہڈیان دفن کر دیگئین تو میر جہاندار شاہ نے جسے ان واقعات کی مفصل
کیفیت معلوم نہ تہی وہی شخص میرے پاس بھیجا جو کہ عبد الغیاث خان کے پاس دہکی دیکر اوس
قیدی کے چہڑانے کے لیے بھیجا تہا۔ وہ ایک خط لایا جس مین میر جہاندار شاہ نے
دریافت کیا کہ میری رعایا کو گرفتار کرنے کی تمہین کیونکر جرأت ہوئی خط پاتے ہی قیدی میرے
حوالہ کر دو ورنہ تمہارے والد اور چچا کو لکہدونگا کہ تم مجہہ بہی خواہ کے خلاف اہل بدخشان کو
بغاوت کی ترغیب دیتے ہو۔ مین نے یہ خط دربار عام مین پڑہا اور قاصد سے پوچھا
کہ جس وقت میر نے خط لکھا تہا اوس وقت اونکی صحت بالکل صحیح اور حواس درست تہے

یا نہین اوس نے جواب دیا "میرے آقا میر صاحب کا حکم ہے کہ فوراً قیدی لے آؤ اگر آپ نہ دینگے تو وہ آپکے خلاف فوراً عمل درآمد کرینگے" مین نے کہا "غصہ نہ ہو ذرا سوچ لو" لیکن اوس نے ایک نہ سنی اور پھر گستاخانہ کہا "فوراً قیدی دیدیجئے آپکی یہ ہمت کہ ہمارے آدمی قید کر لین؟" یہ سنکر مین نے اور کچھہ نہ کہا صرف نوکرون کو حکم دیا کہ اوسکی ڈاڑھی اور مونچھین اوکھاڑ ڈالین اور بھوین عورتون کی طرح رنگ دین۔ پھر مین اوسے اوس مقام پر لیگیا جہانکہ سوداگرون کی ہڈیان دفن کی گئی تھین اور اوسکی ڈاڑھی اور مونچھہ کے بال ایک پارچہ زربفت مین دیکر کہا کہ جاؤ میر کے پاس بطور تنبیہ اور جواب خطاب کیلئے جاؤ۔ اوسکے ساتھہ مین نے دو پلٹن پیدل۔ دو ہزار سوار رسالہ ایک ہزار ازبک سوار دو ہزار ازبک پیدل اور بارہ توپین زیر کمان محمد زمان خان و سکندر خان طالقان روانہ کین اور نائب غلام احمد خان کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جب وہ وہان پہونچے تو اونہون نے اوس قاصد کو میر جہاندار شاہ کے پاس بھیجا میر صاحب نے اوسے خوب گالیان دین اور قیدیون کے نہ لانے کا سبب پوچھا اوس نے اپنا چہرہ کھولکر دکھایا اور وہ پارچہ زربفت میر کے قدمون پر ڈالکر کہا "آپکے احمقانہ پیغام کا یہ نتیجہ میرے لیے ہوا اور اگر آپ احتیاط نکرینگے تو یہی حالت آپکی بھی ہوگی" میر یہ دیکھکر آگ ہوگیا اور فوج کو فوراً خان آباد پر چڑہائی کا حکم دیا لیکن اوسی وقت اوس سے کہدیا گیا کہ افغانی فوج بالکل قریب ہے اور لوگ اوسکے تابع ہوگیے ہین۔

جب معلوم ہوا کہ یہ خبر صحیح ہے تو میر نے مجبور ہوکر ہمت ہار دی۔ اوسکے سرداربجائے تسلی وتشفی دینے کے یون ہمکلام ہوئے "آپکے والد نے اس خوفناک شخص سے اپنی لڑکی دیکر جان بچائی آپنے سخت غلطی کی جو اس قسم کا پیغام اوسکے پاس بھیجا" میر نے کہا کہ تم میرے والد کے صلاح کار تھے مجھے بھی مناسب صلاح دو کہ اسوقت کیا کرنا چاہیئے اسپر اونہون نے آپس مین مشورہ کیا اور یہ تجویز کی کہ میر کا بھائی بیس سردار چالیس کنیز

اور چالیس غلام بنچے ہمراہ لے کر میرے سلام کو آئے سبت سے چینی تحائف مثل ریشم
قالین اور چینی برتنون کے پیش کرے۔ میر جہاندار شاہ خط لکھکر معافی چاہے اور اپنی ہمشیر
یا بھتیجی میری بہن میرے عقد مین دے تاکہ اس فریب سے وہ اور اوسکا ملک بچ جاسے
اور میر اتالیق کا سا حال نہو۔ میر جہاندار شاہ کو مجبوراً اس صلاح پر کار بند ہونا پڑا اور فوراً اپنے بھائی
کو معہ تحائف اور خط معذرت کے روانہ کیا۔ ساتھ ہی میرے فوجی افسرون کو لکھ بھیجا "برائے
خدا اوس وقت تک کوئی کارروائی نکرو جب تک کہ میرا بھائی خان آباد نہ پہونچ جاسے اور تمہاری
پاس دوسرا حکم نہ آئے"۔ میرے افسرون کو یہ خط بدخشان مین بمقام گلو تان ملا جہان وہ
تین دن مین پہونچگئے تھے۔ وہان اونہون نے قیام کیا اور ایک قاصد میرے پاس اس
خبر کو پہونچانے کے لیے بھیجا۔ اسی درمیان مین میر شاہ کا بھائی بھی تین ہزار ملازمین اور خط
کے ساتھ میرے ہان پہونچگیا۔ خط مین میر شاہ نے یہ عذر پیش کیا کہ "مین ہمیشہ مخمور رہتا ہون
اسلیے جو حرکت مجھسے سرزد ہوئی وہ میری بیہوشی کی حالت مین تھی مین بالکل بیخبر تھا کہ کیا کر رہا ہون"
مین مسکرایا اور سردارون سے کہا کہ یہ معذرت نہایت معقول ہے۔ چونکہ خان آباد کے
باشندون سے جھگڑا خریدنے کی کوئی وجہ نہ تھی مین نامہ بر اور اوسکے ساتھیون سے مہربانی
کے ساتھ پیش آیا اور اونکے میر کی معذرت قبول کر لی۔ اونکو خلعت بھی عطا کئے لیکن
میر کی بھتیجی کو عقد مین لانے سے یہ کہکر انکار کیا کہ تمہارے خاندان کی ایک لڑکی کا میرے
چچا سے نکاح ہو چکا ہے دونون خاندانون مین یہی تعلق کافی ہے۔ غرضکہ بدخشان کی دقتون کا
اوس وقت یون تصفیہ ہو گیا۔

اسی زمانہ مین جو ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا اوسکا ذکر کرنا ضرور ہے اور اوسکے
بیان کرنے مین مجھے نہایت خوشی ہوتی ہے۔ ایک روز مین دربار کر رہا تھا کہ امیر اعظم
کی لڑکی کا ایک خط مجھے ملا۔ یہ کابل مین تھی اور میرے ساتھ منسوب ہوئی تھی۔ اوس نے

قاصد کو ہدایت کر دی تھی کہ تو میرے ہاتھ مین خط دے اور کسی دوسرے شخص کو نہ دکھلائے اور جواب مجھ ہی سے لکھا کر اور خط بند کرا کر لیجائے۔ جیسا کہ مین نے پیشتر ذکر کیا ہے مجھے پڑھنے لکھنے کا کبھی شوق نہ تھا اور جو تھوڑا بہت سیکھا تھا اوسے بھی بھول گیا تھا۔ مین بیان نہین کر سکتا کہ خط پاکر مجھے کس قدر ندامت ہوئی۔ میرا دل دھڑکنے لگا اور مین نے اپنے تئین نہایت لعنت ملامت کی کہ مجھے فخر ہے کہ مین ایسا اچھا شخص ہون لیکن درحقیقت مردانگی سے بعید ہے کہ جاہل رہون۔ اوس رات کو جب مین سونے کے لیے لیٹا تو بہت رویا اور اپنے خدا کی درگاہ مین نہایت عاجزی اور انکسار سے دعا مانگی اور ارواح اولیاء اللہ سے سفارش کی درخواست کی۔ جو دعا مین نے مانگی وہ یہ تھی "اے خداوند پاک مجھے روشنی عطا کر تاکہ میرا دل اوس سے منور ہو جائے اور مین پڑھنا لکھنا سیکھ جاؤن مجھے یقین ہے کہ تو اپنی مخلوق کی آنکھون مین مجھے شرمسار نکریگا" آخرش روتے روتے صبح کے قریب میری آنکھ لگ گئی اور مین نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا۔ میانہ قامت لیکن بالکل راست۔ آنکھین بادام اور ابرو نہایت باریک ریش دراز چہرہ بیضاوی اور اونگلیان پتلی اور لانبی تھین۔ بھورے رنگ کا عمامہ زیب سر تھا ایک دھاری دار کپڑا کمر سے بندھا ہوا تھا۔ اور ایک لنبا عصا ہاتھ مین تھا جسکے سرے پر دستے کا ایک ٹکڑا لگا ہوا تھا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ بزرگ میرے سرہانے کھڑے ہو کر آہستہ سے فرماتے ہین "عبدالرحمن اوٹھ اور لکھ" مین چونک پڑا اور کسی کو نہ پاکر پھر سو گیا۔ پھر وہی بزرگ تشریف لائے اور فرمایا "مین کہتا ہون لکھ اور تو سوتا ہے" مین نے کچھ پس و پیش کی اور جاگ گیا لیکن کسی کو نہ دیکھکر دوبارہ سو رہا۔ تیسری بار بھی وہی بزرگ دکھلائی دیئے اور ناراض ہو کر فرمانے لگے "اگر اس مرتبہ تو سویا تو اس عصا سے تیرے سینہ مین سوراخ کر دونگا" یہ سنکر مین خوف زدہ ہو کر اوٹھ بیٹھا اور پھر نہ سویا ملازمون کو بلا کر کاغذ قلم منگوایا اور مکتب مین جو حروف لکھا کرتا تھا

اونہین سوچنے لگا - خدا کی قدرت کہ تمام حروف کی شکل میری آنکھون کے سامنے پہرنے لگی - پہر میرے حافظہ نے مدد کی اور جو کچھ مین نے پڑہا تہا یاد آنے لگا اور ایک ایک نقطہ کر کے کاغذ پر لکہا - اس طرح طلوع آفتاب تک مین نے ساٹہہ ستر سطرین لکہین - بعض حروف اچہی طرح نہ ملا سکا تہا اور بعض درست بہی نہ تہے لیکن جب مین نے اون پر نظر ڈالی تو دیکہا کہ سب پڑہ سکتا ہون اور غلطیان بہی معلوم کر لین جو کہ بہت تہین - مین نے کاغذ پہاڑا اور پہر لکہا اور اتنا مسرور ہوا کہ خوشی سے جامہ مین پہولا نہین سماتا تہا - اوس روز صبح اوٹہکر مین نے گورنرون کے دو ایک خط جو میرے نام آئے تہے کہولے اور یہ دیکہکر کہ اونکا مضمون مین سمجہہ سکتا تہا مجہے وہ چند خوشی ہوئی جب دربار کا وقت آیا تو حسب معمول میر اسکرٹری جو خط پڑہا کرتا تہا آیا لیکن مین نے کہا "مین اپنے خطوط آج خود پڑہونگا تم میری غلطیان درست کرتے جاؤ" اوس نے مسکرا کر کہا "لیکن بندگان حضور کہان پڑہ سکتے ہین" یہ سنکر مین نے ایک خط کہولا اور کہا "اچہا سنو مین پڑہ سکتا ہون یا نہین" یہ کہکر مین نے پڑہنا شروع کیا اور جواب لکہایا - اس طرح دو سو خطوط پڑہے اور سو کے جواب دیئے - چند روز بعد مجہے سکرٹری کی مدد کی بہی ضرورت نہ رہی اور مین آپ اپنے خط پڑہنے اور اونکے جواب دینے لگا تہوڑے عرصہ کے بعد مین نے دوبارہ قرآن شریف پڑہا اور انبیا اور اولیا کے نام پر خیرات کی اس اعانت غیبی کی خبر مین نے اپنے پدر بزرگوار کو بہی دی اور جو خط لکہا وہ اون بزرگ کے ذریعہ سے بہیجا جو ابتدا میری نگرانی کے لیے مقرر ہوئے تہے - میرے والد کو میرا خط پڑہکر اولاً شک ہوا لیکن اون بزرگ نے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ آپکا بیٹا کبہی کوئی غلط بات آپکو نہین لکہہ سکتا - اگر آپ سے جہوٹ کہے تو آیندہ کسطرح آپکو اپنی صورت دکہلائیگا؟" آخرش والد کو یقین ہوا اور میرے سابق نگران حال کو پانچہزار تنگے[۵۱] اور ایک بیش قیمت خلعت عطا فرمایا

[۵۱] ایک بخارے کا سکہ جو چار پنیس یا ⅓ کابلی روپیہ کے برابر ہوتا ہے -

مجھے ایک سنہری کام کی مرصع تلوار وش پارچہ ہاے کمخواب وچند پارچہ ہاے پشمینہ بھیجے
مین نے خداوند کریم کی حمد و ثنا کی اور والد کی مہربانی کا بذریعہ خط شکریہ ادا کیا - قتاغان اور
بدخشان مین بغاوت فرو ہو کر ابہی امن و امان ہوا تہا کہ کولاب مین سرتابی کے آثار ظاہر ہوئے
اوس ملک کا میر شاہ خان تہا - موسم سرما مین اہل قتاغان کی بہیڑین دریاے جیحون کے
کنارے پر چرا کرتی ہین - میر نے دو ہزار سوار بہیجے کہ تیرہ ہزار بہیڑین پکڑ لائین - یہ خبر پاکر
مین نے دو ہزار سوار بہیجے کہ اون سے بہیڑین چہینکر اونکے مالکون کو دیدین - لیکن وہ غارتگر
دریا تیرکر دوسری طرف چلے گیے تہے - میرے سوارون نے بہی ایک ایسے مقام پر
گہوڑون پر عبور کیا جہان کہ پانی کم تہا اور ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی جس مین دشمن کے
پانچسو آدمی کام آئے بہت سے قید کرلیے گیے اور بہیڑین بہی چہین لی گئین - میری فوج
فوراً واپس نہ آئی بلکہ اس امر کی منتظر رہی کہ شاید اور فوج بہیجی جاے اور کولاب کی فتح کا
حکم دیا جاے لیکن چونکہ والد کے پاس سے کوئی مزید حکم اسکے متعلق نہ آیا مین نے فوج
کو واپس آنے کے لیے لکہا - بہیڑین اونکے مالکون کو واپس کردین - اونہون نے چہہ ہزار
یہ کہکر میرے نذر کین کہ ملک کا رواج ہے کہ جو مال غنیمت لٹیرون سے ملے اوسکے
ایک ثلث کی گورنمنٹ مستحق ہوتی ہے لیکن مین نے اونکے لینے سے انکار کیا اور بجاے
اونکے آٹہہ ہزار اشرفیان قبول کرلین جنمین سے تین ہزار فوج مین تقسیم کین اور باقی خود رکہین
مین نے میر شاہ کو تاکید کی کہ اگر پہر کبہی ایسا واقعہ پیش آیا تو مین کولاب چہین لونگا - جواب
مین میر نے نہایت انکسار کے ساتہہ معذرت چاہی تحائف بہیجے اور وعدہ کیا کہ پہر کبہی
ایسا نہو گا - اس کے بعد قیدیون کو مین نے بعوض ایک لاکہہ تنگے (پانچہزار پونڈ) فروخت
کردیا گویا کہ مجھے اس معاملہ مین دس ہزار روپیہ کا فائدہ ہوا -
اس واقعہ کے بعد ملک کے مختلف حصون مین کچہہ عرصہ تک بالکل امن رہا اور یہہ

موقعہ مناسب پاکر مین نے باربرداری کے جانورون مین تین ہزار ٹٹو اور دو ہزار شتر
اور زیادہ کر دیئے - اِسی زمانہ مین مجھے والد کا ایک خط ملا جس مین اونہون نے قتاغان
تشریف لانے کا ارادہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ آنے سے ایک ماہ پیشتر مجھے مطلع فرمائینگے
مین نے جواب دیا "بسلامتی تشریف بیاورید"

باب دوم

بلخ سے بخارا فرار ہونا

سنہ ۱۸۶۳-۶۵ء

اب مین ناظرین کو ہرات کی جانب مایل کرنا چاہتا ہون - جس وقت اِس ملک پر
حملہ ہوا میرے جدامجد[1] بیمار تھے - سردار شیر علی خان اپنے والد کی خوب خدمت کرتے تھے
لیکن دوسرے بیٹون سردار اعظم خان - امین خان اور اسلم خان کو سوتیلے بھائی سے
اتنی نفرت تھی کہ امیر دوست محمد خان کے دشمن یعنی سلطان محمد گورنر ہرات کے ساتھ

[1] دوست محمد خان نے ۹ جون ۱۸۶۳ء کو وفات پائی -

سازش کرنے لگے۔ اونکے والد کو اس قسم کی حرکت سے سخت صدمہ ہوا۔ اپنے باپ کے دشمنون کا دوست ہونا! خدا نہ کرے کہ میری عادت کبھی ایسی خراب ہو! امیر دوست محمد خان ہرات مین خواجہ انصاری کے مزار کے پاس دفن کیے گئے۔ اسکے بعد جب اونکے بیٹون نے دیکھا کہ امیر ہونا ناممکن ہے تو اونہون نے شیر علیخان کو امیر گردانا اور بلا اون کی اجازت کے اپنے اپنے علاقہ پر چلے گئے۔ امیر شیر علی نے یہ دیکھکر کہ بہائی اونہین چھوڑکر چلے گیے اپنے بیٹے یعقوب کو ہرات کا گورنر مقرر کیا اور آپ قندہار چلے آئے لیکن وہان بہی اونکے بہائیون نے اون سے ملاقات نہ کی۔

سردار اسلم خان شہر دہ نہر کے گورنر تہے اور اعظم خان کرم خوست کے۔ وہان پہونچکر اونہون نے وہین سے کابل مین مفسدہ پردازی شروع کی جبانکہ سردار محمد علی خان پسر بزرگ امیر شیر علی خان کو میرے دادا نے ہرات جاتے وقت گورنر مقرر کیا تہا۔ محمد علی خان نے اپنے والد کو قندہار خط لکہا کہ فوراً کابل تشریف لایئے ورنہ فتنہ بپا ہوگا۔ یہ سنکر امیر شیر علی خان بہائیون کو سزا دینے کابل روانہ ہوئے اور خیال کیا کہ پہلے سوتیلے بہائی کو سزا دیجاے بعدہٗ اپنے بہائیون کی سرکوبی کیجاے گی۔

غزنی پہونچکر اونہون نے اپنے خلوص دل و راستبازی کے ثبوت مین میرے چچا سردار اعظم خان کے پاس قرآن شریف بہیجا اور کہلا بہیجا کہ چونکہ آپ برادر بزرگ ہین مین ہمیشہ آپکی اوسی طرح عزت کرونگا آپ مجھسے ایک مرتبہ غزنی مین ملاقات کرین دوبارہ یقین دلانے سے سردار اعظم خان نے امیر شیر علی خان سے ملاقات کی اور دونون نے پہر کلام مجید درمیان رکہکر قسمین کہائین۔ سردار اعظم خان اپنے علاقہ پر چلے گیے اور اپنے بڑے بیٹے سرور خان کو امیر شیر علی خان کے پاس چھوڑ گیے۔ اسکے بعد امیر شیر علی خان کابل واپس آئے۔ جب شیر علی خان غزنی پہونچے تہے تو سردار اسلم خان

بامیان مین تھے لیکن وہان سے بھاگ کر بلخ چلے گئے اور اپنے اہل و عیال کو پیچھے چھوڑ گئے میرے والد اوس وقت بلخ مین تھے۔ مین نے لکھا کہ اسلم خان ہ ضد سے اوسے منھ نہ لگایئے اور اپنے پاس نہ آنے دیجئے لیکن اونہون نے جواب دیا کہ جب وہ میرے دامن عاطفت مین آنا چاہتا ہے تو کسطرح اوسے نکالدون۔ اسی درمیان مین امیر شیر علیخان نے میرے چچا سردار اعظم خان کے ساتھ جو عہد و پیمان کیا تھا اوسے فسخ کر دیا اور بسرداری رفیق الدین جو کہ ایک نہایت ہوشیار شخص تھا اون سے لڑنیکے لیے فوج روانہ کی سردار اعظم چونکہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے اعلیحضرت قیصرۂ ہند کی عملداری مین ہندوستان بھاگ گئے۔ اوہر امیر شیر علیخان نے کماواز۔ زرمت اور لوگر پر قبضہ کر لیا۔ یہ علاقے والد کو میرے دادا نے دیئے تھے اور اس وقت انکا منتظم احمد نامی ایک کشمیری شخص تھا جو میرے والد کا پروردہ تھا۔ امیر شیر علی خان کی اس قسم کی بے انصافیان اون کے بھائیون کے خیالات اون کی طرف سے برگشتہ کرتی گئیں اور بہت سے مفسدہ پرداز لوگ موجود تھے جو میرے والد کو بھی اونکی طرف سے بدظن کرنے کے لیے ہر وقت آمادہ تھے ان لوگون مین میرے چچا سردار اسلم خان۔ عبدالرؤف اور سردار امین خان گوندازبڑے مفتری تھے[۵۱] حسب تحریر سابق جب میرے والد مجھ سے ملنے کیلئے خان آباد تشریف لائے تو یہ فتنہ پرداز بھی اونکے ہمراہ تھے۔ ساتھ ہی احمد ایک خط امیر کے پاس سے لایا جسمین شیر علی خان نے والد کو یقین دلایا کہ ہرگز میرا ارادہ نہین ہے کہ ترکستان آپ سے لے لیا جائے۔ میرے دل مین کسی قسم کی برائی آپکی جانب سے نہین ہے۔ یہ احمد بڑا نمک حرام تھا اور صرف اس کام پر مقرر تھا کہ والد کی مخبری کرے اور اگر امیر شیر علی خان کے خلاف کسی قسم کی سازش وغیرہ ہو تو اوسے توڑنے کی کوشش کرے۔ میرے والد

[۵۱] شاہان مغلیہ کے توپخانہ کے افسرون کی اولاد سے تھے اور اسیلیے گولنداز کہلاتے تھے۔ (مولف)

اور اونکے صلاح کار ہمیشہ یکجا ہوکر آپس مین صلاح و مشورہ کیا کرتے تھے اور مجھکو شریک نہ کرتے تھے کہ مبادا مین اونکی تجاویز سے اختلاف رائے ظاہر کرون۔ اگر مجھکو پیشتہ معلوم ہوا ہوتا کہ وہان کس قسم کی گفتگو کی جاتی ہے تو مین ضرور اوسکی مخالفت کرتا اسلیئے کہ مجھے یہ سنکر سخت افسوس ہوا کہ یہ بات والد کے ذہن نشین کرائی گئی تھی کہ کابل کے بہت سے سرداراآپ کو امیر قرار دینے کے لیے بالکل آمادہ و مستعد ہین اور یہ کہ بہترین طریقہ آپکے لیے یہ ہے کہ قتاغان واپس دیکر میر اتالیق سے صلح کرین اور بلخ اور قتاغان کی فوجین لیکر کابل روانہ ہون جب میر اتالیق کے روبرو یہ تجویز پیش کی گئی تو اونہون نے فوراً منظور کر لیا اور زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ خبر آئی کہ امیر شیر علی خان ترکستان کی طرف آرہے ہین۔

والد نے مجھے اپنی جگہہ تختہ پل روانہ کیا اور امیر شیر علی خان سے خود مقابلہ کرنیکا ارادہ ظاہر کیا۔ مین نے سخت اصرار کیا کہ آپ اپنے اس ارادہ سے باز آئین اور مجھے مقابلہ کو جانے دین اسلیے کہ اگر مجھے شکست ہوئی تو آپ میری مدد کر سکین گے لیکن اگر بدقسمتی سے آپ کو ناکامیابی ہوئی تو مین کام نہ سنبھال سکونگا۔ میرے والد نے میرے اعتراض کو تسلیم کیا لیکن اونکے نمک حرام دوستون نے میری رائے پر عمل نکرنے دیا اور سمجھایا کہ چونکہ بہ نسبت عبدالرحمن کے آپ کابل کے لوگون کی عادات سے زیادہ واقف ہین اسلیے معاملہ کی گفتگو اون سے بہتر کر سکین گے۔ اس صلاح کا اون پر بہت زیادہ اثر ہوا اور اوسے صحیح تسلیم کر کے میری ایک نہ سنی اور مجھے تختہ پل بھیجدیا۔

خان آباد کی گورنری کے زمانہ مین مین نے چودہ لاکھہ روپیہ جمع کیا تھا اور فوج کی تنخواہین بھی بالکل ادا کردی تھین۔ والد نے اس روپیہ کو ساتھہ لے جانے کیلئے بکس تیار کرائے اور باجگاہ روانہ ہوئے جو کہ کابل اور بلخ کے درمیان واقع ہے۔ اونکی فوج کے افسر غلام احمد۔ نائب محمد۔ کرنل سہراب اور کرنل ولی محمد تھے۔ ان افسرون کو ایک کوچ۔ بکیے

فاصلہ پر آگئے بھیجدیا کہ درہ کے چارون طرف کی پہاڑیون کی چوٹیون پر قبضہ کرلین لیکن حکم دیا کہ جب تک وہ خود نہ آئین جنگ شروع نہ ہو۔ غالباً مین پہلے لکھہ چکا ہون کہ غلام احمد اچھا افسر تھا لیکن نہایت سست تھا۔ اس موقعہ پر بھی والد کی ہدایتون پر عمل کر کے دوسرے دن تک اوس نے پہاڑیون پر قبضہ کرنا ملتوی رکھا۔ اودھر امیر شیر علی کے تجربہ کار افسرون نے جن مین سردار رفیق خان اور جنرل شیخ میر بھی تھے اس توقف سے فائدہ اٹھا کر تمام چوٹیون پر سپاہی تعینات کر دیئے اور جب دوسرے روز غلام احمد جاگا تو اون ہی بلندیون سے اوسپر گولیان پڑنے لگین۔ اس غلطی کا نتیجہ سخت آفت خیز ہوا اور باوجود میری فوج کی دلیری وشجاعت کے ہم کو شکست ہوئی اور وہ مضبوط درہ دشمن کے ہاتھہ مین رہا۔

جب اس مقابلہ کی خبر والد کو پہونچی تو وہ نہایت تیزی کے ساتھہ اپنے افسرون کی امداد کے لیے روانہ ہوئے لیکن قرا کوتل نامی مقام پر اون کی بھاگی ہوئی ہزمیت یافتہ فوج سے اوس افسوسناک شکست کی کیفیت معلوم ہوئی۔ سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ فوج کے شکستہ حصون کو لیکر واپس آتے اس لیے ایک کوچ کے فاصلہ پر پیچھے ہٹ آئے اور ایک مقام پر جسکا نام دوآب تھا قیام کیا اپنے آدمیون اور توپون کو نہایت احتیاط کے ساتھہ آراستہ کیا اور اوسی جگہہ دشمن کے مقابلہ کی تیاری کی لیکن وہ بے وفا اور غدار سردار جنہون نے والد کو اس حالت کو پہونچایا تھا اب اُنکے مخالف ہوگیے اور امیر شیر علی خان کو لکھا کہ عبدالرحمن کی تعلیم دی ہوئی فوج اس قدر مضبوط ہے کہ آپ اوسکے مقابلہ مین کامیاب نہو سکینگے اسیلیے اگر شکست کھانا منظور نہ ہو تو سازش اور دغا و فریب سے کام نکالنا چاہیئے۔ امیر شیر علی نے اس صلاح پر عمل کیا اور سردار کہندل خان قندہاری کے بیٹے سلطان علی کو والد کے پاس کلام مجید دیکر بھیجا اور قسم کھائی کہ مین آپ کو بجاے والد کے تصور کرونگا اور آپ سے لڑکر اپنے پدر بزرگوار امیر دوست محمد خان کے نام کو دھبہ نلگاؤنگا۔ والد نے

اِس عہد و پیمان کو صحیح خیال کیا قرآن شریف کو آنکھون سے لگا کر بوسہ دیا اور اس دام فریب مین آکر امیر شیر علی خان کی طرف روانہ ہوئے اور فوج کو واپس جانیکے لیے پیچھے ہی چھوڑ دیا حالانکہ سپاہی اصرار کرتے رہے کہ اب لڑنا ہی بہتر ہے - والد جب اپنے بہائی کی خیمہ گاہ مین پہونچے تو وہ اونکے استقبال کے لیے باہر آئے اور اونکی رکاب کو بوسہ دیا یعنی منافقانہ خوشامد کی اور افسوس ظاہر کیا کہ آپ برادر بزرگ ہین کیونکر لڑائی کا خیال بھی میرے دل مین پیدا ہوا - والد کے لیے کرسی بھی آپ ہی رکھی اور خود کہڑے رہے - میرے والد کے دل مین کینہ نہ تہا اور چونکہ دل صاف تہا خدا کی حمد و ثنا کی کہ بہائیون مین صفائی ہوگئی اور چند ساعت بعد اپنی قیامگاہ مین واپس آکر سات ہزار بیٹرین اور دو ہزار خروار آٹے اور جو کے گہوڑون کے لیے بہیجے اِس لیے کہ امیر شیر علی خان کے پاس رسد کا سامان کم ہوگیا تہا -

دوسرے دن امیر شیر علی میرے والد سے ملنے کے لیے آئے اور واپس جا کر محمد رفیق کو بہیجا اور سلطان الاولیا کے مزار پر زیارت کے لیے جانے کی اجازت چاہی - ساتہہ ہی یہ بہی کہلا بہیجا کہ وہان سے فارغ ہو کر کابل واپس جائینگے چونکہ وہان بہت کام پڑا ہوا تہا والد نے اجازت دیدی اور اپنی فوج درہ یوسف کی راہ سے بلخ روانہ کی اور آپ باڈی گارڈ کے تین ہزار سوار لے کر آقاق کی سڑک سے امیر شیر علی خان کے ہمراہ جانے کے لیے روانہ ہوئے -

جب فوج تختہ پل پہونچی تو مین نے والد کو لکہا کہ آپ نے سخت غلطی کی کہ فوج کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا لیکن اونہون نے اسکا مطلق خیال نہ کیا - امیر نے اپنے بیٹے سردار محمد علی خان کو مزار شریف بہیجا اور خیال کیا کہ مین وہان جا کر اون سے ملاقات کرونگا لیکن مین نے صرف خاطر تواضع و گرمجوشی کے کلمات لکہہ بہیجے اور کہا کہ اگر آپ اِس قدر تکلیف گوارا کرین کہ مجہہ سے آکر ملاقات کرین تو مین نہایت خوش ہونگا - اسکا جواب اونہون نے

یہ دیا کہ اس وقت تو مین والد کے پاس واپس جانا چاہتا ہون لیکن انشاء اللہ تعالیٰ پھر ملونگا
جب والد مزار شریف پہونچے تو مین قدمبوسی کے لیے حاضر ہوا اور یہ سمجھانے کی کوشش
کی کہ امیر شیر علی آپ کو دھوکا دے رہے ہین مجھے اجازت دیجئے کہ وہ آئین تو اونہین
گرفتار کر لون۔ لیکن میرے والد نے قرآن شریف اوٹھایا اور کہا "تمہین قسم ہے اس
کتاب پاک کی ایسا معیوب اور نازیبا کام نکرو" مین نے جواب دیا "آپ دیکھین گے
کہ میرے چچا اس زبون حرکت سے باز نہ آئین گے" دوسرے دن امیر شیر علی بھی پہونچ گئے
اور شب مزار شریف پر بسر کی۔ میرے والد مجھہ سے تختہ پل مین ملنے آئے اور وہان سے
بھائی کو تحائف بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ سے رخصتی ملاقات کے لیے آؤنگا۔ مین نے
عرض کی کہ ایسا نہ کیجئے لیکن حسب معمول میری صلاح گوش گذار نہوئی۔ وہ تاشقرغان روانہ
ہوئے اونکے وہان پہونچتے ہی امیر نے وہ سب عہد و پیمان توڑ ڈالا اور والد کو قید کر لیا۔
فوج یہ خبر سنکر آگ ہو گئی اور درخواست کی کہ امیر کے مقابلہ مین اوسے لیجانا چاہئے۔
مین اسی غرض سے مزار روانہ ہوا اور وہان پہونچکر قیام کیا لیکن میرے والد نے بذریعہ خط مجھے
ہدایت کی کہ لڑنا نہین چاہئے اور اگر مین نے نافرمانی کی تو فرزندی سے خارج کر دینگے۔ مین نے
یہ خط فوج کو پڑھکر سنایا اور تعمیل حکم کا ارادہ ظاہر کیا لیکن سپاہی بہت ناراض ہوئے اور سوائے
پانچ چھ سو ہمراہیون کے پوری فوج نے مجھے چھوڑ کر کابل کی راہ لی۔ نصف شب کو ایک اور
خط والد کا مجھے ملا جسمین حکم تہا کہ جو باوفا ساتھی تمہارے ہمراہ جانا چاہین اونہین لیکر بخارا چلے
جاؤ۔ مین فوراً روانہ ہوا اور اس قدر تیزی کے ساتھہ مسافت طے کی کہ طلوع آفتاب تک سرحد
صرف آدھی دور رہگئی۔ جب مین دولت آباد نامی ایک مقام پر پہونچا تو ایک پہاڑی کے
چارون طرف تقریباً دو ہزار سوار دیکھے اور اوس پہاڑی پر بھی تھوڑے سے لوگ جمع تھے۔ مین نے
ایک شخص دریافت حالات کے لیے بھیجا تو معلوم ہوا کہ یہ بلخ کے ازبک سوار تھے۔ یہ سنکر

مین اون کی طرف گیا مجھے دیکھکر اونہون نے سلام کیا اور کہا کہ ایک شادی کی تقریب مین
ہم یہان آئے ہین - پھر مین نے پہاڑی کی چوٹی پر جو سوار تھے اونکا حال دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ وہ افغان ہین اور اِن لوگون سے بالکل علیحدہ ہین - اس سے مین نے قیاس کیا
کہ یہ ضرور نائب غلام اور عبدالرحیم خان ہونگے جو مجھہ سے گذشتہ شب رخصت ہوئے تھے
مین نے ایک شخص اونکے بلانے کو بھیجا لیکن اونہون نے جواب دیا کہ جب تک اوس
پیغام کی تحریری تصدیق نکی جاے ہم نہین آسکتے - مین نے اس بارہ مین اونکی تشفی کردی
اور وہ آکر میرے ساتھہ ہوئے - غلام احمد تنہا تھا اسلیے کہ رات کو دوسرے ساتھی چھوٹ
گئے تھے - ہم فوراً دریاے جیحون کی طرف روانہ ہوئے اور اُزبک سوار بھی میرے ہمراہ
چلنے کے لیے آمادہ ہوئے لیکن مین نے اونکو باز رکھا - اس پر اونہون نے اصرار کیا اور کہا
کہ ہم آپ کی فوج مین داخل ہونا چاہتے ہین لیکن مین نے اونکو منع کیا اور کہا کہ مجھکو تمہاری
امداد کی ضرورت نہین ہے مین خوب جانتا تھا اُزبک افغانون سے دل سے نفرت رکھتے
ہین اور اونہین نقصان پہونچانے کے ہمیشہ ساعی رہتے ہین - غرضکہ وہ راضی ہوگیے
اور ہم نے کوچ کیا - شہر وہ نہر کے بعد راہ مین اور کوئی قریہ یا کسی قسم کی آبادی سواے صحراے
لق و دق کے جیحون تک نہ تھی اس لیے ایک مقام پر جبکہ خربزون کا ایک کھیت ملا تو مین نے
اپنے ساتھیون کو حکم دیا کہ دو دو خربزے و تربوز گھوڑون کے توبڑون مین ساتھہ لے لین
مبادا صحرا مین کہین پانی نہ ملے -

نصف راہ طے کرچکے ہونگے کہ ایک مقام پر آدھے سوار خربزے کہانے کے لیے
اُترے مین نے اونہین باز رکھنے کی کوشش کی اور کہا کہ یہ مقام محفوظ نہین اگر گھوڑون ہی پر
بیٹھکر خربزے کہاؤ تو بہتر ہو لیکن نائب غلام احمد نے عذر کیا اور کہا کہ کہین سایہ مین بیٹھکر آرام
کرینگے آپ آگے بڑہین تہوڑی دیر مین ہم سب بھی آملتے ہین - یہ کہکر اونہون نے جنگلی درختون کے

سایہ مین چادرین بچھائین اور بیٹھ گئے۔ مین نے تیس سوار اور جتنا روپیہ ہمارے پاس تھا
سب ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوا اور اوس ناکارہ غلام احمد کو دو سو چالیس سوارونکے ساتھ
وہین چھوڑا۔ ان سوارون کے خاص افسر ناظر حیدر۔ عبدالرحیم۔ کرنل سہراب۔ کرنل نظیر۔ کمیدان
سکندر چرخی اور کمیدان حیدر پسر سکندر چرخی تھے اور علاوہ ان کے چالیس کپتان اور
رسالدار بھی تھے۔ یہ کہنا بے موقع نہوگا کہ تختہ پل مین مین اپنے سہ سالہ بیٹے کو اوسکے چچیرے
بھائی سردار عظیم خان کے ساتھ چھوڑ آیا تھا جسکی عمر پندرہ سال تھی۔ یہ دونون لڑکے سکندر خان
ارکزئی اور غلام علی کے زیر نگرانی تھے۔ ہم نو یا دس میل آگے نکل آئے ہونگے کہ ایک سوار
پیچھے سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا کہ جن ایک سوارون کو آپ نے اپنے ساتھ لانے
سے انکار کیا تھا وہ بجاے اپنے گھر جانے کے ہمارے پیچھے ہو لیے تھے اور نائب غلام
اور اوسکے سوارون کو سوتا پاکر اون پر حملہ کیا ہے۔ اب آپ چلکر مدد کرین۔ مین نے جوابدیا
کہ میرے ملازم بھی کس قدر عقلمند ہین کہ بجاے اپنی جان بچانے اور بھاگ آنے کے
چاہتے ہین کہ واپس جاکر اونکے ساتھ مین بھی اپنی جان دیدون۔ لڑائی کے وقت صرف
بہادری کام نہین آتی بلکہ سپاہی کو اتنی سمجھ بھی ہونی چاہیئے کہ بوقت ضرورت بھاگ جاے
کسی خوفناک حالت سے جان بچانا بھی فتحیابی مین داخل ہے۔ مین نے اوس سوار کو
سمجھا دیا کہ جب تین سو سوارون سے مین نہین لڑا تو اب تیس سوار لیکر کیا لڑونگا میرے
ساتھیون مین سے صرف ایک افسر نظیر خان اپنے بھائی سہراب کی وجہ سے اوس
سوار کے ہمراہ گیا۔

اسکے بعد ہم نے پھر اپنی راہ لی اور جب دریاے جیحون تھوڑی دور رہگیا تو مین نے
اپنے ساتھیون کو ٹھیرنے کے لیے کہا اور آپ کشتی کرایہ کرنے کے لیے صرف ایک سوار
کو ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ملاح زیادہ آدمی دیکھکر ڈر جاتے۔ مین نے

جاکر دیکھا تو صرف ایک کشتی موجود تھی اور اوسکے کرایہ کے لیے بھی کشمش اور بادام بیچنے والے
ترکمان سوداگر حجت کر رہے تھے حتی کہ ایک تو اپنا مال اور دس شتر کشتی پر سوار بھی کر دیئے تھے
مین گھوڑے سے اوتر کر کشتی پر گیا۔ ملاحون سے ترکی زبان مین پوچھا "تم کون ہو" جنہون نے
اوسی زبان مین جواب دیا "سوداگر" اسکے بعد آپس مین بات بڑہی اور مین نے اپنے سوار کو باقی
ماندہ لوگون کے لانے کے لیے بھیجا۔ سوداگر اور ملاح اونہین دیکھکر دنگ رہ گیے لیکن پھر
بھی کشتی چھین لینے کی کوشش کی۔ مین نے اپنی بندوق اونکی طرف سیدھی کی اور دھمکایا
کہ تم کشتی پر آئے اور مین نے گولی چلائی۔ الغرض وہ اپنے اس ارادہ سے باز آئے اور
ایک سوار سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ اوسنے جواب دیا "سردار عبدالرحمن پسر افضل خان"
یہ سنتے ہی دونون نے مجھے سلام کیا اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ مین نے معاف
کر دیا اور اپنے آدمیون کے دو حصے کیے ایک حصہ تو معہ گھوڑون کے میرے ہمراہ
کشتی پر آیا اور دوسرے کو مجبوراً حکم دیا کہ پیچھے رہے اور ملاحون سے پھاوڑے وغیرہ
مانگ کر اپنی حفاظت کے لیے ریت کی دیوارین بنا لین۔

دریا کے دوسرے کنارہ پر ہم پہونچا ہی چاہتے تھے کہ ایک کشتی سامنے دکھائی دی۔
مین نے اپنے ساتھیون مین سے ایک شخص کو جو کہ بڑا تیز شناور تھا دریافت حال کے لیے
بھیجا۔ معلوم ہوا کہ اوس مین عبدالرحیم تھا جو شاہ بخارا کی طرف سے ایک ایلچی کے ہمراہ آرہا
تھا ہم ملکر بہت خوش ہوئے اور چھ گھنٹے دریا کے سفر کے بعد دس بجے شاہ بخارا کی عملداری
مین پہونچ گئے۔ کشتی بانون نے ہمارے قیام کے لیے اپنے مکانات خالی کر دئے لیکن مین نے
اپنے باقی ماندہ ہمراہیون کے آنے تک کنارہ ہی پر ٹھیرنا بہتر سمجھا دس اشرفیان اونہین دین
اور کہا کہ اپنے اور ہمارے گھوڑون کے لیے خوراک لے آؤ۔ عبدالرحیم اور وہ ایلچی بھی اونکے
ساتھ گیے اس لیے مین نے عبدالرحیم کو دو سو تنگے دیئے۔ اور ہدایت کی کہ دنبے بھیڑیان

خرید کر گوشت پکوالین اور تین سو روٹیان بہی لے آئین اس لیے کہ میرے سوار دوسرے دن پہونچ جائین گے۔

میر شیر آباد کو جو شاہ بخارا کے ماتحت تہے مین نے بذریعہ خط اپنے آنے کے اطلاع دی اور دو سو سوار طلب کیئے تاکہ میرے سوارون کو دریا کی دوسری جانب سے لے آئین۔ جواب مین اونہون نے چار سو سوار اور چند کشتیان دوسرے روز علی الصباح بہیجدین۔ دن نکلتے ہی بندوقون کی آواز سنائی دی اور ۔ وس بار ہین چل چکی ہونگی جو مین نے اپنے سوارون کو جگایا اور اونہین یقین دلانے لگا کہ تمہارے ساتہی کشتیون پر سوار ہونے کی خوشی مین فیر کر رہے ہین مین نے کشتیبانون سے کہا کہ اگر تم بیس کشتیان اوس پار جانے کے لیے مجہے لا دو تو فی کشتی پچاس اشرفیان دونگا لیکن اونہون نے جواب دیا کہ دوسری جانب لڑائی ہو رہی ہے ہم اپنی جان معرض خطر مین نہین ڈالینگے۔ مین چند لحظہ ہچکچایا اور پہر اپنے غلام بچہ سے جسکا نام حسن تہا ہزار اشرفیون کا توڑہ لانے کے لیے حکم دیا اشرفیان کشتیبانون کے سامنے شمار کین اور اون سے وعدہ کیا کہ اگر تم کشتیان لا دو تو یہ سب اشرفیان تمہاری ہین۔ پہر بہی وہ سمجہے کہ اونہین دہوکا دے رہا ہون اسلئے مین نے اطمینان دلایا کہ تم انہین ابہی لیجا سکتے ہو بشرطیکہ اپنے آدمی کشتیان لانے کے لیے بہیجدو۔ الغرض اس طریقہ سے تیس کشتیان ملگیئن اور ہم سوار ہو کر اتنی تیزی کے ساتہہ گیے کہ دو گھنٹے سے کسی قدر زیادہ مین دو ثلث دریا طے کر لیا۔

دریا پار کرنے پر مجہے معلوم ہوا کہ میرے وہ سوار جنہین مین نے جنگل مین سوتا چہوڑا تہا اور جن پر ازبک سوارون نے حملہ کیا تہا لڑتے ہوئے پیچہے ہٹے تہے اور اسیطرح دریاے جیحون تک چلے آئے تہے۔ دشمن نے یہ دیکہکر کہ کوئی کشتی نہین ہے شب کے لیے لڑائی موقوف کی اور یہ خیال کیا کہ صبح کو میرے سوارون کو گرفتار کر لین گے۔ یہی صبح کی

بندوق بازی تھی جو مین نے سنی تھی - میرے سوار میری کشتیان دیکھکر نہایت دلیری سے لڑے اور اونکے دوسرے ساتھیون نے بھی جنھون نے ریت کی دیوارین بنائی تھین اون دیوارون کی آڑ سے گولیان برسائین حتیٰ کہ دشمن گھبراکر نہایت سراسیمگی سے بھاگا اسکے بعد ہم سب بہ خیریت واپس آئے اور جو کھانا کہ مین نے تیار کرایا تھا سوارون نے نہایت سیر ہوکر کھایا اسلیے کہ چھتیس گھنٹے سے وہ بھوکے تھے -

کشتی بانون کے مکانون مین ہم دوسرے دن سہ پہر تک خوب آرام سے سوئے اور پھر بخارا روانہ ہوئے - راہ مین ایک شب علی آباد مین قیام کیا جہانکہ میر شیرآباد اور اونکے سردار میرے استقبال کے لیے آئے تھے وہان سے مین میر کے مکان پر گیا جو کہ میرے رہنے کے لیے آراستہ کیا گیا تھا اور دس روز اونکا مہمان رہا - اسی درمیان مین شاہ بخارا کا ایک خط مجھے ملا جس مین اونھون نے ملاقات کے لیے بلایا تھا اور اوسے دیکھتے ہی مین روانہ ہوگیا پہلے دن شورآب مین قیام کیا دوسرے روز سرآب رہا - اور ایک ایک شب بلاک چخبار گلہ چشنہ - حفیظان - قراشیخ - غذار - اور کدوکلی مین ٹھیرا - پانچ روز قرشی مین رہا اور وہان سے خوجہ اور کاکرھوتا ہوا بخارا پہونچا - وزیر - قاضی اور کوتوال معہ چند خاص افسرون کے کاگز نامی مقام پر میرے استقبال کے لیے موجود تھے ایک مکان خاص میرے قیام کے لیے آراستہ کیا گیا تھا اور ایک شخص میری مہمانداری کے لیے بھی مقرر تھا - وہ بھی حاضر ہوا اور آداب بجالایا نو روز تک میری دعوت کی گئی اسکے بعد شاہ نے میرے اور میرے افسرون کے لیے خلعت بھیجے اور دس ہزار تنگے میرے لیے - ایک ایک ہزار ہر اعلیٰ افسر کے لیے پانچ پانچ سو ہر کم درجہ والے افسر کے لیے اور دو دو سو فی سوار کے واسطے - علاوہ اسکے اونھون نے دو گھوڑے معطلا ساز بھی میرے لیے بھیجے - جواب مین مین نے ایک سونے کے دستہ کی تلوار ایک معطلا ساز جس مین بارہ ہزار اشرفیون کے وزن کا سونا تھا ایک سونیکا ملمع کیا ہوا پیش قبض - دو سو

اشرفیان - ایک مرصع پیٹی قیمتی چارسو پونڈ - اپٹ بارے ہوئے دو عربی گھوڑے مع طلائی انگریزی زین - نو نو پارچے کمخواب و کشمیری کپڑے کے - نو کشمیری شال نو شالی عمامے - نو پارچے تنزیب کے اور نو کلاہ زری پیش کین - شاہ نے کچھ کپڑے بھی بھیجے تھے جن مین تین قمیص اور پائیجامے تھے - پائیجامون مین ازار بند نہ تھے اور مین نے سنا کہ شاہ بھی اوسی قسم کے پائیجامے پہنتے تھے - یہ سنکر مین متعجب ہوا اسلیے کہ اونمین چار مختلف رنگ کا کپڑا لگا ہوا تھا سرخ - سفید - قرمزی اور سبز -

جب مین اور میرے افسر یہ کپڑے پہن چکے تو ایک ملازم نے آکر اطلاع دی کہ شاہ یاد فرماتے ہین - محل مین پہونچے تو وزیر نے میرا استقبال کیا اور شاہ کے کمرون تک لے گیا - شاہان بخارا کے ہان رسم ہے کہ بادشاہ دو تین غلام بچون کے ساتھ ایک بڑے مکان مین بیٹھتا ہے - تمام بازمین مکان کے چارون طرف دیوار کے نیچے چھوٹے چھوٹے اونچے چبوترون پر بیٹھتے ہین - دروازہ پر دو دربان رہتے ہین جو وقتاً فوقتاً جھانکتے رہتے ہین کہ شاہ آنکھ سے اشارہ کرے تو حکم بجا لائین - اگر شاہ اشارہ کرے تو وہ دوڑ کر جاتے ہین اور پھر شاہ کیطرف پشت نکرکے واپس آتے ہین اور ہداچی (پیش خدمت باشی) کو حکم سناتے ہین - جب ان دربانون کے قریب مین پہونچا تو وہ شاہ کے پاس دوڑ گیے اور پھر واپس آکر ہداچی سے کہا کہ شاہ نے اسکے تحائف قبول فرمائے - پھر مجھسے کہا کہ دونون گھوڑون کی باگین ہاتھ مین لو اور نذر دکھانے کے تنگے پشت پر رکھو اور شاہ کو سجدہ کرو - مین نے جواب دیا کہ تنگے ایک آدمی کا بوجھ ہین - گھوڑون کے واسطے دو سائیس درکار ہین اور کسی انسان کو کوئی کیون نہو مین سجدہ ہرگز نہین کرسکتا - مجھے خدا نے پیدا کیا ہے - اور سوا اوسکے کوئی سجدہ کا مستحق نہین ہے -

دربان نے چونکہ اس قسم کا جواب کبھی پہلے کسی سے نہین سنا تھا میری گفتگو سنکر

نہایت کشیدہ ہوا۔ یہ دیکھکر مین نے کہا کہ مین اپنا پیغام خود شاہ کو پہونچاؤنگا ورنہ کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا۔ آخرش وزیر نے آکر ہراجی سے کچھہ کہا اور وہ پھر شاہ کے پاس گیا اور واپس آکر کہا کہ شاہ نے آپکے طرز آداب کو منظور فرمایا۔ مین مکان مین داخل ہوا اور مطابق رسم عام سلام علیکم کہکر شاہ سے مصافحہ کیا۔ اونہون نے مجھے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔ مین مودبانہ بیٹھا اور گفتگو مین بھی آداب دربار کو نظر انداز نہ کیا۔ ایک گھنٹہ بات چیت کے بعد مین مکان واپس آیا۔

اِسکے دو مہینے بعد شاہ کا ایک ملازم پیغام لایا کہ چونکہ بادشاہ سلامت آپ پر نہایت مہربان ہین اسلیے مناسب ہے کہ آپ ایک ہزار اشرفیان اور تین خوبصورت غلام بچے نذر کرین۔ مین نے جواب دیا "یہ تینون لڑکے بجاے میرے بیٹون کے ہین۔ اشرفیان دینا بادشاہون کا کام ہے۔ مطابق رسم کے مین نے بادشاہ کی خدمت مین تحائف پیش کیے اور اب عطیہ شاہی کی امید رکھتا ہون" دس روز بعد وہی شخص آیا اور کہا کہ بادشاہ نے سلام کہا ہے اور وہ چاہتے ہین کہ آپکو ایک درباری عہدہ عطا کیا جاے تاکہ روز آپ اونکی خدمت مین حاضر ہوسکین۔ وہ آپ سے نہایت خوش ہین۔ مین نے کہا کہ مین نے کبھی نوکری نہین کی اور اس لیے آداب ملازمت سے بالکل بے بہرہ ہون۔ اسپر اوس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ ملازمت قبول کرین تو آپ کو جاگیر دی جائیگی۔ مین نے کہا کہ مین شاہ کی درازی عمر کی دعا کرتا ہون مجھے جاگیر یا روپیہ کی ضرورت نہین ہے۔ وہ شخص بولا کہ اگر آپ نے ملازمت نہ کی تو غالباً آپ کو نقصان پہونچیگا لیکن مین نے اس خیال کی تردید کی اور کہا کہ صرف اون ہی لوگون کو نقصان پہونچ سکتا ہے جو کوئی بُرا کام کرین اور مین تو خود شاہ کی حفاظت و پناہ مین ہون۔ ہان اور جو حکم ہوگا بجالاؤنگا۔ جس حالت مین کہ اپنے جد امجد امیر کابل کے لیے مین نے اس قسم کی خدمت کبھی نہ کی تو اب کس طرح ممکن

ہوسکتا ہے۔ دوسرے بالفرض اگر مین نے ملازمت کی بہی تو دوسرے افسرون کی طرح مین تمام دن بیکار نہین رہونگا جسکی سبب سے اور درباریون کو سست و کاہل دیکھکر بادشاہ صنمرو اون سے ناراض ہوجائینگے۔ میری حالت تو اسکے مصداق ہے ؎

نہ باشتری برسوارم نہ چو اشتر زیر بارم		نہ خداوند رعیت نہ غلام شہریارم

یہ باتین سنکر اوس شخص کو یقین ہوگیا کہ اوسکی پند و نصیحت بالکل بے سود تہی اور جو گفتگو کہ مجہہ سے ہوئی اوسے لکھکر ساتہہ لے گیا۔

جب مین بخارا پہونچا تہا تو مین نے ایک معتبر شخص بیس اشرفیان ماہوار پر صرف اس کام کے لیے مقرر کیا تہا کہ تمام شاہی خبرین مجہے پہونچایا کرے اور چونکہ شاہ بخارا کے دربار مین سب کام زبانی ہوتا ہے اور تحریری نہین اسلیے ہر شخص جسے دربار مین بار ہو وہان کے حالات سے کماحقہ واقف ہوتا ہے۔ ماہ رمضان مین شاہی افسر بالکل کام نہین کرتے تہے صرف روزہ رکہتے تہے لیکن مجہے کوتوال کے مخبرون کے خوف سے مطلق اطمینان خاطر نہ تہا اس لیے کہ جس روز سے مین نے ملازمت سے انکار کیا تہا خفیہ طور پر میری نگرانی ہوتی تہی بلکہ مین نظربند تہا۔ لیکن ظاہرا مین نے اس کا مطلق خیال نہ کیا اور اپنے نوکرون سے بہی ذکر نہ کیا۔

عید کے روز ملازمان شاہی میرے لیے دو جوڑے کپڑے مع عمامہ و رومال بطور خلعت کے لائے اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ کل علی الصباح عید کی مبارکباد مین آپ آکر شریک ہون۔ مین وہان پہونچا تو دیکہا کہ چالیس شخص ایک بڑے کمرے مین بیٹہے ہین اور اونمین ایک شخص محمد خان[۵۱] بلخ کا ایک مصنف بہی موجود ہے۔ میرے اور میرے بتیس ہمراہیون

[۵۱] ابتدا مین یہ شخص میرسپل تہا لیکن بغاوت کی۔ اور غلام علی اور کرنل ولی محمد خان سرداران فوج افغانی سے شکست کہا کر بخارا مین پناہ گزین ہوا۔

کے بیٹھنے کے لیے سب سے نیچے چبوترے پر جگہہ مقرر تھی اور سب سے اونچے چبوترے
پر محمد خان دس آدمیون کے ساتھہ تھا۔ جب بادشاہ سلامت تشریف لائے تو تمام لوگ
کھڑے ہوگیے اور اونکے ہاتھہ کو بوسہ دیا۔ مین نے بھی یہی کیا۔ اسکے بعد وہ چلے گئے
اور مٹھائی کی کشتیان اور خون لائیے گئے دسترخوان بچھائیے گیے اور سب چیزین اون پر
چنی گئین۔ نوکر علیحدہ ہوگیے اور حاضرین نے فوراً کھانا شروع کردیا۔ جو لوگ کہ کسی قدر دور
تھے اونھون نے اپنے اپنے رومال بھر لیئے اور اپنی جگہہ پر جاکر بیٹھہ گیے اور بعینہ جانورون
کی طرح کھانے لگے اسیلیے کہ جانورون کو بھی طشتری یا رکابی کی ضرورت نہین ہوتی ہے
مین متعجب ہوکر یہ کیفیت دیکھہ رہا تھا کہ ایک شخص نے کہا دو بادشاہ کی طرف سے یہ ایک
متبرک دعوت ہے آپ بھی کیون نہین کھاتے ہو" مین نے ایک ٹکڑا مٹھائی کا اوٹھا لیا
اور کہا کہ بس اور نہین چاہیئے۔ پھر جسقدر جلد ممکن ہوسکا عیدگاہ گیا جہان کہ بادشاہ کے
حکم سے میرے لیے ایک خاص جگہہ منتخب کی گئی تھی۔ مین نے دیکھا کہ نائب غلام محمد اور کمیدان
سکندر خان معہ چالیس ساتھیون کے جو پیشتر میرے ملازم تھے وہان موجود ہین ایک مہینہ
ہوا تھا کہ یہ شاہ بخارا کی ملازمت مین داخل ہوئے تھے۔ ان لوگون نے مجھے سلام تک
نہ کیا۔ شاہ سفید گھوڑے پر تشریف لائے ایک لنبی کلغی عمامہ مین دوسری گھوڑے کے
سر پر اور تیسری گھوڑے کی پشت پر لگی ہوئی تھی۔ ایک کشمیری شال کمر سے پلیٹے ہوئے
تھے عمامہ زربفت بھی بیس یا تیس گز کا تھا اور ایک مرصع پیش قبض لگائے ہوئے بڑی
شان و شوکت سے اکڑکر چل رہے تھے۔ ہر تیسرے قدم پر لوگ سلام کرنے کے لیے
زمین دوز ہو جاتے تھے لیکن مین اوسی طرح کھڑا رہا۔ الغرض وہ تکبیر کہتے ہوئے میرے مقابل
آکر بیٹھے اور نماز شروع ہوگئی۔ مین نے دیکھا کہ شاہ کے عمامہ کے تین پیچ کھل گئے ہین اور اس
خوف سے کہ عمامہ گر جائیگا وہ سجدہ سے سر نہین اٹھاتے ہین۔ مجھہ سے نہ دیکھا گیا

کہ اس عظیم الشان بادشاہ کی بی حرمتی ہونیت توڑدی اور جھک کر عمامہ درست کردیا۔ خدا بڑا غفور الرحیم ہے گو میری نماز پوری نہ ہوئی تاہم مجھے خوشی ہوئی کہ مین نے ایک نیک کام کیا۔ نماز ختم ہونے کے بعد شاہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ پیشتر کی طرح زمین بوس ہوئے۔ مجھے جب موقع ملا تو اپنے مکان واپس آیا۔ اسکے تھوڑے عرصہ بعد شاہ کے حکم سے کوتوال نے مجھپر دوسرے لوگون کی بیبیون کے ساتھ تعلق ناجایز کی تہمت لگائی لیکن اسکے ثابت کرنے مین ناکامیاب رہا اسلیے کہ مین کبھی تنہا نہین رہتا تہا جہان جاتا تہا ساتھ ستر آدمی میرے ہمراہ ہوتے تھے۔ بعدہٗ شاہ نے یہ ہدایت کی کہ کسی طرح میرے نوکرون کو بہکایا جاے کہ وہ میری ملازمت چھوڑدین۔

اسی درمیان مین خبر آئی کہ روسیون نے تاشقند لے لیا اور بخارا پر قبضہ کرنا چاہتے ہین۔ یہ سنتے ہی شاہ سمرقند روانہ ہوئے اور مجھے اور میرے ساتھیون کو وہین چھوڑ گیے مین نے فوراً ایک ملازم اپنے چچا محمد اعظم خان کے پاس راولپنڈی روانہ کیا اور خط لکھا کہ مین نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ کسی طرح اپنے تئین اس قید سے رہا کرون اور انشاءاللہ تعالیٰ یہان سے بلخ روانہ ہونگا آپ بھی اگر ممکن ہو تو ہندوستان چھوڑیئے اور سوات کی راہ سے چترال اور بدخشان ہوتے ہوے تشریف لائیے تاکہ بلخ مین ملاقات ہو۔ ساتھ ہی مین نے اپنی فوج کو جو بلخ مین تھی اپنے اس ارادہ کی اطلاع دی اور شاہ بخارا کو سمرقند خط لکھکر وطن واپس جانے کی اجازت چاہی۔ یہ خط مین نے بذریعہ ناظر حیدر خان اور کیدان نظیر کے روانہ کیا۔ جب شاہ کے وزیر اور قاضی اور کوتوال بخارا کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اونھون نے ایک شخص میرے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ بلا ہماری اجازت کے آپنے شاہ کو کیون خط لکھا۔ مین نے جواب دیا کہ شاہ کے بہت سے ملازم ہین لیکن مین اونمین سے کسی کو اپنے آپ سے برتر نہین سمجھتا۔ یہ سنکر اونھون نے کہلا بھیجا کہ ہم دوسرا آدمی بھیجکر اوس شخص

کو جو خط لے گیا ہے واپس بلا لینگے۔ مین نے کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو مین شاہ اور تمہاری
بلا اجازت چلا جاؤنگا اور تم اسکے جواب دہ شاہ کے نزدیک ہوگے۔ الغرض وہ اپنے
اس ارادہ سے باز آئے۔ شاہ نے میرے خط کا جواب نہ دیا اور قاصد کو بھی اپنے
ساتھ رکھا اسلیئے چند روز بعد مین نے جنرل علی عسکر خان کو بھیجا۔ یہ دوسرا خط پاکر شاہ نے
اپنے مشیر کارون سے صلاح لی۔ سب نے راے دی کہ چونکہ شروع سال سے مجھے کسی
قسم کی امداد روپیہ یا اخراجات کی شاہ کی جانب سے نہین دیگئی تھی اسلیئے میرا وہان رہنا
فضول تھا۔ شاہ نے اس تجویز کو منظور فرمایا اور مجھے روانگی کی اجازت دی۔ نیز وزیر کو یہ دریافت
کرنے کی فہمایش کی کہ میرے ملازم شاہی ملازمت منظور کرینگے یا میرے ہی پاس رہنا
پسند کرینگے۔ لیکن خط کا مضمون بہت صاف نہ تھا اور وزیر نے سمجھا کہ اونکا منشا اون
نوکرون سے تھا جو اوسوقت میری ملازمت مین تھے حالانکہ غرض اون لوگون سے تھی
جو میرے ساتھ بخارا آئے تھے اور پھر مجھ سے علیحدہ ہوکر شاہ کی ملازمت اختیار کی تھی۔
اس غلط فہمی کی وجہ سے وزیر نے کہلا بھیجا کہ اپنے نوکرون کو بھیج دیجئے تاکہ شاہی پیغام اونہین
سنایا جاے مین اسکا مطلب یہ سمجھا کہ وزیر اس بہانہ سے میرے نوکرون کو گرفتار کریگا اور بعدہٗ
مجھکو بھی۔ اور اسلیئے اونکے بھیجنے سے انکار کیا اور جواب دیا کہ اگر نوکرون سے کچھ کہنا ہے
تو خود آکر میرے سامنے کہہ جاؤ۔ میرے ساتھیون نے بھی اسے منظور کیا اور کہا کہ ہم لڑکر جان
دیدینگے لیکن وزیر کے پاس زندہ ہرگز نہ جائینگے۔ وہ بہت جلد مسلح ہوئے اور مینے
قاصد کو جواب دیکر رخصت کیا۔ یہ سنکر وزیر نے اپنا سکرٹری بھیجا جس نے کہ پہلے
مجھے شاہ کا پیغام سنایا۔ میرے نوکرون نے متفق اللفظ ہوکر کہا کہ ہم اپنے شاہزادے
کی خدمت کرنے آئے ہین نہ کہ شاہ کے غلام ہونے کے لیے۔
دو روز بعد جبکہ مین سفر کی تیاری کر رہا تھا سکندر خان اور نائب غلام بھی معہ اپنے تمام

ساتھیون کے اسباب وغیرہ لیے ہوئے آموجود ہوئے اور یہ خبر لائے کہ شاہ نے ہر ایک
سے تحریری کاغذ اِس مضمون کا طلب کیا تھا کہ جس مین شاہ کی غلامی کا اقرار ہو اور چونکہ اونھون
نے اِس قسم کی تحریر سے انکار کیا اسیلیے سب موقوف کر دیے گیے۔ جس وقت یہ گفتگو
ہو رہی تھی اِن لوگون کے بہت سے قرض خواہ ادائے دین کا تقاضا کرتے اور شور مچاتے
ہوئے آئے۔ معلوم ہوا کہ دو ہزار اشرفیان یافتنی ہین۔ مین نے نائب غلام سے
مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تم سب میرے ساتھ ثابت قدم رہے ہوتے تو صرف تم کو تنہا
اِس سے زیادہ خرچ کرنے کو ملا ہوتا۔ اس کا اوس نے کچھ جواب نہ دیا اور اتنی ہمت
نہ ہوئی کہ مجھ سے آنکھین چار کرتا۔

مین نے کمیدان سکندر سے پوچھا کہ تمھارا کیا ارادہ ہے جس کے جواب مین اوس نے
کہا کہ بخارا کی دو ایک عورتون کو دل دے بیٹھا ہون اگر وہ ساتھ نہ گئین تو مین بھی رہجاؤنگا
مین نے اون عورتون سے کہلا بھیجا کہ اگر وہ چلین تو مین ہزار اشرفیان دونگا لیکن اونھون
نے انکار کیا اور اسیلیے سکندر نے بھی وہین رہنا قبول کیا۔ مین نے نائب غلام اور
اوس کے ساتھیون کے لیے گھوڑے اور زین خرید کیے اسیلیے کہ قرض ادا کرنے کے
لیے اونکے جانور وغیرہ فروخت ہو چکے تھے۔ الغرض پانچ روز مین ہمارے سفر کا سامان
بالکل تیار ہو گیا اور ہم بلخ روانہ ہوئے۔
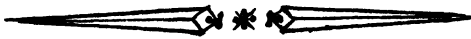
باب سوم

امیر شیر علیخان سے مقابلہ

سنہ ۱۸۶۵-۶۷ء

میرے بلخ چھوڑنے کے زمانہ سے جو کچھہ امیر شیر علی خان نے کیا اب اوس کا ذکر کرنا ضرور ہے - جب مین بلخ سے چلا آیا تو امیر چھہ روز تاشقرغان قیام کرکے وہان پہونچے اور پہلا کام یہ کیا کہ ہمارے اہل وعیال کو قید کرکے کابل بہیجدیا - لیکن میرے والد کو اپنے سفر مین برابر ساتہہ رکہا - اپنے بہتیجے سردار فتح خان پسر اکبر خان کو بلخ کا گورنر مقرر کرکے کابل روانہ ہوئے اور اپنے بہائی امین خان اور شریف خان سے لڑائی کی تیاری شروع کردی جب سب سامان ہوگیا تو سردار ندر خان اور اپنے بیٹے ابراہیم کو کابل سپرد کرکے خود قندہار روانہ ہوئے - میرے والد کو نظر بند کرکے اپنے ہمراہ لے گئے - لیکن ہمارے اہل وعیال کے خرچ کے لیے ایک حبہ نہ دیا اور نہ کسی کو اونکی نگرانی کے لیے چھوڑا - میرے والد نے قید خانے سے امیر شیر علی خان کو خط لکہا اور اونکے افعال کی شکایت کرکے سمجہایا کہ سوتیلے بہائیون سے تو ایسی بُری طرح پیش آچکے ہو اپنے حقیقی بہائیون سے ویسا ہی

سلوک نہین کرنا چاہیئے اور اخیر مین لکھا" اور زیادہ خونریزی کا باعث بنکر اپنے آپ کو بدنام نکرو ورنہ اسکا نتیجہ نہایت برا ہوگا اور تمہین پچھتانا پڑے گا"۔ لیکن اس فہمایش کا مطلق اثر نہ ہوا اور شیر علی خان دو روز (۵ و ۶ جون ۱۸۶۵ء) اپنے بھائیون سے لڑے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اونکے بھائی امین خان قتل ہوئے اور اون کا بیٹا سردار محمد علی خان جو ولی عہد بھی تھا مارا گیا۔

اتنی جانین تلف ہونیکی خبر پاکر والد نے پھر امیر کو لکھا" اس وقت کی شرارت سے تم اپنے واسطے آیندہ کے لیے نہایت خراب تخم ریزی کر رہے ہو۔ کبھی خوش نہ رہو گے اور ہمیشہ رنج والم دامنگیر رہیگا"۔ امین خان کی لاش جب امیر کے سامنے لائی گئی تو او سے دیکھکر بولے" اس کتے کو پھینک دو اور میرے بیٹے سے کہو کہ آکر اس فتح پر سب مجھے مبارکباد دے"۔ اہلکارون کو سچ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور بیٹے کی لاش بھی لے آئے وہ کسی قدر دور ہی تھی کہ امیر نے پوچھا" یہ دوسرا کتا کون ہے؟" جواب مین لاش اونکے قدمون کے پاس لاکر رکھی گئی اور جب اونہون نے پہچانا تو کپڑے پھاڑنے اور سر پر خاک ڈالنے لگے۔ درد وغم کا زور گھٹتے ہی بیہوش ہو گئے اور ایک گھنٹہ اسی حالت مین رہے۔ ہوش آیا تو بیٹے کی لاش سے باتین کرنے لگے اور پھر بیہوش ہو گیے۔ دو روز تک یہی کیفیت رہی اوسکے بعد محمد علیخان کا جنازہ کابل بھیجا گیا اور امین خان کے ملازمون نے اونکی لاش قندہار مین خرقہ کے متبرک دروازہ پر دفن کی۔ راہ مین امیر شیر علیخان کبھی تو صحیح الحواس ہو جاتے اور کبھی ہذیان بکتے تھے اور قندہار پہونچکر تو بالکل پاگلون کی طرح رونا اور چلانا شروع کیا۔ یہی زمانہ تہا جو مین بخارا سے روانہ ہوا اور شیر آباد پہونچکر بلخ کی فوج کو خط لکھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے متفق ہو کر مجھے بلایا۔

اس موقعہ پر دو بھائی ولی محمد اور فیض محمد خان کی زندگی کے مختصر حالات بھی بیان کرنا

لازم ہے ۔ یہ دونون صوبہ آقچہ کے گورنر تھے جو کہ میرے والد نے اونہین دیا تہا ۔ مان ان کی کنیز تہی اور جب یہ کابل مین رہا کرتے تھے تو امیر دوست محمد خان کے زمانہ حیات مین دو ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تہا ۔ اونکے انتقال کے بعد میری سوتیلی والدہ بی بی مروارید انپر مہربان ہوئین اور والد کو لکہا کہ وہ کنیز اپنے دونون بیٹون کو آپ کی غلامی مین دینا چاہتی ہے لیکن اتنا روپیہ اوسکے پاس نہین کہ جس کے ذریعہ سے وہ آپکی خدمت مین حاضر ہو سکین ۔ اسکے جواب مین والد نے پانچہزار روپیہ ولی محمد کو بہیجدیا اور حکم دیا کہ بلخ چلے جاؤ جب وہ وہان پہونچا تو اوسے ایک پلٹن چہہ توپین ایک ہزار ملیشیا ہزار سوار اور صوبہ آقچہ عطا فرمایا ۔ فیض محمد کو بہی معہ اہل و عیال والد نے بلا لیا ۔ یہ ولی محمد بڑا نمکحرام ثابت ہوا اور جو سازش کہ میرے والد کو گرفتار کرنے کی کیگئی تھی اوسمین امیر شیر علی خان سے مل گیا تہا اسکے صلہ مین امیر شیر علی خان ولی محمد کو اپنے ہمراہ کابل لے گیے تھے اور فیض محمد کو اوسکی جگہہ گورنر مقرر کر دیا تہا ۔ جس زمانہ مین کہ مین بلخ واپس آیا ہون اوس وقت فیض محمد سے اوسکے صوبہ کا حساب طلب تہا اور چونکہ وہ بہت سا روپیہ اپنے تصرف مین لا چکا تہا حساب دینے سے قاصر تہا ۔ علاوہ برین مجہے مخبرون سے معلوم ہوا کہ ولی محمد بہی کچہہ دل برداشتہ تہا اور خوش نہ تہا اسلیے مین نے ناظر حیدر اور جنرل علی عسکر کے ذریعہ سے دونون بہائیون کو خط لکہا کہ دو سو سوار شہر دہ نہر والے رسالہ کے جو ولی محمد کے ماتحت تھے مجہہ سے شیر آباد آکر ملگئے ہین اگر تم بہی آجاؤ تو انعام و اکرام کے مستحق ہو گے ۔ صوبہ کے قزاقون اور رہزنون کے سردارون کو بہی مین نے بلایا اور خلعت اور انعام دیکر تین سو سوار عاریتاً لیے ۔ جب شاہ بخارا نے مجہے بلخ جانے کی اجازت دی تہی تو میر شیر آباد کو لکہہ دیا تہا کہ مجہے وہان تین روز سے زیادہ استقامت نکرنے دین ۔ لیکن چونکہ میرے ساتہہ اڑہائی ہزار سوار جمع ہو گیے تھے اور میر کے پاس کل ایک سو تھے اسلیے اسکا تصفیہ میرے اختیار مین تہا کہ جب تک

دل چاہے شیر آباد مین رہون - میر نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرنا چاہیئے اور خود میرے پاس
صلاح کے لیے آیا اور کہا کہ اگر مین آپ سے تشریف لے جانے کے لیے کہتا ہون تو
غالباً آپ مجھے قتل کر ڈالین گے اور اگر شاہ کے حکم کی تعمیل نہین کرتا ہون تو وہ زندہ نہ
چھوڑینگے مین نے کہا کہ اس مشکل سے نجات پانے کی مین تدبیر بتلاتا ہون - اولاً شاہ کو خط
لکھو کہ عبدالرحمٰن کے پاس اتنی فوج ہے کہ وہ بزور شمشیر نہین نکالا جا سکتا اسلیے جو حکم ہوا وس
طرح عمل مین لایا جاے - دوسرے یہ خط ایسے شخص کو دو جو اوسے نہایت آہستہ آہستہ لے
جاے اور اگر بادشاہ اس قدر تاخیر کی وجہ دریافت کرین تو کہدے کہ راہ مین اتنا سخت
بیمار ہو گیا تہا کہ مرتے مرتے بچگیا خدا کا شکر ہے کہ حضور مین حاضر ہو سکا - میر نے اس صلاح
کو بہت پسند کیا اور ایک معتبر شخص کو خط دیکر بہیجا ادہر مین نے اپنی روانگی کے انتظام مین
عجلت کی لیکن چند روز بعد سنا کہ سپرل کی فوج نے بغاوت کی اور اپنے نئے افسرونکو قتل
کر کے آقچہ چلی گئی - یہ خبر سنتے ہی مین فوراً روانہ ہو گیا اور تہوڑی دیر روزیرآباد ٹہیر کر دریا ے
جیحون کے کنارہ پہونچا - اوسوقت اتفاقاً صرف دو کشتیان موجود تہین اسلیے خدا پر
بہروسہ کر کے تیس سب سے زیادہ بہادر اور شجیع افسر و سوارون کو ساتہہ لے کر مین کشتیونپر
سوار ہوا - افسرون مین کرنل نظیر خان کرنل ولی خان اور میر امعتمد غلام جو کہ میدان جنگ مین
شیر ببر کیطرح لڑتا تہا (بالفعل وہ میرا کمانڈر انچیف ہے) میرے ساتہہ تہے - جس زمانہ کا یہ
ذکر ہے اوسوقت اوسکی ڈاڑہی تک نہ نکلی تہی لیکن کئی لڑائیون مین اوسکے ہنر و کمال
کی آزمایش کا موقع ملا تہا اور مین دیکہہ چکا تہا کہ وہ تنہا چالیس سوارون کا مقابلہ کر سکتا
ہے - ایک اور نہایت دلیر شخص میرے ساتہہ میر اغلام فرہاد تہا - الغرض بخیریت ہم نے
دریا پار کیا اور رفتہ رفتہ میرے باقیماندہ ساتہی بہی آگئے - تمام رات ہمنے کوچ کیا اور طلوع آفتاب
تک صوبہ آقچہ کے موضع چلک شیر آباد پہونچکر قیام کیا - وہان سے اون دو پلٹنون کو خط

بھیجے جو سپرمل سے معہ توپخانہ آئی تھین۔ اور نیز ملیشیا کو خط لکھا جسکے پاس وہ چھہ توپین تھین جو کہ میرے والد نے ولی محمد کو دی تھین۔ یہ خطوط بھیجکر مین سو گیا اسیلیے کہ تین شب مطلق آرام نہین کیا تھا۔ میرے خط پا کر سپاہی اس قدر خوش ہوے کہ تقریباً ایک ہزار میرے استقبال کے لیے پیدل آئے۔ مین نے اونھین عمدہ اور مہربانی کے سلوک کا اچھی طرح یقین دلایا اور جواب مین اونھون نے میرے لیے لڑنے کی قسم کھائی اونھون نے یہ بھی کہا کہ جب سے آپ تشریف لے گیے ہم نہایت افسردہ خاطر رہے اور اسی کے منتظر تھے کہ آپ واپس آئین تو امیر شیر علیخان بدعہد کے مقابلہ مین اپنی جوانمردی دکھلائین۔

اسکے بعد ہم آقچہ روانہ ہوے جہانکہ فیض محمد نے ہمارا استقبال کیا لیکن وہ دیوانہ ہو رہا تھا کہنے لگا کہ مین نہین چاہتا تھا کہ آپ آئین لیکن فوج نے آپ کو بلایا ہے۔ مین نے جواب دیا۔ "کوئی ہرج نہین تم عقلمند آدمی ہو" مین نے دل بڑھانے کے لیے فوج کو یقین دلایا کہ جو دو ہزار ملیشیا سوار اور پانچہزار ایک سو سوار سردار فتح خان نے ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجے ہین اونپر ہم کو ضرور فتح حاصل ہوگی۔ یہ سوار اس خیال سے کہ اونکی سابق سرکشی اور نمکحرامی کی مین سخت سزا دونگا اپنے افسرون کو گالیان دے رہے تھے کہ اونھون نے مجھہ سے اور والد سے اونھین برگشتہ کیا تھا حالانکہ مین نے اور والد نے اونکے ساتھہ بھائیون اور بیٹون کی طرح برتاو کیا اور شتر اور گھوڑے اور بھیڑون کے گلون کا مالک بنایا تھا۔ سردار فتح محمد خان نے اپنی پیدل فوج قلعہ نملک مین رکھی اور سوار باہر آراستہ کیے۔ فوج کا سردار شہاب الدین پسر وزیر احمد تھا جو پہلے والد کا ملازم تھا اور جس کے ساتھہ والد نے بڑا سلوک کیا تھا۔ یعنی وزیر احمد کو ایک مرتبہ بلخ کے ایک قصبہ کا گورنر مقرر کیا تھا اور اوسنے دو لاکھہ روپیہ محاصل کا غبن کر لیا لیکن والد نے اوسکا قصور معاف کر دیا

اوسے اور اوسکے بیٹون کو ایک سو سوارون کا خان بھی اون ہی نے بنایا تھا اور نشان و
علم اور فوج عطا کی تھی - شہاب الدین اور فتح محمد ہر وقت مخمور رہا کرتے تھے - اون کے
افسرون نے قلعہ نملک کو سوارون سے بھر دیا اور باقی فوج ٹھیک تختہ پل کے باہر سد
مقابلہ کے لیے رکھی - مین نے ایک خط شہاب الدین کو اس مضمون کا لکھا "اے نمکحرام!
میری مہربانیان اور عنایات بھول گیا اور صرف دو چار گھونٹ تلخ شراب کے لیے میرے
دشمنون کا ساتھ دے رہا ہے" اور فوج کو لکھا "تم میرے سپاہی ہو مین تم سے نہ لڑون گا
اگر تم مجھے قتل کرنا چاہو تو مین کل قلعہ مین آنے کے لیے مستعد ہون - تم مجھے مار ڈالنا اور اپنے
پرانے آقا کا خون کر کے انعام پانا" یہ خط پڑھکر اونکے دل پگھل گیے اور صرف سو آدمی قلعہ
مین چھوڑ کر میری جانب روانہ ہوئے - شہاب الدین کو جب اسکی خبر ہوئی تو اوس نے چند
قندھاری اور ازبک سوار اونکے روکنے کو بھیجے اور لڑائی شروع ہو گئی - میرے سوار حکم پاتے
ہی اس مستعدی سے آگے بڑھے کہ دشمن کی فوج پائمال ہو کر اس سراسیمگی سے بھاگی کہ چار سو
گھوڑے اونکے ہمارے ہاتھ آئے - شہاب الدین بھی تختہ پل کی طرف بھاگا اور اوسکے
جاتے ہی تختہ پل کے تمام سوار میری طرف چلے آئے اور پلٹنین پراگندہ ہو گئین - سردار
فتح محمد اپنا تمام مال و متاع چھوڑ کر تین یا چار سو سوارون کے ساتھ تاشقرغان بھاگا - یہ وہی
موسم تھا جس مین گذشتہ سال مین بخارا بھاگا تھا - یہ دنیا تجربون اور آزمایشون سے
بھرے اور اس مین کیسے کیسے نشیب و فراز ہین!

جب مین بلخ پہونچا تو فوج نے میری بڑی تعظیم و تکریم کی - نائب غلام احمد کو مین نے
رعایا کو راضی کرنے اور تشفی و تسلی دینے کے لیے تختہ پل روانہ کیا اور دو روز بعد آپ بھی وہان
پہونچکر فوج کو اپنی آیندہ مہربانیون اور خیر خواہیون کا یقین دلایا - فوج کی حالت درست کر کے
مین نے علی عسکر خان کو توپخانہ کی جرنیلی دی اور نظیر خان کو بیدلون کی - دوسرے افسرون

کوبھی کرنیل اور جنرل کے عہدہ نپر ترقی دی اور نیز اون سپاہیون کوجو ابتدا سے سفر سے میرے ساتھ تھے۔

تھوڑے سے ہی روز بعد مین تاشقرغان کی طرف بڑھا جہانکہ سردار فتح محمد[۵۱] چھہ پلٹنین لیکر موجود تھا۔ میری خواہش تھی کہ ملک کو دشمن سے پاک کردون۔ تاشقرغان مین بلا کسی مزاحمت کے مین داخل ہوا اور دو روز قیام کرکے ہیبک روانہ ہوا۔ فتح محمد اور شہاب الدین جو غوری مین تھے ہندوکش ہو کر کابل کی طرف بہاگے اور راہ مین شیخ علی ہزارہ نے اونکا تمام مال واسباب لوٹ لیا۔ میر اتالیق مرچکا تھا اور اوسکا بیٹا سلطان مراد قتاغان کا گورنر و میر تھا وہ میرے سلام کو حاضر ہوا اور پانچ سو گھوڑے۔ دو سو شتر۔ دو ہزار بہٹیرین چار ہزار بوجھہ غلہ چالیس ہزار روپیہ اور دیگر مختلف تحائف پیش کیے۔ مین نے اوسکے والد کے انتقال پر افسوس ظاہر کیا اور کہا "جب میرے والد نے ملک قتاغان تمہارے والد کو دیا تھا تو اونہون نے تاجک۔ عرب اور قدیم افغان اور ہزارہ قومون کو اپنے ماتحت رکہا تھا اور تمکو صرف قتاغان کے لوگون کی حکومت دی تھی۔ مین بھی اس انتظام کو برقرار رکھون گا۔" اوسنے جواب دیا کہ امیر شیر علی خان نے بھی یہی کیا تھا لیکن ایک لاکھ روپیہ سالانہ خراج لیتے تھے اور اخیر مین اسپر بھی اکتفا نکرکے تین لاکھ تک نوبت پہونچی تھی اور اس سے بھی زیادہ کی طلبی تھی۔

اس زمانہ مین چچا صاحب کا ایک خط میرے پاس بدخشان سے آیا جسمین لکھا تھا کہ وہ فیض آباد مین مقیم تھے اور میر اتالیق کی لڑکی سے شادی کرنے کا ارادہ تھا۔ بعد شادی کے مجھسے آکر ملین گے۔ چونکہ سفر کا سب انتظام کرچکا تھا موسم سرما بھی چلا آرہا تھا اور امیر شیر علی خان ہنوز کابل نہین آئے تھے مین بامیان روانہ ہوا اور قرا کوتل اور درہ

[۵۱] امیر شیر علی خان نے اپنے بھتیجے سردار فتح محمد کو بلخ کا گورنر مقرر کیا تھا۔

باد قاغ پار کرکے باجگاہ مین قیام کیا اور وہان سے بامیان پہونچا - میر بابے ہزارہ کو خلعت دیئے اور اون سے دو ہزار خروار گیہون اور جو - ایک ہزار خروار مکھن اور تین ہزار بھیڑین جمع کرنے کو کہا - اس سامان کے مہیا ہونے تک اور نیز چچا صاحب کے انتظار مین مین باجگاہ ٹھیرا رہا - ایک مہینے بعد وہ تشریف لائے اور مین معہ اپنی فوج کے اونکے استقبال کے لیے گیا - چترال کے سفر مین جو جو مصیبتین اونہین پیش آئی تہین اون سب کا ذکر مجہسے کیا اور بیان کیا کہ گورمنٹ انگریزی کی سرد مہری اونہین اچھی نہ معلوم ہوئی اسلیے کہ جس زمانہ مین وہ جمرود مین ستہے تو اونکی وساطت سے اونکے والد دوست محمد خان اور برٹش گورمنٹ مین تعلقات دوستانہ پیدا ہوئے تہے - اونہون نے یہ بہی کہا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد سب لوگ دوست محمد خان کو سمجہاتے تہے کہ انگریزون سے نہ ملو ممکن ہے کہ صوبہ پنجاب پہر مثل سابق افغانستان کی حکومت مین آجاے - اور اگر اونہون نے یہ صلاح سنی ہوتی تو اسمین شک نہین کہ پنجاب افغانون کے قبضہ مین آجاتا لیکن صرف اون ہی نے اپنے والد کو اس سے باز رکہا اور صلاح دی کہ انگریزون سے جو وعدہ ہوا ہے اوسے نہ توڑنا چاہیئے اسلیئے کہ ایسا کرنے سے وہ تمام دنیا مین بدنام ہوجائین گے - میرے چچا کو امید تہی کہ اسکے صلہ مین گورمنٹ برطانیہ اون سے اچہا سلوک کریگی اور اسی غرض سے وہ ہندوستان گیے تہے -

انگریزی گورمنٹ کا برتاؤ جب ایسا پایا تو میرے چچا بنو بہاگ گیے اور سوات پہونچکر نجم الاولیا آخوند احمد کے پاس گیے - وہان تہوڑے عرصہ قیام کرکے دیر اور کوتل لوری کی راہ سے چترال پہونچے اور وہان سے درہ کوتل ہوکر بدخشان پہونچے اور پہر قطاغان اور غوری ہوتے ہوئے باجگاہ آئے - اونکے بخیریت پہونچنے سے مجہے نہایت خوشی ہوئی اور مین نے اون سے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ آپ ہمارے والد کے میرے

ساتھ ہین - ہم نے فوراً سرداران کابل کے ساتھ خط وکتابت شروع کی ! دوسرے روز بعد غوربند کی طرف سے کوہستان پہونچے - مین پہلے لکھ چکا ہون کہ سردار امین خان قتل ہو چکے تھے - اوسی لڑائی مین سردار شریف خان کو بھی امیر شیر علی نے قید کرلیا تھا - اس وقت انھین شریف خان کو رہا کر کے بمقام تتم درہ مجھ سے لڑنے کے لئے بھیجا لیکن جب اونکو میرے چچا کا خط ملا تو وہ چلے آئے اور سلام کیا اور اپنے بھائی سے ملے جو ہمارے ساتھ تھا امیر شیر علی خان کس قدر کوتاہ اندیش تھے کہ ایسے لوگون کو اپنے بھائی کے حامیون سے لڑنے کے لیے بھیجتے تھے -

شریف خان نے اپنی فوج کو رخصت کر دیا اور وہ کابل واپس گئی - مین چارہ کار سے سعید آباد ہوکر تتم درہ مین داخل ہوا - موسم سرما شروع ہو گیا تھا اور کمر تک برف زمین پر پڑی ہوئی تھی - سوارون کی مدد سے مین نے اونٹون کے لیے سڑک صاف کرائی اور اونکے پیرون سے برف دب گئی اس کے بعد پیدل فوج اوس پر سے گذری انھین مین توپخانہ بھی بڑی دقت سے کھینچکر لایا گیا -

راہ اس قدر دشوار تھی کہ روز دو گھنٹہ سے زیادہ نہین چل سکتے تھے اور اسیلیے پیشقدمی سستی کے ساتھ ہوئی لیکن آخر شہر چہار آسیاب پہونچگئے شیر علی خان کی فوج بمقام خواجہ تھی - مین نے پہاڑیون سے فائدہ اوٹھایا اور اپنی فوج چوٹیون پر نصب کی جہان تھوڑی دیر دشمن کی جانب سے تقدیم کا انتظار کیا گیا لیکن کوئی کارروائی اودھر سے ظہور مین نہ آئی مین نے دوربین سے دیکھا کہ کابل کو حملہ سے محفوظ رکھنے کے لیے کسی قسم کا انتظام نہین کیا گیا ہے -

رات اوسی مقام پر بسر کی - دوسرے دن صبح پسر امیر شیر علی خان کا کابل سے خط آیا جسمین لکھا تھا کہ اگر کابل پر چالیس روز تک حملہ نکرو تو مین تمہارے والد کو قید سے

رہا کردونگا اور ترکستان بھی چھوڑ دونگا۔ اسے مین نے منظور کرلیا۔ اس لیے کہ کثرت
برف مین لڑنا نہایت ہی دشوار ہوتا اور دوسرے اگر وہ اپنے وعدہ کے سچے نکلے تو
ہملوگ موسم بہار مین بلخ واپس جاسکین گے۔ اسی درمیان مین سردار محمد رفیق خان
اور جنرل شیخ میر جو سردار ابراہیم کے درباری تھے آپس مین لڑے تھے اور چونکہ شیخ میر
کے ہوا خواہون کی تعداد زیادہ تھی محمد رفیق کو شکست ہوئی تھی۔ یہ محمد رفیق نہایت
ہوشیار شخص تھا اور امیر شیر علیخان کا وزیر تھا اس شکست کے بعد اوسے معلوم ہوا کہ اوسکی
جان لینے کے لیے بعض لوگون نے سازش کی تھی اسیلیے وہ کابل سے شب کے
وقت بھاگا اور تگاؤ مین پناہ لی۔ جب مین چارہ کار پہونچا تو وہ مجھے وہان ملا تھا اور اوس سے
امیر شیر علی خان کی بد انتظامی کا پورا حال معلوم ہوا۔ یہ شخص اوسوقت بھی ہمارے ساتھ
تھا اور چالیس دن تک حملہ نکرنے کے عہد و پیمان کے بعد ہماری فوج کے ساتھ کوہستان
واپس آیا۔ میرے چچا چارہ کار مین رہے جو کابل سے ستائیس میل ہے۔
ماہ مارچ آپہونچا اور امیر شیر علی خان کے بیٹے کے وعدہ کی مدت بھی منقضی ہوگئی جب
مین نے دیکھا کہ ایفاے وعدہ کی کوئی امید اوسطرف سے نہین تو کابل پر پیشقدمی کی
اور قلعہ دودہ مست پہونچگیا۔ عظیم الدین خان جو ایک ہزار ملیشیا کے ساتھ میرے مقابلہ
کو بھیجا گیا تھا دو چار گولیان چلنے کے بعد کابل واپس گیا۔ میرے چچا بہت سے سپاہیون
کے ساتھ کابل مین داخل ہوئے[۵۱] اور جب سردار شیرین خان کے مکان مین پہونچے تو
وزرا اور سردارون نے حاضر ہوکر اطاعت قبول کی ادہر سردار ابراہیم خان نے قلعہ کابل
کو خوب مضبوط کیا تھا جسکی وجہ سے میری فوج نے نوروز تک اوسکا محاصرہ کیا لیکن اخیر
مین جنرل شیخ میر اور دوسرے لوگون نے دروازے کہولدے۔ پس امیر شیر علی خان نے

[۵۱] فروری ۱۸۶۶ء

جو اوس وقت حرم سرا مین تہا باہر آکر ہمکو سلام کیا۔ غرضکہ ہم کابل پر قابض ہو گیے اور امیر شیر علی خان قندہار بہاگ گیا۔

چھ ہفتہ بعد خبر آئی کہ امیر شیر علی فوج لے کر ہماری طرف آرہے ہین۔ مین نے اپنی فوج کو تیار رکہا تہا۔ سوارون کے تین حصے کئے ایک حصہ کابل مین چچا کے پاس چھوڑا اور دو حصے ساتھ لے کر کوہ سنگ سنگ کی جانب روانہ ہوا۔ کابل مین سوار رکہنے کی یہ وجہ تہی کہ فتح محمد خان کی ایک لڑکی کابل پر جلال آباد کی طرف سے حملہ کر رہی تہی جبانکہ فوج موسم سرما مین رہ چکی تہی۔ تین ہزار سپاہی اور بہی جو مین نے حال مین نوکر رکہے تہے چچا کے پاس چھوڑے اور نو ہزار سوار اور تیس توپین اپنے ہمراہ لین۔ میر رفیق خان کو حکم دیا کہ میرے ہمراہ غزنی چلے اور شیخ میر کو چچا کے ساتھ کابل رہنے دیا۔ جب غزنی پہونچا تو دیکہا کہ نذر خان وردک نے پیشتر ہی سے قلعہ مضبوط کر لیا تہا۔ مین نے اوسکا محاصرہ کیا لیکن وہ نہایت مستحکم تہا اور میرے خچر باتری کی توپون سے فتح نہین ہو سکتا تہا۔ اس لیے مین نے مناسب نہ سمجہا کہ گولہ بارود اوسپر ضایع کرون جو کہ میرے پاس وافر نہ تہا۔ اودہر محصورین کی ہمت بہی اس وجہ سے زیادہ ہو رہی تہی کہ اونکے امیر کے پاس سے روزانہ خبر آتی تہی کہ چالیس ہزار فوج کے ساتھ وہ اونکی امداد کو آرہے ہین۔ غرضکہ گیارہ دن تک کچھ نہ کیا گیا حتیٰ کہ امیر شیر علی خان کی فوج غزنی سے ایک کوچ کے فاصلہ پر آپہونچی۔ میرے مخبرون نے مجھے اطلاع دی کہ امیر شیر علی خان کی فوج کی تعداد چالیس ہزار تہی اور نہایت تعلیم یافتہ تہی۔ یہ سنکر مین نے میر رفیق خان سے مشورہ کیا اور یہ راے قرار پائی کہ اتنی بڑی فوج سے کہلے میدان مین لڑنا ہماری تہوڑی فوج کے لیے ناممکن ہے اس لیے ہم ایک تنگ درہ مین واپس گیے جہانکہ ہماری قلیل التعداد فوج کو بہتر موقع لڑنے کا مل سکتا تہا اولاً میر رفیق نے اس تجویز سے اختلاف کیا تہا اس لیئے کہ واپس جانے

سے سپاہیون کے دل ٹوٹ جائین گے اور ممکن ہے کہ وہ ہمین چھوڑکر چلے جائین لیکن
مین نے اس اعتراض کی تردید کی اور سمجہایا کہ میری فوج کو ایسی تعلیم دیگئی ہے کہ جہان مین
جاؤن میرے ہمراہ چلے معمولی افغانی سپاہی اوسمین شامل نہین ہین - سعید آباد ایک تنگ
درہ تہا اور اوسکے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چہوٹی چہوٹی پہاڑیان تہین -
ہم اوسی شب وہان پہونچے - جس وقت کہ ہم سعید آباد واپس جارہے تہے امیر شیر علیخان نے
دس ہزار ہراتی اور قندہاری سوارون کو ہمارے عقب پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور یہ بہی ہدایت
کی کہ کابل والی سڑک پر قبضہ کرلین تاکہ دوسرے روز اگر وہ فتحیاب ہون تو ہمارے بہاگنے
کی راہ مسدود ہو جائے - دشمن کی فوج کے ان حصون سے میرے چہہ سو سپاہیون سے
مقابلہ ہوگیا جنہین مین نے بطور ہراول کے آگے بہیجا تہا - میرے سوار دلیری سے لڑے
اور آہستہ آہستہ پیچہے ہٹتے گیے اور مجھے اپنی مشکل کی اطلاع بہی دی - مین نے خبر پاتے
ہی دو پلٹنین پیدلون کی اونکی مدد کو بہیجین جو کہ اچانک جا پہونچین اور چونکہ امیر شیر علیخان
کے سوار سب ایک ہی جگہہ جمع تہے تہوڑی سی گولیون نے اونہین بہت نقصان پہنچایا
اور وہ بہاگ کہڑے ہوئے - میرے سپاہی خوشی خوشی مال غنیمت لے کر واپس آئے
اور ہم سعید آباد کی طرف پہر روانہ ہوئے -

جب امیر شیر علی خان نے اس شکست کی خبر سنی تو اوسی قدر سپاہی اپنی فوج کی مدد
کے لیے روانہ کیے لیکن اونہون نے آکر میدان خالی پایا اور میری فوج کو واپس جاتے
دیکہا - اسلیے وہ خود واپس چلے گیے اور امیر کو مژدہ سنایا کہ اونکی فوج کی کثرت دیکہکر مین نے
ہمت ہاردی تہی اور لڑائی سے منہ موڑکر بہاگا جاتا تہا - یہ سنکر امیر نے حکم دیا کہ فتح کی خوشی
مین سلامی فیر کی جائے اور سوارون کو تعاقب کے لیے بہیجکر ہدایت کی کہ مجھے گرفتار کرلین
نو بجے دن کے ہم شش گاؤ پہونچے تو یہ سوار ہمین اچانک دکہلائی دئے - مین سدا ور

باربرداری کے سامان کے پیچھے پیچھے کوچ کرتا تہا اور چار پلٹنین اور بارہ خچر باتری کی توپین میرے ساتہہ تہین - سردار رفیق کو ایک حصے کے ساتہہ اسباب کے داہنی طرف تعینات کیا تہا اور جنرل نظیر اور عبدالرحیم آگے آگے تہے - جب دشمن کے سوار قریب پہونچے توپین نے بہت تیزی کے ساتہہ بڑہنا شروع کیا اور سڑک کے کنارے ایک بڑے غار مین ایک پلٹن پوشیدہ کردی اور حکم دیدیا کہ میری توپون کی آواز سنتے ہی بندوقین چلانے کے لیے تیار ہوجائین - اسکے بعد مین نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ آہستہ چلین اور جیسے ہی دشمن کی فوج کو دیکہا کہ غار کے سامنے ہے اپنی بارہ توپون کے منہ اونکی طرف پہیر دیئے اور گولہ باری شروع کردی - ساتہہ ہی چہپی ہوئی پلٹن نے جو کہ دشمن کے بالکل قریب تہی گولیان چلائین جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر شیر علیخان کے ایک ہزار سوار کم آئے اور تہوڑے سے مقابلہ کے بعد باقی سوارون نے پشت دکہائی - لیکن بہت جلد وہ پہر سنبہل گیے اور میری فوج کے پیچہے پڑے لیکن اونہین حملہ کرنے کی ہمت نہوئی - تہوڑی دور تک وہ اسی طرح ساتہہ آئے یہانتک کہ مین نے ایک ہزار سوارون کو اونپر حملہ کرنیکا حکم دیا - اسمین مجہے کامیابی ہوئی اور ڈیڑہ سو سوار دشمن کے قید کرلیے - لیکن اون لوگون کو مین نے رہا کردیا اور کہدیا کہ میری تعلیم یافتہ فوج کا مقابلہ کرنا ناممکن اور فضول تہا - میرا اچہا سلوک اور میرے سپاہیون کی دلیری دیکہکر وہ شیر علی خان کے پاس واپس گیے - راہ مین اہل ملک کے سو آدمی اونہون نے قتل کیے اور اونکے سر کاٹ کر ہمراہ لے گیے - اور امیر شیر علی خان کو دکہلا کر کہا کہ یہ افغان سوارون کے سر ہین - لیکن زیادہ عرصہ نہ گذرا تہا کہ مقتولین کے رشتہ دار پہونچے اور امیر شیر علیخان کے پاس اونکے سوارون کے ظلم کی شکایت کی - اونکی فریاد سنکر اونہون نے رسالہ کے افسر اعلیٰ کو بلایا اور حقیقت حال دریافت کی - اوس نے کہا کہ عبدالرحمن کے سپاہیون سے لڑنا بہت مشکل ہے اگر لڑائی کسی صحرا مین ہوئی ہوتی تو اوسکے سوار گہر گیے

ہوتے اور ایک بہی نہ بہاگ سکتا۔

امیر شیر علی خان غزنی کی طرف روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر چار روز قیام کیا اور میرے والد کو قلعہ مین مقید کر کے میری طرف جانب سعید آباد بڑہے۔ سعید آباد مین مینے ایک مضبوط مقام منتخب کیا تہا اور پہاڑیون کی چوٹیون پر توپین نصب کر کے لڑائی کا انتظام کیا تہا چار روز کوچ کر کے امیر ہمارے مورچون کے سامنے آکر ٹہہرے۔ مین نے اس سے پہلے ایک گانون انجی نامی اس غرض سے لوٹا تہا کہ فوج کے لیے بیس روز کا سامان رسد مہیا کرون۔ اس گانون کے لوگون نے مجہے کہانے پینے کی چیزین خریدنے سے روکا تہا۔ میری فوج کی تعداد سات ہزار تہی اور امیر کے پاس پچیس ہزار سپاہی اور پچاس توپین تہین۔ بہت جلد نہایت زور شور سے لڑائی شروع ہوگئی بندوقون اور توپون کے دہوئین سے آفتاب تک پوشیدہ ہوگیا اور چار بجے شام کو جنگ موقوف ہوئی۔ میرے دو ہزار آدمی زخمی ہوئے اور مارے گیے لیکن امیر شیر علیخان کا نقصان تخمیناً اس سے سہ چند ہوا[51]۔ جیسے ہی مجہے یقین ہوا کہ خداوند کریم نے مجہے فتحیاب کیا مین نے چند تیز سوار غزنی بہیجے کہ میرے والد کو قید سے رہا کردین۔ لیکن اون کے پہونچنے کے پہلے ہی سنتریون نے میری فتح کی خبر پاکر والد کو رہا کر کے اطاعت قبول کی تہی دیگر سردار جو والد کے ساتہہ رہا ہوئے وہ یہ تہے:۔

سردار سرور خان پسر سردار اعظم خان۔ سردار شاہنواز خان۔ سردار سکندر خان اونکے چچا۔ اور محمد عمر برادر سردار سلطان جان گورنر ہرات۔ آخر الذکر دو تین اشخاص ہرات مین گرفتار کیے گیے تہے۔ امیر شیر علی خان قلعہ غزنی ہمارے قبضہ مین چہوڑ کر قندہار بہاگ گیے اور اونکے شکست پاتے ہی اونکا رسالہ جو اصل مین میرے والد کا تہا، اونہین چہوڑ کر ہماری طرف آگیا۔

---

[51] ۱۰ مئی سنہ ۱۸۶۶ء۔

لڑائی شروع ہونے کے پہلے مین نے چچا کو لکھا تھا کہ اگر میری مدد کرین اور حالانکہ وہ میرے قریب پہونچ گئے تھے میرے شریک نہوئے اور دور ہی سے جنگ کی کیفیت دیکھتے رہے۔ اونکا بیٹا سردار محمد عزیز خان جسکی عمر صرف سترہ سال تھی میری طرف نہایت دلیری سے لڑا۔ میرے والد نے بھی اس فتح پر اظہار خوشی کیا اور مجھے خط لکھا جسے پاکر مین نہایت خوش ہوا اور خدا کی حمد و ثنا کی۔ جواب مین مین نے لکھا کہ اگر اجازت ہو تو حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کرون لیکن اونہون نے منظور نہ کیا اور فرمایا کہ تم فوج سے علیحدہ نہ ہو مین خود بہت جلد آکر تم سے ملونگا۔

میرے سپاہیون نے چار روز تک امیر شیر علی خان کا خزانہ اور اسباب لوٹا اور پانچوین روز میرے والد تشریف لائے۔ مین نے معہ اپنی کل فوج کے اونکا استقبال کیا۔ گھوڑے سے اوترکر اون کے قدمون کو بوسہ دیا اور اونکی رہائی پر خدا کا شکر ادا کیا۔ دوسرے دن مین نے ہرات تک امیر شیر علی خان کے تعاقب کرنیکا مصمم ارادہ کرلیا اور والد نے میری غیر حاضری مین دیگر امور کی نگرانی اور انتظام اپنے ذمہ لینا قبول فرمایا لیکن میرے چچا نے میرے جانے کی مخالفت کی۔ یہ دیکھکر مجھے غصہ آیا اور مین نے کہدیا کہ اگر آپ خطرات جنگ سے محفوظ رہنا چاہتے ہین تو امیر شیر علیخان کے گرفتار ہونے کے بعد مجھ سے آکر ملیئے گا لیکن میرے چچا کے اعتراضات کا والد پر بھی اثر ہوا اور اونہون نے بھی اون سے اتفاق کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنا ارادہ فسخ کرنا پڑا اور ہم سب کابل روانہ ہوئے۔ وہان کے لوگون نے نہایت خوشی سے ہمارا استقبال کیا اور بہت کچھ خیرات بھی کی۔ ہم محل مین داخل ہوئے اور مین نے والد کے نام کا خطبہ پڑھا۔ تمام سردار جمع ہوکر اونہین امیری کی مبارکباد دینے کے لیے آئے اور کہا کہ چونکہ آپ امیر دوست محمد خان کے بڑے بیٹے ہین اور اونکے بعد آپ ہی حقدار ہین اسلیے ہم نہایت خوشی سے آپکو اپنا فرمانروا تسلیم

کرتے ہین - نیز یہہ کہ صرف چند فوجی افسرون نے شیر علی خان کو امیر گردانا تہا ورنہ اونکی حکومت سے کوئی راضی نہ تہا اور اپنے حقیقی بہائی کو مار ڈالنے اور میرے والد کو قید کرنے کے سبب خلاف تہے - اسلیے کہ والد اون سے عمر مین بڑے تہے اور عزت و تعظیم کے مستحق تہے - شیر علی خان کے بیٹے کے مارے جانے کا ہم سب نے افسوس کیا لیکن یہ اون کے گناہون کا نتیجہ تہا -

موسم گرما نہایت خوشی کے ساتہہ اچھی طرح بسر ہوا - میرے والد ملکی انتظام کرتے تہے اور مین اور چچا فوج کے نگران تہے - موسم خزان مین والد نے مجہسے کہا کہ شیر علی خان نے قندہار سے کابل پر چڑہائی کرنے کی تیاریان کی ہین مین نے جواب دیا کہ اگر بعد فتح کے مجہے اونکے تعاقب کی اجازت دیگئی ہوتی تو پہر دوبارہ وہ لڑائی کا انتظام ہرگز نہ کرسکتے - تب اونہون نے دریافت کیا کہ کتنے دن مین تم روانہ ہونے کے لیے تیار ہوسکتے ہو - مین نے کہا کہ مین پہلے ہی سمجہا ہوا تہا کہ یہ واقعہ ضرور پیش آئیگا اور اس لیے تمام انتظام درست کر رکہا ہے - اور آج ہی روانہ ہوسکتا ہون - وہ سخت متعجب ہوئے اور کہا یہ پہلی مرتبہ ہے کہ افغانی فوج جس روز اعلان جنگ ہوا اوسی روز روانہ ہونے کے لیے تیار ہے - مین والد کی حضوری مین رہا اور ضروری احکام جاری کردیئے - چار گہنٹے مین بارہ ہزار سپاہی محل کے قریب جمع ہوگئے اور مین دوپہر کو روانہ ہوا - میرے روانہ ہونے سے پہلے والد نے فوج کا خود معائنہ کیا اور میرے انتظام مین کسی قسم کی خامی نہ پائی - اسکے بعد وہ میرے چچا سے مخاطب ہوئے اور پوچہا کہ آپ کی فوج ہمراہ جانے کو تیار ہے یا نہین - جواب ملا کہ سوائے خیمون کے اور کوئی سامان تیار نہین لیکن ایک مہینے مین تمام انتظام ہوجائیگا - مین نے کہا کہ غزنی مین آپ کا انتظار کرونگا اور والد کے ہاتہہ کو بوسہ دیکر اوس طرف روانہ ہوا - وہان بیس روز قیام کے بعد مین نے سنا کہ شیر علی خان

کلات تو خنی ہو پہنچگئے ہین - یہ خبر پاکر مین نے والد کو لکھا کہ چچا کب آئین گے اس لیے کہ اونکے ساتھہ صرف تین ہزار سوار ہونگے اور اتنے تہوڑے آدمیون کے لیئے میری فوج کا پڑا رہنا قابل افسوس تہا - مین نے یہہ بھی عرض کیا کہ میرے پاس سوار صرف چار ہزار ہین اور چونکہ یہہ کافی ہونگے اسیلئے اگر چچا کے آنے مین دیر ہو تو تہوڑے سوار میرے پاس فوراً بہیجدیئے جائین - خط بہیجکر مین نگر روانہ ہوا - شیر علیخان کو جب یہہ خبر ہوئی تو اونہون نے کلات مستحکم کیا اور وہین رہے - مگر مین بارہ روز چچا کا انتظار کر کے مین کلات کی طرف ٹہرا -

دوسرے روز شیر علی خان نے دس ہزار سوار زیر کمان شاہ پسند خان اور فتح محمد میری خیمہ گاہ کے چارو نطرف ملک لوٹنے کے لیے مقرر کیے - مین نے ایک مخبر سے سنا کہ یہ لوگ چھہ میل کے فاصلہ پر پوشیدہ تہے اور پہر آگے بڑہکر چشمہ پنجاب نامی مقام پر معلوم ہوا کہ اونہون نے شب ایک پرانے قلعہ مین بسر کی - مین نے جنرل نظیر خان اور عبدالرحیم کو ایک ہزار رسالہ کے سوار ایک ہزار درانی سوار - دو پلٹن پیدل - اور چھہ توپین دیکر قلعہ پر رات کو حملہ کرنے کے لیے بہیجا - اونہون نے اسکی تعمیل کی اور دشمن کی فوج گہبرا کر بہاگی - تین سو آدمی مارے گئے اور ایک ہزار قیدی ہاتہہ آئے - میری فوج کا صرف ایک شخص ضایع ہوا اسیلیے کہ دشمن کی فوج نے لڑنے کی ہمت نہ کی بلکہ سراسیمگی کے ساتھہ بہاگ کہڑی ہوئی - یہ قیدی مین نے غزنی بہیجدیئے - شیر علی خان یہہ بری خبر پاکر نہایت افسردہ ہوئے اور گیارہ روز تک لڑائی کی کوشش نہ کی - اس درمیان مین میرے چچا بھی سوار اور پیدل فوج سے کر آپہونچے اور اون سے مین نے اس واقعہ کا ذکر کیا - جس مقام پر ہم تہے وہان سے دو سڑکین جاتی تہین ایک کلات غلزئی ہو کر قندہار کو اور دوسری قوم ہوتکی کے ملک سے نادہ ارغستان مین اور پہر منڈی حصار ہو کر قندہار

ان دونون سڑکون کو ایک بلند پہاڑ ایک دوسرے سے علیحدہ کرتا ہے اسلیے مجھے
خیال ہوا کہ چونکہ شیر علی خان نے کلات کے مضبوط کرنے مین بڑی محنت کی تھی اگر ہم
ارغستان والی سڑک سے کوچ کرین تو اونکی تمام محنت بیکار ہو جاے گی۔ مین نے
چچا سے اسکا ذکر کیا۔ اونہون نے میری راے سے اتفاق کیا اور ہم اوسی سڑک
سے روانہ ہوے۔

مین عموماً کوچ اس طریقہ سے کیا کرتا تھا کہ باربرداری وغیرہ کا سامان آگے بھیجدیتا تھا
اور حکم دیدیتا تھا کہ جب تک مین نہ پہونچون کوئی چیز نہ اوتاری جاے۔ اسکے بعد ہی
جنرل نظیر خان عبدالرحیم اور چند دیگر افسر ہوتے تھے اور مین خود فوج کے بازو پر رہتا تھا
تاکہ یمین و یسار سے حملہ ہو تو اوسے روک سکون۔ دیوالک ایک مقام پر پہونچکر مین نے
فوج کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ مین اور چچا ایک چوتھائی میل کے فاصلہ پر پیچھے رہے اور صرف
دو سو سوار دو توپین ہمارے ساتھ تھین۔ اوسوقت چند سوارون نے مجھ سے آکر کہا کہ ایک
گلہ بھیڑونکا ہماری جانب آرہا ہے لیکن مین نے دوربین لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دشمن کی
فوج کا ایک حصہ تھا۔ مین نے اپنے دو سو سوارون کو حکم دیا کہ چار چار پانچ پانچ ایک ساتھ
ہوکر پہاڑی پر چڑہین اور اوترین تاکہ معلوم ہو کہ اونکی تعداد زیادہ ہے اور عبدالرحیم کو کہلا بھیجا
کہ فوراً ہماری امداد کو آے اور لڑائی کی تیاری کرے۔ تھوڑے عرصہ مین شیر علی خان کی پوری
فوج اس ترتیب کے ساتھ دکھلائی دی۔ دس ہزار ہشت رود کے سوار۔ تین ہزار ہرات کے۔ دس ہزار
قندہاری اور چار ہزار شیر علی خان کے اپنے کابل کے سوار۔ یہ سب ہماری طرف بڑہے چلے
آتے تھے۔ میرے افسرون نے آکر مجھے صلاح دی کہ سوار ہوکر فوج سے ملجایئے لیکن
مین نے اس بنا پر عذر کیا کہ دشمن کو ہماری قلیل التعدادی معلوم ہو جاے گی اور اوسکے سوار
ہمارے جانے کی راہ مسدود کر دینگے۔ برخلاف اسکے اگر ہم برابر چلتے پھرتے رہین اور مختلف

موقعون پر آگ جلائین تو حملہ کرنے سے پہلے وہ ہماری اصلی تعداد دریافت کرنے مین کچہہ وقت
صرف کرین گے الغرض وہ راضی ہو گیے لیکن اونکو یہ نہ معلوم تہا کہ مین کس قدر بے قرار
ہو رہا تہا اور مجھے کتنا اضطراب تہا۔ اودہر تو دشمن کی فوج لڑائی کے لیئے صف آرا ہو رہی تہی
لیکن ظاہرا اس وجہ سے توقف کرتی تہی کہ پہلے ہماری تعداد معلوم ہو جاوے اور ادہر میری
فوج اتنی دور تہی کہ اگر مین کسی کو اوسکے بلانے کے لیے بہیجتا تو اوسکے پہونچنے اور فوج کے
آنے مین دیر ہوتی۔ آخر شب مین نے عبدالرحیم کو دور آتے ہوئے دیکہا لیکن اوسکے پہونچنے
سے پہلے ہی دشمن نے ہماری توپون پر حملہ کر دیا اسلیے کہ دو توپون کا بہت کم اثر اتنی بڑی
فوج پر ہو سکتا تہا اور دو توپچیون کو مار کر اور ایک کو زخمی کر کے اونپر قبضہ کر لیا۔ باقی توپچی بہاگ
گیے جس وقت کہ میری توپین کہینچکر لیجا رہے تہے مین نے چار پلٹنین زیر حکم عبدالرحیم اونہین
چارون طرف سے گہیر لینے کے لیے بہیجین۔ اس جد وجہد مین پانچ سو آدمی اور بہت سے
گہوڑے دشمن کے مارے گئے اور ہم نے توپین چہین لین باقی ماندہ سوارون کا مین نے کلات
کی دکہن جانب تعاقب کیا۔ یہ سوار سہ پہر کے وقت کسی قدر دیر سے قریہ تلہ نامی تک پہونچکر
ٹہہر گیے اور طلیق سر نامی پہاڑیون پر مقیم ہوئے۔ ہم بہی قریب ہی خیمہ زن ہوئے جہان سے
شیر علی خان کو قلعہ کلات مین بلا دوربین کی مدد کے دیکہہ سکتے تہے۔ مین نے دیکہا کہ ہزیمت
خوردہ سوارون کو دیکہکر باقی فوج پست ہمت ہو گئی ہے اور سپاہی اپنے مورچون مین بیدلی سے
چل پہر رہے ہین۔ مین نے نہایت دشواری سے اپنی فوج کو صف آرا کیا اور توپین نصب
کرنے کے لیے پہاڑیان منتخب کین میرے پاس اوس وقت بارہ پلٹنین چہہ چہہ سو سوارون
کی۔ دو ہزار رسالہ کے سوار اور ایک ہزار درانی سوار تہے۔ باقی فوج پیچہے خیمہ زن تہی۔ شام
تک مین پہاڑی پر کہڑا رہا اوسکے بعد نیچے اوتر آیا اور دشمن کو اسکی خبر بہی نہ ہوئی۔ پہرا اندہیرا ہوتے
ہی واپس ہوا اور دونبجے شب کو اپنی پوری فوج سے آملا۔ خدا کا شکر ہے کہ اوس وقت سے

صبح دس بجے تک خوب بارش ہوئی جسکی وجہ سے سڑکین کیچڑ سے بہر گیئین اور خیمے تر ہو گیے
دو روز وہان قیام کرکے ہم قندہار کی طرف روانہ ہوئے اور یہ خبر پاکر شیر علی خان بہی اوسی
جانب چلے لیکن چونکہ ہم دونون مین ایک سلسلہ پہاڑون کا حائل تہا اس ییلیے اون کی
فوج ایک جانب کوچ کرتی تہی اور میری دوسری جانب۔ ہم کو امید نہی کہ شیر علی خان
سے پہلے قندہار پہونچ جائین گے اور اون کا ارادہ تہا کہ ہمین راستہ ہی مین وہان
پہونچنے سے باز رکہین۔ اسیطرح پانچ روز متواتر ہم چلتے رہے۔ دونون فوجین ایک
دوسرے سے پانچہزار قدم کے فاصلہ پر تہین لیکن ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لیے
کوئی بہی تیار نہ تہی۔

پانچوین روز ہم ایک ایسے مقام پر پہونچے جوکہ لڑائی کے لیئے نہایت موزون تہا اور
شیر علی خان نے بہی وہان قیام کیا۔ کچہ توپین جھنڈون کے ساتہ پہاڑیون کی چوٹیون پر
نصب کین اور باقی پیچہے چہپا دین۔ ضرورت سے زیادہ اسباب وسامان آگے بہیجدیا اور
اور جنرل نظیر اور عبدالرحیم کو حکم دیا کہ تین پلٹنین پیدلون کی اور ایک ہزار ملیشیا کے سپاہی لیکر
اون غارون پر قبضہ کرلین جوکہ اوس سڑک کے کنارہ تہے جس سے کہ شیر علی خان آئین گے
یہ دیکہکر کہ مین نے سڑک پر قبضہ کر لیا ہے شیر علی خان لڑنے پر مجبور ہوئے اور اپنی فوج کو
جنگ کے لیئے آراستہ کیا۔ لیکن یہ دیکہکر کہ چوٹیون پر صرف تہوڑے ہی آدمی تہے اور
سامان باربرداری وغیرہ آگے چلا گیا تہا اونہون نے اپنے افسرون سے کہا کہ ایک ہی حملہ
کرین اسیلئے کہ دشمن کی فوج زیادہ نہ تہی۔ یہ کہکر اونہون نے پہاڑ کی چوٹیون پر جو میرے سوار
تہے اون پر حملہ کیا اور ساتہ ہی جو فوج کہ پوشیدہ تہی اوسکے باہر نکلنے کا حکم دیا جس وقت
کہ لڑائی بڑے شد و مد کے ساتہ ہو رہی تہی اور دونون فوجین خستہ ہو چلی تہین
مین نے عبدالرحیم اور جنرل نظیر کو بلایا اور اونہون نے دشمن کے بازو اور عقب پر حملہ کیا

اس کے تھوڑے سے ہی دیر بعد شیر علی خان کی فوج کے پاؤن اوکھڑ گئے اور وہ قندہار کی طرف بھاگی۔ مین نے سوارون کو دشمن کا اسباب وسامان لوٹنے دیا پینتیس توپین بھی ہمارے ہاتھ آئین۔ اسکے بعد مین اپنی خیمہ گاہ واپس آیا جو کہ تیرہ میل کے فاصلہ پر تھی اور خوب لنبی نیند سویا اس لیئے کہ گذشتہ پندرہ روز کی کشمکش واضطراب و دشمن کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے کسی روز دو تین گھنٹے سے زیادہ نہین سویا تھا۔ دوسرے دن شام کے وقت میری آنکھ کھلی لیکن کھانا کھاکر پھر سو رہا اور دوسری صبح کو جاگا۔ اتنا سونے کے بعد میری طبیعت بالکل درست ہوگئی اور اپنی فتحیابی پر خداوند کریم کا شکر ادا کیا۔

دوسرے روز چچا کے ساتھ قندہار کی طرف روانہ ہوا اور پانچوین دن وہان پہونچگیا شیر علی خان سیدھے ہرات بھاگے۔ قندہار پہونچکر میرے چچا نے کابل جانیکا اشتیاق ظاہر کیا اور کہا کہ تم یہین رہو۔ لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ مین کابل جاؤنگا اور آپ یہان گورنر رہین۔ مین نے باربرداری کے جانورون اور اپنے ساتھیون اور توپخانہ کے لیئے گھوڑون کا انتظام کیا اس لیئے کہ موسم سرما مین میرے ساتھ کے جانور نہایت کمزور ہوگئے تھے اور چرنے اور فربہ ہونے کے لیئے چھوڑ دیئے گئے تھے۔

اس موقع پر اپنے چچا کی فوج کے ایک افسر فتح محمد پسر سلطان احمد خان کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ جنگ ہرات مین سلطان احمد خان کو شیر علی خان نے گرفتار کرلیا تھا لیکن میرے والد نے اوسے رہا کر کے ہزارہ جات کا گورنر مقرر کردیا تھا۔ یہ شخص اوس عہدہ سے دست بردار ہوکر چلا آیا۔ اور شیر علی خان سے جا ملا۔ اونہون نے اوسے اپنے رسالہ کا سردار مقرر کیا اور اس لڑائی مین وہ برابر میرے مقابل رہا ایسے

شخص کی نسبت کیا راے قایم کی جا سکتی ہے جو اپنے آزادی دہندہ اور محسن سے لڑے اور جس نے اوسے قید کیا تہا اوسکا طرفدار ہو؟

سچ ہے ایک بدطینت شخص تعلیم و تربیت سے کبھی درست نہین ہو سکتا باغون مین گل بوٹے پیدا ہوتے ہین اور جنگلون مین خار ؎

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس

باران کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

باب چہارم

شیر علی خان سے مقابلہ
و
حالات امیر محمد اعظم خان

سنہ ۱۸۶۷-۷۰ء

اب بلخ کا حال سنئے مین بیان کر چکا ہون کہ اوس ملک کو فتح کر کے مین نے فیض محمد ناظر
حیدر خان اور جنرل علی عسکر خان کو وہان کا گورنر مقرر کیا تہا جب مین بامیان پہونچا تو سنا کہ
ان تینون اشخاص مین آپسمین ناچاقی ہے مین نے اونہین لکہہ بہیجا کہ ایسے وقت مین
جبکہ مین کابل پر حملہ کرنے والا ہون - آپس کی پرخاش سے باز رہین - موسم سرما مین مینے
فیض محمد کو لکہا کہ ایک ہزار بار برداری کے ٹٹو بہیجدے لیکن اوس نمکحرام نے یہ دیکہکر کہ مین
جنگ مین مصروف ہون انکار کیا - فتح سعید آباد کے بعد میرے والد نے اوسے لکہا
کہ اگر ابن سے ملاقات کرے اس سے بہی اوس نے انکار کیا - اسی درمیان مین نے

چچیرے بھائی سردار سرور خان آٹھ ہزار سوار اور غلام علی خان کے ہمراہ ہزارہ کا انتظام
کرنے کے لیئے بامیان بھیجے گئے تھے اور اسی زمانہ مین شیر علی خان قندہار سے غزنی
جارہے تھے کہ کلات مین مین نے اونکا مقابلہ کیا جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہون۔

سردار فیض محمد روز بروز زیادہ تکلیف دینے لگا اور مجبور ہوکر میرے والد نے سرور خان
کو او سپر فوج کشی کا حکم دیا۔ وہ فوراً بلخ روانہ ہوئے اور ہیبک سے پانچ کوح کے فاصلہ
پر آب کلی نامی گانون مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ سرور خان نے شکست کھائی لیکن
دوبارہ فوج جمع کرکے پھر باجگاہ مین لڑے لیکن اس مرتبہ بھی فیض محمد کو فتح ہوئی۔ سردار
سرور خان بھاگ گئے اور بہت سے افسر اور سپاہی فیض محمد نے قید کرلیئے۔ نائب غلام
اور غلام علیخان اور دو یا تین بڑے افسرون کو اوس نے قتل کر دیا۔ اسکے بعد وہ قطغان
و بدخشان کی طرف واپس گیا اور میر جہاندار سے یہ دونون ملک خفیف لڑائی کے بعد چھین لیئے
میر جہاندار میرے والد کے پاس کابل شکایت کرنے کے لیئے گیا لیکن اونکے پاس خود فوج
نہ تھی اور چونکہ معلوم ہوا کہ فیض محمد کابل کی طرف بڑھ رہا ہے اونھون نے اوسے روکنے کے
لیئے مجھے لکھا۔ گو مین اوسوقت عارضۂ گردہ کی وجہ سے نہایت کمزور تھا تاہم خط پاتے ہی
فوراً روانہ ہوا۔ گھوڑے پر سوار نہین ہو سکتا تھا۔ اس لیئے تخت روان پر چلا اور ڈبل کوچ کرکے
پانچوین دن غزنی پہونچ گیا۔

وہان والد کا ایک خط ملا جسمین لکھا تھا کہ چندان جلدی کی ضرورت نہین ہے اس لیئے
کہ تکمران فیض محمد بلخ اور قطغان کی طرف واپس چلا گیا تھا مجھے یہ سنکر خوشی ہوئی اس لیئے کہ گو
مین اچھا ہو گیا تھا لیکن میری فوج دوہرے کوچون کی وجہ سے بہت تھک گئی تھی۔ پانچ روز
غزنی مین ٹھیر کر مین کابل روانہ ہوا۔ والد نے بہت سے لوگ میرے استقبال کے لیئے بھیجے اور
اون سے بیٹے دوستانہ برتاؤ کیا۔ والد کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور والدہ کی قدمبوسی حاصل کرکے

نہایت خوش ہوا۔ دریاے کابل کے کنارہ مین نے اپنی فوج کو ٹھہرایا۔ روز ایک مرتبہ والدین کو دیکھنے جاتا تہا لیکن ہمیشہ واپس آکر فوج کے ساتہہ سوتا تہا۔ تو حسنکہ اسیطرح رہنے لگا یہانتک کہ موسم گرما آیا اور کابل مین ہیضہ شروع ہوا۔ اوسوقت والد نے فرمایا کہ خیمہ گاہ کی ہوا اچہی نہین بہتر ہے کہ تم بالاحصار جاکر رہو۔ مین نے اپنے سپاہیون کو رخصت کیا اور وہ اپنے اپنے مکان چلے گئے۔ اور خود بالاحصار جاکر اقامت کی۔

زیادہ عرصہ گذرا تہا کہ خبر آئی کہ والد بہی اس وبائی مرض مین مبتلا ہوے اور اس ملک کے جاہل عطارون کی دواؤن کی اونپر آزمایش ہونے لگی یہانتک کہ بخار بہی آگیا اور وہ سخت بیمار ہوگئے ساتہہ ہی یہ بہی سنا گیا کہ شیرعلی خان بلخ پہونچ گئے تہے جہانکہ فیض محمد بہی اون سے ملگیا تہا اور دونون کابل کی طرف بڑہ رہے تہے۔ مین نے فوراً چچا کو اپنے والد کی خطرناک و نازک حالت سے مطلع کیا۔ شیرعلیخان اور فیض محمد کی فوج کشی کا حال لکہا اور عرض کیا کہ گو مین از حد خواہشمند ہون کہ بڑہکر اون دونون سے لڑون لیکن بلا آپکے آئے والد کے پاس سے علیحدہ نہین ہوسکتا۔ عرصہ تک اس خط کا کوئی جواب نہ آیا اس لیے مینے یہ انتظام کیا کہ مخبر تعینات کیے کہ شیرعلیخان کی پیشقدمی کی روزانہ کیفیت مجہہ سے بیان کرین تاکہ جب کابل پہونچنے مین دودن کی راہ باقی رہجاے تو مین باہر نکلکر اون سے لڑون۔

ایک روز مجہے یہ سنکر تعجب ہوا کہ دشمن پنج شیر واپس گیا اور چاہتا تہا کہ یکایک کوہستان کابل مین داخل ہو۔ یہ سنکر مین والد سے رخصت ہوا اور چارہ کار روانہ ہوا۔ اونہون نے میری فتحیابی کے لیئے دعا مانگی۔ چچا بہی غزنی پہونچ گئے لیکن لڑائی کے اختتام تک وہین مقیم رہے چارہ کار پہونچکر مجہے خبر ملی کہ فیض محمد کا ارادہ وادی پنج شیر سے آنے کا تہا اسلیئے مین نے تمام شب کوچ کیا اور طلوع آفتاب تک گل بہار نامی مقام اور قلعہ الہداد پہونچا جو کہ گہاٹی کے منہ پر واقع ہے۔ ادہر تو مین اپنی پوری فوج کے ساتہہ ادہر ہوا اور ادہر فیض محمد بہی

پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ گیا - بعدہٗ مجھے معلوم ہوا کہ ہماری فوج سامنے دیکھکر اوسے سخت تعجب ہوا اس لیئے کہ سواران کوہستان نے اِس غرض سے اوسے اپنے ملک سے ہوکر جانے کے لیئے بلایا تہا کہ راہ مین کسی قسم کی مزاحمت کا کم موقع ہوگا لیکن مین آفت ناگہانی کی طرح اوس وقت جا پہونچا تہا - علاوہ برین ایک خط شیر علی خان کا اوسے ملا جسمین فہمایش کی گئی تہی کہ اونکے آنے تک اوسے آگے نہ بڑہنا چاہیئے کیونکہ دو روز کے عرصہ مین وہ وہان پہونچ جائینگے - یہ خط پاکر فیض محمد کے ہاتہہ پیر چہوٹ گیے اور شیر علیخان کو ملامت آمیز خط لکہکر اطلاع دی کہ عبد الرحمٰن پہونچگیا ہے - اگر تم نے آنے مین زیادہ توقف کیا تو دونون جان سے جائینگے -

فیض محمد نے شب ہی کو پہاڑی کی چوٹیون پر مورچہ بندی کی اور دوسرے روز صبح کے وقت مین نے اوسپر حملہ کیا - لڑائی نہایت سخت ہوئی اور گو فیض محمد بلندی پر ہونے کیوجہ سے ہم سے زیادہ فائدہ مین تہا تاہم چند گہنٹے کے بعد مین نے اوسکے بعض سنگرون پر قبضہ کر لیا - یہ سنگروہ پہاڑیون کے پیچہے سے سامنے آیا اور مین نے اوسپر ایک ایسا سیدہا گولا چلایا کہ اوسکے ٹہیک شکم مین جا کر لگا ہمارا نمک جو اوس نے کہایا تہا وہ اِس طرح پہوٹ کر نکلا اور ایسے نمکحرام کی زندگی کا اس موزونیت کے ساتہہ خاتمہ ہوا مین نے تقریباً اوسکی تمام فوج گرفتار کر لی اور شیر علی خان مع دو ہزار سوارون کے ساتہہ جو وہ ہرات سے لائے تہے بلخ بہاگ گے۔[۱] مین نے فیض محمد خان کی لاش اوسکے بڑے بہائی ولی محمد اور اوسکی مان کے پاس بہیجدی اور تین چار روز بعد مین بہی کابل واپس گیا -

چند روز بعد میرے چچا کو اس فتح کی خبر غزنی پہونچی - کابل پہونچتے ہی مین والد کی خدمت مین حاضر ہوا اور اونکو حالتِ نزع مین پایا - خواتین حرم سرا نے بآواز بلند کہا کہ عبد الرحمٰن

[۱] ۱۸۶۶ء ماہ ستمبر ۱۸۶۶ء

آگیا ہے اور قدمبوسی کے لیے حاضر ہے۔ لیکن اونہین یارا ے کلام نہ تہا تاہم مجھے دیکھکر میری طرف ہاتھہ بڑہایا۔ یہ دیکھکر کہ وہ اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائین گے مین رونے لگا۔ تہوڑی دیر تک وہان رہکر مین اپنی خیمہ گاہ مین آیا اور اپنے فوجی فرایض کی طرف متوجہ ہوا۔ والد کو روز دو بار جا کر دیکہتا تہا۔ میری واپسی کے تیسرے روز جمعہ کے دن اونہون نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اور مجھے اپنی مفارقت کا داغ دے گئے لیکن مین نے مشیئت ایزدی کے روبرو سر تسلیم خم کیا اور صبر کیا۔ اسکے بعد تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا اور اپنی وصیت کے مطابق وہ قلعہ ہوشمند خان مین جو اونکی ملکیت تہی دفن کیے گئے مین دل شکستہ کابل واپس آیا اور غربا اور مساکین کو کہانا کہلایا۔

تین روز بعد مین نے اپنے چچا سردار محمد اعظم خان سے کہا کہ جب تک والد زندہ تہے آپ اونکے چہوٹے بہائی تہے اور مین بمنزلہ آپ کے چہوٹے بہائی کے تہا۔ اب جو والد نے وفات پائی تو مین آپکو بجاے اونکے سمجہونگا اور آپکی جگہہ خود لونگا۔ اور آپکا بڑا لڑکا میری جگہہ متصور ہوگا اونہون نے جواب دیا کہ تم اپنے باپ کے تخت کے حقدار ہو اور مین تمہارا نوکر رہونگا۔ مین نے کہا وہ آپ کی ریش سفید کے لئے زیبا نہین کہ آپ کسی کے ملازم ہون مین جوان ہون اور جسطرح والد کی خدمت کرتا تہا اوسیطرح آپکی بہی کرونگا۔ چار روز بحث کے بعد جمعہ کی شب کو مین نے اہل خاندان امرا اور صوبجات کے سردارون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ چچا صاحب کے نام کا خطبہ پڑہا جاے۔ اسکے بعد سب سے پہلے مین نے اونکے ہاتھہ پر بیعت کی اور دوسرے سردارون نے بہی ایسا ہی کیا اور اونہین مبارکباد دی۔ مین اپنی خیمہ گاہ مین واپس آیا چالیس شبانہ روز والد مرحوم کی روح کو ثواب پہونچانے کے لیے قرآن شریف ختم کرواے اور محتاجون کو خیرات دی۔ چند مہینے بعد مفسدون نے میرے چچا کو مجہہ سے بدظن کر دیا اور اونہین باور کرایا کہ میرے کابل مین رہنے کی وجہ سے اون کا

رعب کم ہے بہتر ہو کہ مجھے بلخ بھیجدین اور میری جگہہ اپنے بیٹے کو مقرر کرین - وہ بیوفا اور نمک حرام لوگ جنکے ہاتہہ مین امیر کی لگام تہی یہ تہے :-

شیر فراخان (غلزئی) صاحبزادہ غلام جان - ملک شیر گل (غلزئی) نواب صوفی خان دکیانی) محمد اکبر خان (غلزئی) میر اکبر خان (کوہستانی) امیر جان عبد الخالق پسر احمد کشمیری (جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) اور ملک جبار خان انکے بہکانے سے امیر اسقدر مجھسے بدگمان ہو گئے - کہ ایک روز حسب معمول مین سلام کے لیئے گیا تو دربان نے روکا اور کہا کہ امیر صاحب آرام فرماتے ہین - مین دروازہ پر صبح سے ایک بجے دن تک بیٹہا رہا حالانکہ دیگر ملازمین اور ارکین متواتر آتے جاتے تہے - اسکے بعد خاصہ چنا گیا تب مجھے تعجب ہوا کہ امیر صاحب کی عجیب قسم کی نیند تہی کہ خواب مین کہانا بہی کہاتے تہے - اب مجھے بہی اندر جانے کی اجازت دیگئی - دیکہا کہ یہ سب ارکین امیر کے چارون طرف بیٹھے ہین مین بہی بیٹہہ گیا لیکن جب مجہہ سے کہانے کے لیئے کہا گیا تو مین نے جواب دیا کہ مین کہانا کہا چکا ہون اور کہانا ختم ہونے تک ایک گوشہ مین بیٹہا رہا - پہر مین نے دیکہا کہ درباری آپسمین سرگوشی کرنے لگے اس لیئے مین اوٹہکر چلا آیا - یہ پردہ داری اور سازش دو تین روز تک رہی جسکے بعد امیر نے کہا کہ تمہارا بلخ جانا بہتر ہے - مین نے اونہین یقین دلایا کہ بہترین انتظام یہ ہوگا کہ وہ اپنے بیٹے عبد اللہ کو عبد الرحیم اور جنرل نظیر اور میری فوج کے دیگر افسرون کے ہمراہ جو بلخ کے رہنے والے تہے چوبیس توپونکے ساتہہ بہیجدین اور مجھے کابل مین اپنی خدمتگذاری کے لیئے رہنے دین - مین نے خیال کیا کہ اگر شیر علی خان نے ہرات کی طرف سے لشکر کشی کی تو مین اونکا مقابلہ کرونگا - میرے چچا نے کہا کہ بلخ کا انتظام سوائے تمہارے اور کسی سے نہین ہوسکتا - مین سمجہہ گیا کہ اونکا اصل منشا مجھے وہان سے نکالنا تہا اسلیئے دس روز مین بلخ روانہ ہو گیا اور اپنے اہل و عیال کو کابل مین رہنے دیا - جاڑے کا موسم تہا اور زمین برف سے چہپی ہوئی تہی سبب مجھے راہ مین سخت تکلیف ہوئی اور میرے تین سو آدمیونکے دست و پا پالے

سے بیکار ہو گیے۔

یہ لکھنا بہی ضروری ہے کہ میری روانگی سے پہلے امیر نے محمد اسمعیل پسر سردار امین خان کو ایک پلٹن چھ توپین اور پانچ ہزار سوار دیکر ہزارہ اور کرنل سہراب کو چار سو سوار اور چار توپین دیکر باجگاہ تک جانیکا حکم دیا اور ہدایت کی کہ جب مین وہان پہونچون تو مجھسے آکر ملین اس حکم کے مطابق یہ افسر میرے سلام کو آئے۔ مین نے اون سے بلخ تک ساتھ چلنے کے لیئے کہا تاکہ وہان جو لوگون نے علم بغاوت بلند کیا تہا اوسے زیر کرین اور وعدہ کیا کہ موسم بہار مین کابل واپس بہیجدونگا اونہون نے منظور کر لیا لیکن کرنل سہراب کے پاس چچا صاحب کا خط آیا کہ میری اجازت لیکر یا بلا اجازت جس طرح ہو فوراً واپس جائین چند روز بعد گورنر بامیان نے (جسے مین نے مقرر کیا تہا) لکھا کہ حساب فہمی اور موقوفی کے لیئے کابل سے طلبی کا حکم آیا ہے۔ مین نے یہی جواب دیا کہ تعمیل حکم کرنا لازم ہے بہت سی تکلیفین اور راہ کی سختیان اوٹھاکر جب مین ہیبک پہونچا تو میر قتاغان سلام کے لیئے حاضر ہوا اور بہت سے تحائف معہ چار سو شتر اور ایک ہزار گھوڑون کے لایا۔ وہان سے مین تاشقرغان گیا۔ شیر علی خان کی بدنظمی کی وجہ سے ملک کی حالت بالکل متغیر پائی۔ میرہاے بلخ کو جنہون نے بخارا کولاب اور حصار وغیرہ مین پناہ لی تہی شیر علی خان نے اپنے ملک کو واپس آنے کیلئے لکہا تہا بشرطیکہ وہ ملک اور تہین روپیہ دیکر خرید کر لین۔ ان بیوقوفون نے یہ سمجھکر کہ شیر علی خان کو ملک فروخت کرنے کا اختیا بہار روپیہ دیدیا اور افغان باشندون کو یہ کہکر فوراً لوٹ لیا کہ اون کو شیر علی خان نے بیچ ڈالا تہا۔ افغانون نے جواب دیا کہ ہم شیر علی خان کو امیر نہین مانتے۔ عبدالرحمن ہمارا بادشاہ ہے۔ اسطرح بات بڑہتی گئی حتیٰ کہ بہت کشت وخون ہوا اور اسیلئے جب مین وہان پہونچا سب امیر خوف زدہ ہوکر آقچہ اندخوی بشبرغان اور میمنہ بہاگ گیے اور قلعہ نملک کو مستحکم کرکے میرے مقابلہ کے لیے فوج جمع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

مین تاشقرغان سے مزار شریف اور وہان سے تختہ پل گیا - میرے پہونچنے کے چند روز
بعد اسمعیل خان کے توپخانے اور پلٹن کے افسرون نے مجہ سے آکر کہا کہ اسمعیل خان
آپ سے صادقانہ برتاؤ نہین رکہتا ہے ہم نہایت خوش ہونگے اگر آپ ہمین اپنی فوج مین
داخل کرلین - مین نے جواب دیا "میرے چچا امیر اعظم خان نے تمہین اسمعیل خان کے
ماتحت مقرر کیا ہے - جب تک اونکی اجازت نہو مین تمکو تبدیل نہین کرسکتا" لیکن مین نے
چچا کو اسکی نسبت لکہنے کا وعدہ کیا اور لکہا بہی جسکا جواب یہ آیا کہ جو کوئی میرے نورچشم محمد اسمعیل خان
کی شکایت کرے وہ مفسد و کذاب ہے - یہ خط مین نے اون افسرون کو دکہا دیا اور
نملک روانہ ہوا جہانکہ میرے مقابلہ کی تیاریان کی گئی تہین - مین نے صلح اور آشتی کے
ساتہ وہانکے لوگو نکو سمجہایا کہ لڑکر اپنے آپ کو تباہ نکرین اور قسمین کہائین لیکن اونہون نے اس
خیال سے ایک نہ مانی کہ قلعہ فتح نہو سکے گا - قلعہ کی خندق کا طول ۳۰۰ گز اور عرض پچاس گز
تہا اور اس لیئے اوسے عبور کرنا تقریباً ناممکن معلوم ہوتا تہا - دوسرے دن مین نے اپنی توپونکو
آراستہ کیا اور طلوع آفتاب کے وقت حملہ کا حکم دیا - نو بجے صبح تک قلعہ کا دروازہ اور دو مینار مسمار
کردیئے گیے میری فوج نے دس ہزار پولے خشک گہاس کے خندق مین ڈالدیئے اور اونپر چلکر قلعہ کی
دیوارون تک پہونچ گئے - باغیون اور قلعہ کے لوگون نے بید کے بڑے بڑے گٹھون مین
آگ لگائی اور اونہین میری فوج پر پہینکا اور جو سپاہی دیوارونپر چڑہے - اون پر سنگینون سے
حملہ کیا - باوجود اس سب کے وہ قلعہ مین داخل ہوگئے حالانکہ اس کوشش مین سات سو
آدمی کام آئے قلعہ کے تمام لوگ جنکی تعداد اڑہائی ہزار تہی قتل کیئے گئے صرف ایک شخص
زندہ بچا اور وہ بہی اسطرح کہ اوس نے اپنے تئین ایک اندہے کوئین مین گرا دیا تہا - اوس نے بیان
کیا کہ جب میرہائے بلخ نے سنا کہ مین آرہا ہون تو اڑہائی ہزار سب سے زیادہ دلیر اور
بہادر شخص منتخب کیئے جنہون نے از خود کہا کہ اس قلعہ کی حفاظت کے لیئے جان تک دینے سے

دریغ نہ کرینگے اس کے صلہ مین خلعت - تلوارین - بندوقین وغیرہ اونہین بطور انعام دیگئی تہین -
مین نے قلعہ کے حاکم قرا خان پسر ایشان صدور میر بلخ سے دریافت کیا کہ تم نے میری
قسم کیون نہ مانی اور کیون لڑے اوس نے جواب دیا "جسطرح مین جانتا ہون آپ
بہی واقف ہین کہ - پہلے کبہی یہ قلعہ فتح نہین ہوا ہے اور اسلیئے ہمکو یقین کامل تہا کہ
اسے آپ نہ لے سکینگے" مین جانتا تہا کہ یہ سچ کہتا ہے اسلیئے کہ میرے چچا نے اٹھارہ
مہینے اسکا محاصرہ کیا تہا اور سامان رسد ختم ہوجانے کی وجہ سے مجبوراً محصورین سے صلح
کی تھی - خدا کے فضل سے مین نے چند گھنٹہ مین اوسے فتح کیا اور اوس ملک مین جو ظلم
افغانون پر ہوئے تہے اون سب کا عوض لیا - دوسرے روز اوس ایک شخص کو مین نے
رہا کردیا اور میرہاے بلخ کے پاس بہیجدیا کہ اونکو قلعہ کے فتح کی کیفیت سنائے اس کے بعد مین آقچہ
کی طرف بڑہا - وہان کے باشندے میرے استقبال کیلیئے شہر کے باہر آئے میری عزت اور
تعظیم کی اور میرہاے بلخ کے افعال کی معافی چاہی - مین نے معاف کردیا اسلیئے کہ اونکے
قصور کا اصلی سبب شیر علی خان کا اونکے پاس ملک بہیجنا تہا - تمام میرہاے بلخ میمنہ کی طرف
بہاگ گیے سوائے میر حکیم خان کے جس نے کہ بری اطاعت قبول کی اور محمد خان میر سرپل
کے جس نے مجہے بہت سے تحائف بہیجے - اس شخص کا مین پہلے بہی ذکر کرچکا ہون جہانک
اوسکے بخارا مین رہنے کا بہی حال لکہا ہے - اوسکے تحائف مین نے واپس کردئے اور ایک نئے
گورنر کو خط دیکر بہیجا کہ اوسکے ملک پر قبضہ کرنے - الغرض وہ بہی میمنہ کی طرف بہاگ گیا شبرغان
چونکہ مین نے سابق میر حکیم خان کو بحال کیا اور اندخوی مین نیا گورنر بہیجا - میر حکیم نے ممنون احسان
ہوکر اپنی بیٹی میرے عقد مین دینا چاہی - اولاً مین نے انکار کیا لیکن بعدہٗ منظور کرلیا - محمد اسمعیل خان
کے محافظون نے مجہے اطلاع دی کہ وہ ہماری گورنمنٹ کا دشمن ہے اوس سے ہوشیار رہنا
چاہیئے چونکہ اسی قسم کی شکایت اسمعیل خان کے افسرون سے پہلے سن چکا تہا اس لیئے مین نے

صلاح دی کہ براہ راست امیر کو اطلاع دین اور اُس تحریر پر اپنی مہرین کر دین مین نے چچا صاحب کو بھی لکھا لیکن اونھون نے مطلق خیال نہ کیا اور اولٹا ہمکو سخت و سست کہا۔ مجھے حکم بھیجا کہ فوراً میمنہ چلے جاؤ لیکن چونکہ یہ سفر ثابت ہوتا ہے مین نے عذر کیا کہ میری فوج موسم سرما مین برابر سفر کرتی رہی ہے بہت صعوبتین اوٹھائی ہین اور لڑائی مین فتح بھی پائی ہے مناسب ہے کہ اوسے اچھی طرح آرام کرنے دین۔ دوسرے ملک کی حالت بھی قابل اطمینان نہ تھی اور اس وجہ سے اوس وقت تک میرا وہان رہنا مفید تھا جب تک کہ لوگ ہماری حکومت کے عادی نہ ہوجائین۔ اسکے جواب مین اُنھون نے لکھا کہ شیر علی خان میرے بیٹے سرور خان او عزیز خان کے مقابلہ مین ضرور قندہار فوج بھیجیگا اور اگر ایسا ہوا اور اونھین شکست ہوئی تو مین اسے تمہارا قصور تصور کرونگا۔ مین نے کہا میمنہ اور فوج بھیجدیجئے اور مجھے یہان اپنے قریب رہنے دیجئے تاکہ اگر شیر علی خان قندہار پر حملہ کرین تو مین اون کا مقابلہ کرون علاوہ برین میمنہ کے محاصرہ مین کئے مہینے صرف ہونگے اور ممکن ہے کہ شیر علیخان مجھے اس قدر دور دیکھکر کابل پر فوج کشی کرین۔ لیکن چچا صاحب نے میری صلاح پر کان نہ دیا اور کہا کہ اگر تم میرے خیر خواہ اور دوست ہو تو ضرور تعمیل کروگے۔ مجھے سخت ناامیدی ہوئی اور دل مین آیا کہ لکھدون کہ شیر علیخان کی دشمنی کا مجھے خوف نہین ہے تو آپکی دشمنی کا کیا ہوگا لیکن یہ سوچکر باز رہا کہ چونکہ مین نے ہی اونھین تخت پر بٹھایا تھا اس لیے ہر بات مین اون کی تائید کرنی چاہیے۔ لہذا مین نے ہر طرف گورنر مقرر کیے اور اندخوی کی راہ سے میمنہ روانہ ہوا۔ ساتھہ ہی اپنی روانگی کی اطلاع امیر کو بھی دیدی اور لکھا کہ ایک دن آپکو میرے یہان سے جانے کا افسوس کرنا پڑے گا۔

جب مین ایک گانون مین پہونچا جہان سے کہ میمنہ ایک دن کی راہ ہے تو امیر کا خط آیا کہ شیر علیخان کے بیٹے قندہار کی طرف بڑھ رہے ہین اور اونھون نے فرح لے لیا ہے اپنی

نصف فوج فوراً کابل بہیجدو اور باقی سے میمنہ کا محاصرہ کرو اور نور چشم اسمعیل خان کو بہی
اوس فوج کے ساتہہ روانہ کردو - مین نے جواب دیا کہ مین آپکو پیشتر ہی متنبہ کرچکا ہون آخر وہی
ہوا اور اوسوقت آپ نے میری ایک نہ مانی اب میرا خود آنا یا فوج بہیجنا ناممکن ہے اسلئے
کہ نصف فوج سے میمنہ کا محاصرہ نہین ہوسکتا ہے -

مین پہر آگے بڑہا اور میمنہ پہونچکر قلعہ کے باہر مورچہ بندی کا انتظام کیا - قلعہ سے پندرہ
سو قدم کے فاصلہ پر تل عاشقان نامی پہاڑی پر جو قلعہ سے زیادہ بلند تہی خیمہ زن ہوا - محاصرہ
شروع کرچکا تہا کہ ایک اور خط چچا صاحب کا آیا جس سے معلوم ہوا کہ اونکے بیٹے محمد عزیز خان
کو محمد یعقوب خان نے شکست دیکر قید کرلیا تہا اور صوبہ پشت رود پر قبضہ کرلیا تہا اسلئے مجہے
حکم ہوا کہ نصف فوج فوراً بہیجدو - لیکن مین نے پہر انکار کیا اور کہا کہ چونکہ دشمن سے مقابلہ ہوچکا
ہے اور قلعہ کا محاصرہ بہی شروع ہو گیا ہے اتنی فوج میرے پاس نہین ہے کہ نصف آپکے
پاس بہیجدون -

مین نے قلعہ پر نہایت زور کے ساتہہ حملہ کیا لیکن اوسے فتح نہ کرسکا اسلیئے کہ محمد اسمعیل خان
نے دشمن کو پیشتر سے مطلع کردیا تہا کہ کس وقت حملہ کیا جائیگا تاہم اونہین یہ یقین ہوگیا کہ
دوسرا حملہ برداشت نکرسکین گے - بدین وجہ میر میمنہ نے اپنے لڑکے کو چند افسرون اور
علما کے ساتہہ میری خدمت مین بہیجا - اونہون نے قرآن شریف پر قسم کہائی اور چالیس ہزار
اشرفیان سالانہ خراج دینا منظور کیا - اس کے علاوہ گہوڑے اور نیز دیگر اشیا بطور تحائف
بہیجین - کابل کی طرف جو دشواریان پیش تہین اونکی وجہ سے مین نے یہ شرائط قبول کرلین
جس کے بعد خود میر بہی میرے سلام کو آئے - قلعہ پر معہ چہہ توپون کے جو اوسمین تہین مینے
قبضہ کرلیا[51] - میر حسین خان نے میرے دیگر کی جانب سے بہی معذرت کی اور مین نے اونہین

---

[51] مئی ۱۸۶۸ء -

معاف کردیا۔

میرے چچا نے محمد اسمعیل خان کو لکہا کہ پانچ خط تمہارے پاس بہیجے کہ واپس چلے آؤ لیکن تمنے مطلق خیال نہ کیا۔ یہ خط مین نے اسمعیل خان کو دیا اور سمجہا دیا کہ پہلے خطا مین سے فنے اس سبب سے تمکو نہین دئے تہے کہ مجہے تمہاری فوج کی ضرورت تہی لیکن چونکہ اب ضرورت باقی نہین ہے تم واپس جاسکتے ہو۔ دوسرے دن وہ چلے گئے اور مین بہی بلخ روانہ ہوگیا۔ چونکہ محمد اسمعیل خان دل سے دغاباز تہا اس لیے اوس نے لمبے لمبے کوچ کرنے شروع کیے تاکہ مجہہ سے پہلے پہونچکر شہر لوٹ لے لیکن مجہے شبہ ہوگیا تہا اور اوسے آگے نہ بڑہنے دیا۔ بلخ پہونچکر کرنل سہراب کا ایک خط مجہے ملا جسمین لکہا تہا کہ امیر کے حکم کے مطابق مین سردار شریف خان کو تختہ پل سے لے آیا ہون اب اسکی مناسب نگرانی آپکے متعلق ہے۔ یہ شریف خان محمد اسمعیل خان کا چچا تہا اس لیے مجہے خیال ہوا کہ غالبًا اسمعیل خان اوس کے چہڑانے کی کوشش کریگا لہذا مین نے دو پلٹنین اور ایک باتری اوس شب کو روانہ کی اور حکم دیا کہ دن رات کوچ کرکے تختہ پل پہونچ جائین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور فوج صحرا پار کرکے اور آقچہ اور بلخ ہوکر تختہ پل پہونچگئی۔ اسمعیل خان بہی حملہ کرنے اور چچا کو رہا کرنے کے ارادہ سے دوسرے روز پہونچا لیکن میری فوج کو وہان پاکر مزار شریف کی طرف واپس گیا۔ وہان پہونچکر گورنر کو دہمکیان وغیرہ دیکر جبرًا تمام سرکاری روپیہ یعنی تیس ہزار تنگے لے لیے اسکے بعد خزانہ لوٹنے کی غرض سے تاشقرغان کی طرف چلا لیکن لوگون کو پیشتر ہی سے اوسکے آنے کی خبر ہوگئی اور اونہون نے اوسکے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ معلوم کرکے اوس نے بامیان کی طرف رخ کیا اور جو کچہہ راستہ مین ملا لوٹتا گیا۔ میرے چچا صاحب اوسکی ان حرکتون سے آگاہ نہ تہے۔ بمقام بامیان اوسے خط لکہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو کابل چلے آؤ اس لیے کہ شیر علی خان نے قندہار فتح کرلیا تہا اور کلات کی طرف

بڑہتے چلے آتے تھے اور وہ خود اونکے مقابلہ کو غزنی جانے والے تھے۔ محمد اسمعیل خان نے جو کہ "نورچشم" کہلاتا تھا جواب دیا کہ میری دو پلٹنین توپخانے کے سپاہی اور سوار کہتے ہین کہ جب تک ہمین ایک سال کی باقی ماندہ تنخواہ نہ دی جائیگی ہم نہین جانے دینگے۔ لیکن میرے چچا کو اونکے تختہ پل سے روانہ ہونے کی خبر پہونچ چکی تھی مجھے کہلا بہیجا کہ تم سچ کہتے تھے کہ اسمعیل حیلہ باز ہے۔ مین نے جواب دیا کہ ہنوز روز اول ہے یہ "نورچشم" ابہی آپکی اور بہی خدمت کریگا اور لکہا کہ خدا کے واسطے کابل نہ چہوڑئے اور ایک مہینہ توقف فرمائے اوسکے بعد مین آکر آپکی امداد کرونگا اور فوراً دو ہزار بہادر سپاہی ز یرکمان غلام علیخان پوپل زئی بہیجدے کہ میرے پہونچنے تک وہان رہین۔

دوسرے روز مجھے بخار آگیا اور اکیس روز مین اوسمین مبتلا رہا۔ لیکن اچہا ہوتے ہی کابل روانہ ہوا۔ بیماری کے زمانہ مین مین نے عبدالرحیم خان اور جنرل نظیر خان کو معہ دیگر افسران کے ہدایت کردی تہی کہ سفر کا سامان درست کرلین۔ اوسکے ٹہیک ہوتے ہی مین تاشقرغان گیا اور وہان سے ہیبک پہونچا جہانکہ میرے حرم سرا کا ایک غلام بچہ فقیر کے بہیس مین مجہے ملا اور خبر لایا کہ امیر اعظم خان غزنی چلے گئے تھے اور سردار اسمعیل چند کوہستانی سردارون کے ساتھ کابل کا محاصرہ کررہا تہا۔ قلعہ مین صرف دو سو سپاہی تھے اور چہ روز لڑے لیکن کابل کے لوگ اسمعیل سے مل گیے اور شہر کے دروازے کہولدئے اسمعیل نے میرے اور امیر کے اہل وعیال کو محل سے باہر نکال دیا اور شیر علی خان کو امیر قرار دیا۔ غلام بچہ سے یہ بہی معلوم ہوا کہ میری والدہ نہایت پریشان و پراگندہ خاطر تہین علاوہ اسکے سردار سرور خان نے غوری سے لکہا کہ غزنی مین اون کی فوج نے شکست کہائی اور چونکہ بہاگنے مین وہ امیر سے علیحدہ ہوگیے اسلیئے یہ نہین معلوم کہ امیر کس طرف گیے یہ خبر سنکر مجھے نہایت ملال و افسوس ہوا اور ناظر حیدر گورنر بلخ کو مین نے لکہا کہ میرے چچا

صاحب کو تلاش کرے - بلتجاب مین اون کا پتہ لگا جہان کہ وہ ہزارہ ہو کر گیے تہے - گورنر بلخ کو مین نے ہدایت کی کہ اونہین ایک لاکہہ تنگے اور سواری کے گہوڑے دیوے ' اور جس چیز کی ضرورت ہو اونکے پاس بہیجدیوے - اسکے بعد کابل جانیکا ارادہ ترک کر کے مین غوری روانہ ہوا اور جنرل نظیر خان کو لکہدیا کہ باجگاہ جانے سے باز رہے -

جب ہم غوری پہونچے تو میر جہاندار شاہ نے جو کہ میرے ہمراہ تہے اپنی بہتیجی (دختر میر شاہ) کو میرے نکاح مین دینا چاہا - مینے انکار کیا اور کہا کہ جو رشتہ داری میرے چچا کے ذریعہ سے اونکے خاندان سے قایم ہو گئی ہے وہ کافی ہے - لیکن اونکے اصرار سے مین نے اوس لڑکی سے عقد کر لیا - میر محمد شاہ نے جب کہ فیض محمد نے میر جہاندار شاہ کا ملک دیدیا تہا مجہے تحائف بہیجے لیکن مین نے یہ کہکر واپس کر دئے - کہ یا تو ملک واپس کر دو یا خود ملک چہوڑ کر کہین چلے جاؤ - اور خود میر جہاندار کو مینے دو سو سوار شاہ الدین خان کے ماتحت دئے کہ جا کر اپنے ملک پر قبضہ کر لین - مین غوری مین رہکر قتاغان کا انتظام درست کرتا رہا اور چچا صاحب کو لکہا کہ مجہسے آکر ملین - اسکے جواب مین اونہون نے مجہے بلایا لیکن چونکہ مین غوری مین ہندوکش اور کابل کے راستون کی نگرانی کرتا تہا نہ جا سکا - میرے نہ جانے کی وجہ اونہون نے معقول سمجہی خود ملنے آئے اور مین نے اونکی تعظیم و تکریم کی - اونکو کابل پر دوبارہ قبضہ کرنے کی ازحد خواہش تہی اور مصر ہوئے کہ شیر علیخان سے لڑنا چاہیے مینے سمجہایا کہ موسم بہار تک انتظار کرنا نہایت ضروری ہے اسلیئے کہ برف کے زمانہ مین تمام کوشش بے سود ہو گی - لیکن حسب معمول اونہون نے ایک نہ مانی اور کہا کہ اگر تم ابہی نہین چلتے ہو تو مین بخارا چلا جاؤنگا - مین نے وعدہ کیا کہ چہہ مہینے مین جنگ کیلئے تیار ہو جاؤنگا اور حتی الامکان کوشش کی کہ وہ بہی میرے ساتہہ اتفاق رائے کرین لیکن بیکار - آخرش مجبور ہو کر اونکے ہمراہ باوقایع دشلوقتو کی راہ سے بامیان روانہ ہوا - بامیان سے ہم

گرون دیوال پہونچے جہانکہ تین ہزار ہراتی سوار شیر علیخان کے مقیم تھے۔ میرے پہونچتے ہی وہ سراسیمہ بہاگے جسپر میری فوج کی راے ہوئی کہ تعاقب کرنا چاہیئے تاکہ شیر علیخان کی ہمت پست ہو۔ مین نے اسے منظور کیا لیکن چچا صاحب نے انکار کیا اور اصرار کیا کہ تور اور رودہ سوختہ ہوکر غزنی جانا چاہیئے۔ موسم خراب ہونے کی وجہ سے بہت سی تکلیفون کے بعد ہم غزنی پہونچے۔ خدای نذرخان وردک نے قلعہ مستحکم کیا اور ہم روضہ مین خیمہ زن ہوئے میرے چچا نے پیشتر ہی سے اپنے بیٹے سردار سرور خان کو سرفراز غلزئی کے پاس طرزان کیطرف بہیجدیا تہا۔ اہل اندرہ کی وفاداری پر اونہین بہت کچھہ اطمینان تہا اور چونکہ اونکے ملک سے ہم صرف ایک روز کے کوچ کے فاصلہ پر تہے چچا نے اون سے امداد چاہی چندرنگ بعد وہ لوگ ہمارے پاس آئے لیکن کسی قسم کی امداد کرنے یا خلعت لینے سے انکار کیا اور میرے چچا صاحب نے بیہودہ ہوکا کہایا۔

شیر علیخان نے جو سنا کہ ہم غزنی مین ہین تو وہ ہم سے لڑنے کے لیے بڑہے۔ یہ ہمارے لیے مضر تہا اگر کابل جاکر ہم نے اوسپر حملہ کیا ہوتا تو کامیابی کی زیادہ امید ہوتی۔ ششگاؤ پہونچکر اونہون نے کم تنگ برف زمین پر پائی دہوپ نہ تہی اور رسدکا بہی سامان موجود نہ تہا۔ برخلاف اوسکے ہم ایسے سطح مقام پر تہے جہانکہ برف نہ تہی۔ دہوپ برابر رہتی تہی اور رسد کا سامان بہی کافی تہا۔

ایک روز حسب معمول ہمنے سامان رسد لانے کے لیے اونٹ بہیجے تہے بمحافظت دو پلٹن اور چہہ توپون کے کہ شیر علیخان کے دس ہزار سوارون سے مقابلہ ہوگیا۔ اتفاق سے مین اوسوقت دوربین لگائے ہوئے تہا۔ دشمن کی بڑی فوج آتے دیکھکر مین نے دو ہزار سوار اپنے سپاہیون کی کمک کو بہیجدیے۔ یہ سوار جلد موقع پر پہونچگئے اور دشمن کے عقب پر تلوار سے حملہ کیا۔ اس امداد سے میرے پہلے سپاہیون کو بہی خوب ہمت ہوئی اور توپون سے

اچھی طرح کام لیا۔ دشمن کا بہت سخت نقصان ہوا اور چونکہ اوسکے سوار ابھی تازہ نوکر تھے اور اچھی طرح تعلیم و تربیت نہین پائی تھی بھاگنے کی کوشش مین ایک دوسرے پر گر پڑے اور اسوجہ سے تقریباً ایک ہزار گھوڑے چار توپین اور بہت سے قیدی ہمارے ہاتھ لگے۔

اوسی شب شیر علی خان نے دس ہزار سوار زیر کمان فتح محمد خان میرے بار برداری کے جانورون پر بمقام نانی اور شاندیپ حملہ کرنے کے لیے تعینات کیے۔ یہ خبر پاکر مین نے مخبر مقرر کیے کہ جس مقام پر وہ شب باش ہون اوس سے مجھے اطلاع کرین اور دو ہزار سوار چھ خچر باتری کی توپین چھ اسپی توپین دو پلٹنین اور پانچ سو ملیشیا کے سپاہی زیر حکم عبدالرحیم خان اور جنرل نظیر خان اون پر اچانک حملہ کرنے کے لیے بھیجے۔ تمام رات کوچ کرکے ان دونون افسرون نے قبل از طلوع آفتاب حملہ کیا اور دشمن کو پسپا کر دیا۔ اسمین ایسی کامیابی ہوئی کہ ہراتی سوار ہرات بھاگ گیے۔ قندہاری قندہار چلے گیے اور تین ہزار زخمی ہوئے مارے گیے اور قید ہوئے۔

اس فتح کے بعد مین نے شیر علی خان کی فوج کے افسرون کو لکھا کہ مین تم سب کو بہت چاہتا ہون تم مجھ سے کیون لڑتے ہو۔ اُنھون نے جواب دیا کہ آپ کے چچا سے ہمین سخت نفرت ہے اونکے ظلم و تعدی سے تنگ آکر شیر علی خان سے ملے ہین اگر وہ آپکے ساتھ نہوتے تو ہم آپ کی اطاعت قبول کر لیتے۔ مین نے یہ خط چچا صاحب کو دکھایا اور کہا کہ جب تک مین کابل مین رہا سب لوگ خوش تھے صرف آپ کے بُرے سلوک کی وجہ سے لوگ ہمارے مخالف ہو گیے ہین اسکا وہ کچھ جواب نہ دے سکے۔

رسد کی تکلیف کی وجہ سے شیر علی خان اپنی فوج ہٹاکر زنا خان (دشت نگاؤ کے قریب ایک مقام ہے) مقیم ہوئے جہانکہ چھ سات قلعے ہین اور کھانے پینے کا سامان بھی ہو سکتا تھا میرے چچا نے خیال کیا کہ بہتر ہو جو زنا خان پر حملہ کیا جائے تاکہ اگر ہمارا قبضہ اوسپر ہو جائے تو شیر علیخان

کور سد نہ مل سکیگی مین نے اونہین سمجہانے کی کوشش کی کہ ایسے خراب موسم مین جبکہ کمر تک برف زمین پر پڑی ہوئی ہے ہمارا اپنی جگہہ سے حرکت کرنا ازحد نامناسب ہے اسلیئے کہ نہ تو مورچہ بندی ہو سکیگی اور نہ اسقدر برف مین سوار رات کو کہڑے ہو سکینگے۔ میرے چچا نے اپنی ضد کو پہر اادی اور مجہہ سے اتفاق نکیے اصرار کیا کہ زنا خان کے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے۔ یہ قلعے میری خیمہ گاہ کی بہ نسبت شیر علیخان کی قیامگاہ سے زیادہ تر نزدیک تھے اگرچند ہی ساعت مین اونپر قبضہ ہو گیا تو خیریت ہوگی لیکن شیر علیخان غالبًا اس موقع کو ہاتہہ سے نہ دیکر پوری فوج کے ساتھہ علی الصباح حملہ کرینگے اور اوسوقت تک اگر قلعے فتح نہ ہوئے تو اونکے مقابلہ مین مجھے کامیابی کی بہت کم امید باقی رہے گی فوج کو تقریبًا شب و روز گہری برف پر کوچ کرنا پڑے گا۔ علاوہ برین نصف فوج چچا صاحب کے ساتھہ چہوڑنی پڑے گی اور جو باقی رہیگی وہ شیر علی خان کے مقابلہ کیلئے کافی نہوگی۔ مین نے یہ سب امور بصراحت اپنے چچا کے روبرو پیش کیے لیکن وہ نہ مانے اور اونکے اصرار کی وجہ سے مین مجبورًا بوقت غروب آفتاب روانہ ہوا۔

قلعون کے نزدیک پہونچکر مین اونکے سامنے ٹہیرا اور جب ملیشیا سوارون نے صلح و آشتی کے ساتھہ سمجہانے سے اونہین چہوڑا تو مین نے جنرل نظیخان کو پانچ پلٹنین۔ چوبیس توپین۔ دوہزار ملیشیا پیدل اور چار ہزار سوار یعنی تقریبًا اپنی پوری فوج دیکر اطراف کی پہاڑیون کی چوٹی پر جانے کا حکم دیا تاکہ رات کی رات مورچہ بندی کرلین۔ توپین مناسب موقعون پر نصب کرین اور دوسرے روز تک کے لیے تمام انتظام درست کر رکہین اسلیئے کہ مجہے یقین تہا کہ کل کی لڑائی ہم مین اور شیر علی خان مین قطعی تصفیہ کردے گی۔ اسوقت اندہیرا ہو گیا تہا اور سردی نہایت ہی سخت تہی۔ تمام شب برف مین بیٹہے رہنے کی وجہ سے ہمین بہت زیادہ اور شدید تکلیفین ہوئین۔

صبح ہوگئی اور قلعے فتح نہوے مین نے چچا کے پاس ایک آدمی بہیجا کہ ایک ہزار رسالہ کے

سوار اور پانچ سو قتاغان کے سوار لیکر فوراً چلے آئین اور سلطان مراد کو بہی معہ تین پلٹن اور ایک توپخانہ کے بہیجدین - یہ بہی صاف لکھدیا کہ شیر علی خان ہم پر حملہ کرینگے اور جو اچھا یا برا نتیجہ ہوگا اوسی پر سب کچھہ منحصر ہے - لیکن اونہون نے جواب دیا کہ سردی ایسی تیز ہے کہ ذرا کم ہو تو مین فوراً روانہ ہوؤن - حالانکہ اوس شخص نے سمجہایا کہ چونکہ تین گہنٹے زناخان پہونچنے مین صرف ہونگے آپکو فوراً روانہ ہونا چاہیے اور لڑائی آفتاب نکلتے ہی شروع ہوجائیگی -

ادہر شدت سردی سے جنرل نظیر خان بہت زیادہ شراب پی کر بلا توپین پہاڑیون پر نصب کیے ہوئے اور بلا کسی قسم کی مورچہ بندی کے سوگیا تہا - طلوع آفتاب کے وقت ایک سوار گہوڑا دوڑاتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ شیر علی خان معہ اپنی تمام فوج کے پہونچگئے میرے پاس صرف چالیس سوار تہے اونہین لیکر مین پہاڑیون پر چڑہ گیا لیکن دیکہتا ہون کہ نہ تو توپچی ہین نہ توپخانہ ہے نہ میگزین ہے اور تمام توپین نیچے گہاٹی مین پڑی ہوئی ہین - پہاڑی کی چوٹی سے دیکہا کہ شیر علی خان کی فوج بالکل قریب اور لڑائی کے لیے آراستہ ہے اور جنرل نظیر خان ابہی تک شراب کے نشہ مین پڑا ہوا ہے - مین نے اوسے جگایا اور کہا " تمنے کیون ایسی حرکت کی ؟ اسکا جو نتیجہ ہوگا اوس کے تم ذمہ دار ہوگے - توپچی سپاہی اور باربرداری کے جانور کہان ہین ؟ " اوس نے جواب دیا " سردی ایسی سخت تہی کہ مین نے اونہین خیمہ گاہ مین سونے کی اجازت دی وہ ابہی آئے جاتے ہین " مین نے کہا " تم ابہی دیکہہ لوگے کہ کیا ہوتا ہے " وہ بولا " مین شیر علی خان کا منہ چیر ڈالونگا " باوجود اسقدر افسردگی اور ملال کے اوسے مخمور دیکہکر اور اوسکی اس قسم کی گفتگو سنکر مجہہ سے نہ رہا گیا اور ہنس پڑا چونکہ لڑنے کے لیے فوج نہ تہی اور جو چند لوگ کہ میرے ساتہہ تہے وہ بہی ادہر ادہر بہاگ گیے تہے دشمن نے پہلے ہماری توپین لینا شروع کین - دشمن کو چارون طرف دیکہکر سب جان بچانے اور بہاگنے

کی فکر ہوئی اور اِس لیے مین اون چند سوارون کے ساتھ ہولیا جو کہ تھوڑے لوگون کا تعاقب کر رہے تھے اور پکڑو- پکڑو" کہتے جاتے تھے- اِس طریقہ سے مین دو میل نکل گیا اور موقع پاتے ہی بھیس بدلکر اپنے چند سوارون سے ملگیا جو میرے متلاشی تھے اُن کو ساتھ لیکر مین میمنہ کی طرف چلا جہان کہ چچا صاحب سے ملاقات ہوئی اور اُن کو تمام سرگذشت سنا کر کہا کہ اگر آپ نے میری راے پر عمل کیا ہوتا تو اس وقت مین اس مصیبت مین گرفتار نہوتا- پہر مین نے بیس بوجہ اشرفیون کا حال دریافت کیا جو کہ اونکے پاس چھوڑکر آیا تھا- اونہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ مین سوگیا اور خزانچی نے وہ بوجہہ علیحدہ کر دے- مین نے کہا کہ مین نے اشرفیان آپ کے سپرد کی تھین نہ کہ خزانچی کے اور اب ہم نے شکست بھی کھائی اور روپیہ بھی نہین ہے- چونکہ بلخ کی راہ برف سے مسدود تھی ہم وہان نہین جاسکتے تھے اس لیے مجبوراً وزیری پہاڑیون کیطرف جانیکا ارادہ کیا- لیکن روانہ ہونے سے پہلے دشمن کے دو یا تین سو سوار آپہونچے- میرے داہنی جانب ایک نہر یخ بستہ تھی سوارون کو دیکھکر مین نے صرف اپنے چار سوارون کے ساتھ اوسے عبور کیا باقی سوارون کا دشمن کے رسالہ نے تعاقب کیا اور اونہین میری آنکھون کے سامنے گرفتار کرلیا- مجھے نہایت مایوسی ہوئی کہ یہ سب میری آنکھون کے سامنے ہو رہا ہے اور مین بالکل لاچار ہون بہت دیر بعد میرے چچا اور عبدالرحیم معہ تین سو شتر کے مجھ سے آکر ملے- رات ہوتے ہوتے ہم خستہ تباہ حال اور شکستہ دل قلعہ زرمست مین پہونچ گیے-

دو گھنٹہ گانون مین آرام کرکے ہم پھر روانہ ہوے اور صبح آٹھ بجے سر روضہ پہونچگئے وہان کے باشندون نے یہ سمجھکر کہ ہم شیر علی خان کے فوج کے آدمی ہین نکل کر ایک گولہ چلایا لیکن جب پہچانا تو معذرت کی اور اونکے ملک اور ملا ہمارے اور ہمارے گھوڑون کے

لیے کہانا وغیرہ لائے ایک ملا نے مجھے پانی پینے کے لیے تانبے کا کٹورا ہدیتہ دیا۔ اور دوسرے نے ایک آفتابہ حقہ اور تماکو مین نے خود خریدکیا اور چونکہ دو روز سے حقہ کی بو بھی نہین سونگھی تھی اوس وقت حقہ پینے مین نہایت لطف آیا۔ میرا کل اثاث البیت یہ تہا۔ ایک تانبے کا کٹورا۔ ایک آفتابہ۔ ایک حقہ۔ ایک کمبل اوڑہنے یا بچہانے کے لیے ایک جوڑا کپڑون کا جو کہ لڑائی مین پہنے ہوئے تہا۔ تلوار۔ پیٹی۔ تمنچہ اور ایک سواری کا گہوڑا۔ حالانکہ چند روز پیشتر میرے خزانہ مین آٹھہ لاکھ بخارے کی اشرفیان۔ بیس ہزار انگریزی پونڈ۔ پینتیس ہزار ماشے سونا۔ گیارہ لاکھ روپے کابلی۔ پانچ لاکھ روپے قندھاری (ہندوستانی روپیہ کے برابر) دس ہزار خلعت۔ دو ہزار آدمیون کے لیے کہانا پکانے کے برتن (اسی قدر آدمی روز میرے دسترخوان پر کہانا کہاتے تھے) ایک ہزار اونٹ۔ غرضکہ افغانستان مین سب سے زیادہ مال و متاع میرے پاس تہا۔ لیکن اس سب کا مجھے زیادہ افسوس نہ تہا مجھے تہا تو اس بات کا کہ مین اپنے سچے خیرخواہ اور مہربان ملازمون سے علیحدہ ہوگیا جنہون نے نہایت ایسی محبت سے پالا تہا اور جن کی اسوقت مجھے مطلق خبر نہ تھی۔

اوسی روز سہ پہر کے وقت مین سرہوضنہ سے روانہ ہوا اور امیر محمد نامی ایک شخص خروٹی قوم کا بطور رہنما کے ساتھہ لیا۔ آٹھہ بجے شب کے بعد ہم پیرال پہونچے۔ گہوڑون سے اوترے اور ایک مقام پر جہان سے برف علیحدہ کردی گئی تھی تاپنے کے لیے آگ روشن کی۔ قلعہ پیرال کے لوگ ہم سے ملنے کے لیے آئے اور مجھ سے نزاع شروع کی میرے سوار اور چچا صاحب مجھے اوسی حالت مین چہوڑکر آگے بڑہ گئے۔ تہوڑی ہی دیر بعد موقعہ پاکر مین نے پیرال کے ایک باشندے سے گہوڑا چہین لیا۔ جبہی وہ سوار ہونا چاہتا تہا اور ایک پیر رکاب مین رکہہ کر وہ گہوڑے پر بیٹہہ گیا۔ اوس شخص نے مجھے نیچے

گرانا چاہا لیکن جب مین نے تلوار نکالی تو وہ علیحدہ ہوگیا - مین نے تیزی سے گھوڑا دوڑایا
اور اپنے ساتھیون سے جا ملا - چچا صاحب نے مجھے دیکھکر تعجب کیا لیکن جب مین نے
دریافت کیا کہ مجھے چھوڑکر کیون سب بھاگ آئے تو اونکے پاس اسکا کچھہ جواب نہ تھا - ہم
مین سے کسی کو بھی راہ معلوم نہ تھی اسلیے آگے بڑہنے مین دقت ہوئی اور سب نے آپس مین
مشورہ کیا - مین نے کہا کہ آج شب یہین قیام کرنا چاہیے - صبح کے وقت راستہ معلوم
ہوجائیگا اور سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا - مین نے آگ جلائی تو چچا صاحب نے
کہا کہ ہم پہچان لیے جائینگے اور ممکن ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے - مین نے جواب دیا
کہ مین ایسا بزدل نہین ہون اسکی ذمہ داری میرے سر ہے - اگر آگ نہ جلائی جاتی تو وہ مین
سے میرے ساتھیون کے ہاتھہ پیر رہ جائین گے - تھوڑے عرصہ بعد چالیس نفر کے قریب
شخص آئے اور کہا کہ ہم آپ کے متلاشی تھے اور آگ سے پتا لگا کہ آپ یہان ہین -
اونھون نے اپنے مکان ہمین ٹھیرنے کو دیے - ہمارے اور ہمارے گھوڑون کے کھانے اور
دانے کا انتظام کیا اور ہر طرح خاطر و مدارات کی - مین اون کا نہایت ممنون احسان ہون - صبح کو
ایک رہنما ساتھہ لیکر ہم اون سے رخصت ہوئے اور شام کے قریب پیرکوٹی قوم کے
قلعہ مین پہونچے - اون لوگون نے دروازہ بند کرنا چاہا لیکن مین بلا تامل اندر داخل ہوگیا اور
میرے ساتھی بھی ہمراہ گیے - مجبوراً اونھین ہماری خاطر تواضع کرنی پڑی اور ہماری دعوت
بھی کی لیکن ہمنے منظور نہ کیا اور صرف چاء پیکر روانہ ہوگیے - ہمارے کوئی رہنما ساتھہ نہ تھا اور چونکہ
ہر طرف راہین اور گھاٹیان تھین ٹھیک راستہ دریافت کرنے مین دقت ہوئی - بہرحال
مین آگے بڑہا اور اپنے ساتھیون کو اوسی راہ چلنے کی فہمائش کی اور کہا کہ کوئی بستی ملے گی
تو رہنما ساتھہ لے لینگے - اسطرح ہم چار میل گئے ہونگے کہ ایک سوار ملا اور ہم نے
پوچھا کہ کون ہو - یہ سنکر کہ مین عبدالرحمن خان ہون وہ گھوڑا دوڑا کر آیا اور قدمبوس ہوا اور کہا کہ

مین آپکے والد کا پرانا ملازم ہون اور دوست محمد خان کی بھی خدمت کرچکا ہون - پہر اوس نے
میرے لڑکپن کی بہت سی باتین یاد دلائین - چونکہ اوسکا پیشہ رہنمائی تہا اور وہ خود ہمارے
ساتہہ چلنے کے لیے مستعد بیٹہا مین نے اوسپر بہروسہ کرنا مناسب سمجہا - اوس نے
کہا کہ سیدہی سڑک سے وزیریون کا ملک دو روز کی راہ ہے لیکن آپ کو ایک
اونچے پہاڑ پر سے ایسے نزدیک راستہ سے لے جاؤنگا کہ اوسی روز سہ پہر کے
وقت وہان پہونچ جائینگے - میرے چچا کو اتنا خوف تہا کہ کہین رہنما دہوکا نہ دے کہ اونہون
نے دور کے راستہ سے جانا چاہا لیکن مجہے یقین تہا کہ رہنما سچ کہتا ہے اور اس لیے
ہمنے پہاڑ کی راہ لی - ایک بلند پہاڑی کی چوٹی پر چڑہکر ہمکو یہ دیکہکر سخت تعجب ہوا کہ ایک
فوج ہمارا تعاقب کرتی معلوم ہوتی ہے - یہ دیکہتے ہی میرے سب سوار مجہے چہوڑ کر
بہاگ گیے سواے چالیس[۵] بہادرون کے جو کہ میرے ساتہہ رہے -

یہ لوگ اور چند سوار مرے اور دشمن کے مقابلہ کے لیے تیار ہوئے لیکن کسی وجہ سے
دشمن کی فوج جسطرح دکہائی دی تہی اوسی طرح جلدی سے غائب بہی ہوگئی صرف دس آدمی

---

۵ - اون کے نام یہ ہین - عبد الرحیم خان پہوانہ خان (جو آجکل نائب سپہ سالار فوج ہے) - عبد اللہ خان
(جو بالفعل ناظم بدخشان و قطغان ہے) جان محمد خان (جو آجکل میر اخور ایچی ہے) - فرامرز خان (سپہ سالار ہرات)
سید محمد (کرنل باڈی گارڈ) محمد شیر خان (کرنل رسالہ) - احمد خان رسالدار (جس نے سمرقند
مین وفات پائی) - محمد اللہ خان - رسالدار حیدر خان (جسے مین نے قندہار کا سپہ سالار
مقرر کیا تہا لیکن اپنے جور و ظلم کی وجہ سے وہ کابل کو بہاگ گنے پر مجبور ہوا) سکیدان نائب الله [illegible] ن - کرنل
منصور علی (جو فی الحال کابل مین ہے) - کرنل محراب خان (برادر جنرل نظیر خان) اور میر عالم خان
(جو آجکل بلخ مین توپخانہ کا جنرل ہے)

رہ گیے سو وہ بہی ہماری بندوقون کی آواز سے بہاگ کہڑے ہوئے - اسکے بعد ہم پہر روانہ
ہو گیے اور چند میل آگے بڑہکر چچا صاحب اور دیگر سوار بہی ملگئے - ایک دوسرے پہاڑ پر ہم
چڑہے تو اوسی قبیلے کے دو سو سوارون نے ہمین روکا - چونکہ ہم تین سو جوان تہے مین گہوڑے
سے اوترکر لڑائی کے لیے تیار ہوا لیکن لڑائی شروع ہونے سے پہلے مین نے
اونہین سمجہایا کہ بلاوجہ لڑانے سے اونہین نقصان ہوگا - اونہون نے جواب دیا کہ تمنے
ہمارے پانچ آدمی زخمی کیے ہین اونکا عوض ضرور لینگے - مجبور ہوکر مین نے اپنے آدمیون
کے تین حصے کیے - ایک حصہ داہنی طرف اور دوسرا بائین جانب کسیقدر بلندی پر
بہیجدیا اور تیسرے حصے کے ساتہ خود دشمن پر حملہ کیا - اونکو پسپا کرکے ہمنے پہر اپنی راہ لی -

بہت جلد وزیریون کے قلعجات مرغا ہمین دکہائی دئے - چونکہ چچا صاحب وہان کے
لوگون سے واقف تہے اپنے رہنما کے ذریعہ سے ملکون کے نام خط لکہکر روانہ کیے جواب
مین سو سوار ہمارے استقبال کے لیے آئے اور ایک ہزار پیدل اس خوشی مین قومی باجا
بجاتے تہے - دو روز تک ہماری دعوت ہوئی اور ہمارے گہوڑون کو بہی دانہ پانی دیا گیا - ہم نے
اس سب کے عوض اونہین روپیہ دینے کی کوشش کی لیکن اونہون نے انکار کیا - سردار
عبداللہ خان پسر عبدالرحیم خان نے دو سو اشرفیان مجہے دیدی تہین - بس یہی ہمارا سرمایہ تہا
عبداللہ نے اونہین اپنے کارتوس کی پیٹی مین رکہا تہا اسیلئے وہ بارود لگکر سیاہ ہوگئی
تہین - دو روز بعد ہم پہر چلے اور ملک کے دوسرے حصہ مین قیام کیا جہان کہ ہمکو سب
سامان خریدنا پڑا - لیکن جب مین نے وہ اشرفیان دین تو وہان کے لوگون نے تانبا سمجہکر
اونکے لینے سے انکار کیا اور روپیہ طلب کیا - یہ معلوم کرکے کہ شیر جان کے پاس ہزار روپے
تہے مین نے اوس سے اشرفیان بدلنی چاہین لیکن اوس نے نہ مانا اور کہا کہ جب آپکے
ہاتہ سے کوئی نہین لیتا ہے تو مجہ سے کون لیگا - مین نے مجبور ہوکر جبرًا اوس سے یہ چہین لیا -

اور ستلو اشرفیان دیدین - اِس روپیہ سے اپنے ساتھیون اور گہوڑون کے لیے تمام کہانے پینے کا انتظام کیا -

دو دن بعد ہم ملک آدم خان وزیری کے قلعون مین پہونچے - اوس نے نہایت گرمجوشی سے میری تواضع کی اور اوس شب کو ہمین قلعہ ہی مین رکہا - اگلے دن ہم دوسرے گانومین پہونچے اور وہان کے لوگون نے بہی ہماری تعظیم و تکریم اور دعوت کی - دوسرے دن دونون ملک جو ہمارے ہمراہ رہنمائی کے لیئے آئے تہے رخصت ہوئے اور اپنے ملک واپس گیئے ہم داوا مین داخل ہوئے جو کہ ایک افغانی گانون ہندوستانی سرحد کے نزدیک واقع ہے -

اِس موقع پر ایک دلچسپ واقعہ کا ذکر کرنا ضرور ہے جو کہ کچہہ دن پہلے پیش آیا تہا جب سے مجہے شکست ہوئی تہی اوسوقت سے اوس شب تک جبکہ ہم وزیریون کے ملک مین پہونچے مین نے کچہہ نہین کہایا تہا - وہان پہونچکر مین نے سوارون سے کہا کہ نہایت بہوکا ہون یک پارچہ گوشت ملجاسے تو کیسا اچہا ہو - اونکے پاس ایک روپیہ تہا اوس سے گوشت نمک اور پیاز خرید کی - اب یہ دقت پیش آئی کہ پکانے کے برتن ہمارے پاس نہ تہے - اور اوس ملک کے لوگ صرف مٹی کے ظروف استعمال کرتے ہین - بہرحال میرے آدمی کہین سے ایک کڑہائی لے آئے اور اوسمین مین نے تہوڑا شوربے دار گوشت پکایا - مین نے کڑہائی کو دو لکڑیون سے باندہکر آگ پر لٹکایا تہا اور گوشت کہانے کیلئے نکالنا ہی چاہتا تہا کہ ایک کُتا غالباً یہ سمجہکر کہ وہ رسی جس سے کڑہائی بندہی ہوئی تہی کسی جانور کی آنتین ہین اوسے منہ مین لیکر بہاگا اور کڑہائی وغیرہ سب کچہہ ساتہہ لیگیا - میرے سوار کتے کے پیچہے دوڑے لیکن گوشت گر پڑا تہا - یہ واقعہ بہی خدا کی قدرت کا نمونہ تہا - تین دن پہلے ایک ہزار شتر صرف میرے کہانے پکانے کے برتن لانے کے لیے میرے پاس تہے اور آج ایک کتا میرا کہانا اور برتن دونون لے گیا - مَین اِس خفیف کن واقعہ پر تبسم آیا اور روکہی روٹی

کہاکر سو رہا۔

بمقام داوا سردار محمد خان (جسے میرے چچا نے اپنے ماموں کے پاس حاجی و خوست بھیدیا تھا) چالیس سوار اور جنرل علی عسکر خان اور معاذ اللہ کو ساتھ لیکر ہمارے پاس آیا۔ چند روز بعد عید ہوئی اور داوا کے لوگ نماز مین ہمارے شریک ہوئے۔ اونکی مین نے خاطر و تواضع کی اور مٹھائی اور دستارین دین میرا خرچ اب زیادہ ہوتا جاتا تھا چھہ سو آدمی میرے ہمراہ تھے اور روپیہ کی مجھے سخت ضرورت تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ عبد الرحیم خان کا ایک نوکر کابل سے پیدل آیا اور دو ہزار اشرفیان ہمراہ لایا۔ اس وفاداری کا ہم پر نہایت اثر ہوا۔ یہ شخص سابق مین عبد الرحیم خان کا خزانچی تھا اور چونکہ جوتا اوسکے پاس نہ تھا بیرون پردری کے ٹکڑے لپیٹ کر چلا تھا۔ پیر پھٹ گئے تھے اور اون سے خون نکلتا تھا عبد الرحیم کے اہل وعیال کی نگرانی اور ہماری دیگر فرمائشون کی تعمیل کیلئے اوس نے کابل واپس جانیکی اجازت چاہی۔ مین نے اجازت دیدی اور ایک گھوڑا سواری کے لیے دیا لیکن اوس نے انکار کیا اور پیدل جانا بہتر سمجھا اس لیے کہ شاید اوس گھوڑے کی ہمین خود ضرورت ہو۔ اون اشرفیون کو بدلکر مین نے بیس ہزار روپیہ لیا۔ اور اوس سے دو الیان کپڑے اور کھانے پینے کا سامان اپنے ہمراہیون کے لیے خرید کیا۔

اسی درمیان مین اضلاع بنو و پشاور کے دو انگریزی افسرون کے پاس سے میرے چچا کے پاس خط آیا کہ آپ انگریزی عملداری مین پناہ کیون نہین لیتے اور داوا مین کیون مقیم ہین چچا نے بعد اداے مراسم جواب دیا کہ اگر والیسراے ہند دعوت کا خط لکھین اور وعدہ کرین کہ دریاے آنڈس کے اوس پار ہمین نہ لے جائینگے تو ہم آسکتے ہین اس خط پر مجھ سے بھی مہر کرنے کو کہا لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے کبھی انگریزی دوستی کا فائدہ نہین معلوم ہوا اور اگر ایک مرتبہ دھوکا کھاکر آپ پھر اونپر اعتبار کرنا چاہتے ہین تو آپ تنہا چلے جائے۔

مین نے یہ بھی کہا کہ راولپنڈی سے واپس آنے کے بعد تو آپ نے انگریزون کی سرد مہری
کی شکایت کی تھی اب آپکی راے ایکبارگی کیونکر بدل گئی - اونہون نے جواب دیا کہ مین اپنی
پہلی راے پر قایم ہون لیکن صرف اس وجہ سے خط و کتابت کرتا ہون کہ بیکاری سے
کچھہ کرنا بہتر ہے مین نے کہا کچھہ کرنے کے کیا یہ معنے ہین کہ دروغ گوئی کیجئے ؟ یہ اچھی
عادت نہین ہے - صاف صاف لکھدیجئے کہ آپکو اونکے یہان پناہ لینا منظور نہین ہے
اس لیے کہ آپکو اون سے فائدہ کی کوئی امید نہین - غرضکہ میرے کہنے کے مطابق اونہون
نے خط لکھدیا لیکن مین نے اس وجہ سے مہر نہ کی کہ مین ایک نامعلوم شخص تہا اور میرا ذکر کافی
تہا - اونہون نے اسکی شکایت کی جسپر مجھے بھی غصہ آگیا اور مین نے اپنی مہر توڑ کر اوس
شخص سے جو کہ خط لایا تہا زبانی کہلا بہیجا کہ مین آپ سے کسی قسم کے تعلقات پیدا
کرنا نہین چاہتا - آپ میرے دوستون کے دشمن ہین اور جو اونکے دشمن ہین وہ میرے بھی
دشمن ہین - وہ شخص پشاور واپس گیا اور غالباً میرا پیغام پہونچادیا ہوگا -

داوا مین ہم آٹھہ روز اور رہے اور پہر کان گرم روانہ ہوئے جہانکہ پانچ روز بعد پہونچ گیے -
ہم وہان سترہ روز رہے اور چونکہ سبز گہاس بہت تہی اس عرصہ مین ہمارے گہوڑے بہی
درست ہوگیے - گو مجھے پانچ روز بخار آیا تاہم مین وانا روانہ ہوا اور دو روز قیام کے بعد
دریاے گومل عبور کیا - جب ہم اوس پار پہونچے تو ایک شخص کو دیکہا کہ ہماری طرف دوڑا
آتا ہے اور رومال ہلا رہا ہے - مین نے علی عسکر خان کو بہیجا کہ دریافت حال کرین اور
یہ معلوم کرکے وہ نہایت متحیر ہوئے کہ مردانہ بہیس مین یہ ایک عورت تہی جسے کہ وزیری
افغانستان سے بارہ برس کی عمر مین چرا کر لائے تہے - اب اوسکی عمر بیس سال کی تہی
اور یہ موقع پاکر وہ ہماری محافظت مین آنا چاہتی تہی - مین نے اوسکو تسلی دی اور سواری
کے لیے گہوڑا دیا اور اوسکے مان باپ کے پاس پہونچا دینے کا وعدہ کیا -

وہان سے چلکر ہم شیرانیون کے ملک مین ایک ایسے مقام پر پہونچے جہان کہ صرف
دو مکان تھے اور اونمین رہنے والونکے پاس صرف ایک بھیڑ۔ چار بکریان اور تین مرغیان
فروخت کے لیے تہین چاول نہ تھے۔ میرے ساتھ اوس وقت تین سو آدمی تھے باقی
بنو جانے کے لیے مجھہ سے علیحدہ ہو گیے تھے۔ یہ جانور ہمنے خرید کر لیے اور جسطرح
ہوسکا اون پر گذارا کیا۔ دوسرے روز ہم کاکر ژوب کے ایک گانون مین پہونچے جہانکہ آٹا۔
مکھن اور گوشت خرید کیا اور کھانا بھی اسقدر پکایا کہ دو روز کے لیے کافی ہو۔ اوس روز سے
ہم ہمیشہ اِسی انداز سے کھانا پکایا کرتے تھے۔ اس کے بعد ہم ایک گانون مین پہونچے
جو وہ برنج کہلاتا تہا اور وہان ہمنے بہت کچھہ کہانے پینے کا سامان جمع کیا۔ علاوہ اون چیزون کے
جنکی ہمین ضرورت تہی وہان کے باشندے مختلف اقسام کی چیزین بکثرت لائے اور اونکی
خریداری کے لیے اصرار کیا۔ میرے انکار کرنے پر وہ سب اشیاء وہین چھوڑ کر چلے گیے
دوسرے روز جب اونہون نے دیکھا کہ اون چیزون کو کسی نے نہین چھوا اور ہمین اونکی خریداری
پر مجبور نکر سکے تو وہ اونہین چار ناچار اوٹھا لے گیے اور مجھے برا بہلا کہتے گیے۔ جب ہم چند
میل وہان سے آگے بڑھے تو دو ہزار آدمی شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لیے راہ مین ہمارے منتظر
ملے۔ اونمین سے ایک نے میرے چچا کے گھوڑے کی لگام پکڑی لیکن تلوار نہین کھینچنے
پایا تہا کہ مین گھوڑا دوڑا کر پہونچ گیا اور اپنی بندوق اوسکے سینہ سے لگا کر چلانے کی دھمکی
دی۔ اوس نے فوراً لگام چھوڑ دی اور میرے سوال کے جواب مین کہ تم کیا چاہتے ہو کہا کہ
اس جگھہ کا نام ژوب ہے جب تک بیس روپیہ فی کس محصول نہ دیجئے گا ہم نہین جانے
دینگے۔ مین نے اونکو سمجہایا کہ اگر ہم اونہین اس قسم کا محصول دین تو تمام اہل کاکر ہمکو ڈرا کر
محصول وصول کرینگے اس کے بعد مین نے محصول دینے سے انکار کیا اور لڑائی کی تیاری
کرنے لگا۔ یہ دیکھکر اونہون نے کہا کہ ہم تو مذاق کرتے تھے اور ہمارے آگے نہ بڑھنے مین مزاحم نہ ہونگے

ابہی اوس روز کا کوچ ختم نہین ہوا تہا اور ہم مقام مقصود تک پہونچنے نہین پائے تہے کہ ایک ضعیف شخص وس مریدون کے ساتہہ سفید دستار باندہے ۔ جٹا دونون کانون تک چہوڑے ہوئے اور ایک موٹا عصا ہاتہہ مین لیے سڑک پر دکہائی دیا ۔ اِس صورت کے دکہلائی دینے کے پہلے دو مریدون نے میرے چچا سے آگر کہا تہا کہ ہم اس ملک کے سردار ہین اور اوس پیر مرد کو دیکہکر نہایت جہک کر سلام کیا اور کہا کہ یہ بڑے بزرگ ہین ۔ اور سید ہین ۔ یہ سنکر میرے چچا کہڑے ہوگیے اور اونکے ہاتہہ کو بوسہ دیکر اپنے پہلو مین جگہہ دی ۔ مین نے اِس قسم کے بہت سے دغاباز اور فریبی شخص دیکہے تہے اِس شخص کی صورت سے بہی مجہے شبہ ہوا کہ پارسائی کے پردہ مین ضرور کچہہ دال مین کالا ہے میری عادت تہی کہ جب مین کسی گانون مین جاتا تو وہان کسی باشندہ سے ملاقات کرتا اور اوسے روپیہ دیکر وہان کے کل حالات دریافت کرتا تہا ۔ ایسے ہی ایک شخص سے یہان بہی کیفیت پوچہی تو معلوم ہوا کہ یہ پیر مرد بڑا مشہور چور تہا ۔ سوراہزنون کا سردار تہا اور چالیس آدمی ہمارا مال لوٹنے کے لیے اپنے ہمراہ لایا تہا ۔ مین نے چچا سے اسکا ذکر کیا لیکن اونکو یقین نہوا اور اپنے بیٹے سردار سرور خان سے کہا کہ یہ بزرگ آج کی شب ہماری خیمہ گاہ مین مہمان رہین گے ۔ غروب آفتاب کے قریب چند آدمیون نے اون کنوؤن کو گہیر لیا جن سے کہ میرے آدمی گہوڑون کو پانی پلانا چاہتے تہے ۔ یہ دیکہکر اور چونکہ مین ڈاکوؤن کی جانب سے ہوشیار رہتا مین نے یہ چال چلی کہ اپنے گہوڑون کو دو دو تین تین کرکے تقسیم کیا اور گانون کے مختلف حصون مین مختلف اوقات پر دوہرے گارد کے ساتہہ پانی پلانے کے لیے بہیجا اور اون کنوؤن کے نزدیک بہی وہ نہ گیے جو کہ ہماری خیمہ گاہ کے قریب تہے اور جہان کہ چور ہمارے گہوڑون کے منتظر تہے ۔ اس طریقہ سے ہمارے تین سو گہوڑے بحفاظت تمام واپس آگیے ۔ میرے چچا اور اونکے لڑکے کے پاس تقریبًا پچاس گہوڑے تہے

اونکے نوکرون سے آگر کہا کہ جو آدمی کنوئین کے چارون طرف جمع تھے وہ اونہین اوسکے قریب جانے سے روکتے تھے۔ یہ سنکر وہ بزرگ نہایت خشمناک ہوئے اور کہا کہ مین گھوڑون کے ہمراہ جاتا ہون اور اون لوگون کو حکم دیتا ہون کہ آپ کے نوکرون کو گھوڑون کو پانی پلانے سے باز نہ رکہین اوس نے ایسا ہی کیا اور تھوڑی دور جاکر سائیسون کو ڈولچیون سے پانی بھرنے کے لیے بہیجا۔ جسوقت کہ سائیس اس کام مین مصروف تھے وہ اور اوسکے ساتھی تیس گھوڑے لے بہاگے جن مین سے بیس میرے سوارون نے چہین لیے۔ اس معرکہ مین پانچ سوار زخمی ہوئے۔ جسوقت کہ ان لوگون نے واپس آکر یہ قصہ بیان کیا مین موجود تہا اور اپنے چچا پر خوب دل کھولکر ہنسا اور کہا کہ سہ پہر کے وقت مین نے آپ کو متنبہ کر دیا تہا لیکن آپ نے نہ مانا۔ اس مشہور مثل کو آپ بہول جاتے ہین ؎

اے بسا ابلیس آدم روکہ ہست	پس بہر دستے نباید داد دست

میرے چچا اور اونکے بیٹے نے اپنے گھوڑون کے جانے پر افسوس اور اپنے زخمی نوکرون کی مرہم پٹی کرنے مین رات بسر کی۔

جب ہم یہان سے روانہ ہوئے تو چچا صاحب کے نوکرون کو دوسرے لوگون کے ساتھ گھوڑون پر سوار ہونا پڑا یعنی ایک گھوڑے پر دو دو آدمی سوار ہوئے۔ گیارہوین دن سہ پہر کے وقت ایک گاؤن مین ہم پہونچے۔ میرے ساتھیون نے اپنے لیے کہانے پینے کی چیزین جمع کین اور مین بہی ایک جوان فربہ بہیڑ تلاش کرنے لگا۔ خوش قسمتی سے ایک ملگئی اور بیس روپیہ کابلی اوسکی قیمت قرار پائی جو مین نے ادا کردی۔ ہم اوسے ذبح کرنے ہی کو تھے کہ بہیڑ والا آیا اور کہا کہ بہیڑ واپس کر دیجئے مین نہین بیچتا لیکن جب مین اوسے واپس کرنے لگا تو پہر وہ فروخت کرنے پر راضی ہو گیا اور آخرش وہ ذبح کی گئی۔ یہ دیکھکر اوس نے روپیہ مجہپر پہینک مارا اور کہنے لگا کہ میری بہیڑ زندہ کر دیجئے۔ مین نے

جواب دیا کہ مجھے یہ قدرت نہین ہے لیکن اگر دل چاہے تو روپیہ اور یہ مذبوحہ بٹیر لے جا۔ اوس نے دوبارہ انکار کیا اور اصرار کیا کہ اوسے زندہ کر دیجیے - اب تو مجھے مجبوراً چال چلنی پڑی - ایک ملا سیر سے قریب کھڑا ہوا تہا اوس سے مین نے کہا کہ یہ شخص تمہاری نسبت سخت کلامی کر رہا ہے - اِس پر وہ ملا بٹیر والے کی طرف دیکھنے لگا - مین نے اوسیوقت کہا کہ اگر تمہارا دل چاہے تو مجھے بد دعا دو لیکن اس بزرگ پارسا کی بی بی کی نسبت کیون بدزبانی کرتے ہو" ملا یہ سنکر آگ ہو گیا اور اوس شخص کو سخت سست کہنے لگا یہانتک کہ بات بڑہتے بڑہتے دونون لڑانے لگے اور موقعہ پاکر مین بٹیر اور روپیہ دونون لے آیا - نصف باشندے ملا کیطرف تھے اور نصف بٹیر والے کیطرف اور جب خوب لڑ چکے تو لوگون نے دونون کو علیحدہ کر دیا - ایک یا دو گھنٹہ بعد وہ بٹیر والا میرے لیے دو آفتابہ دہی دو خوانچے روٹی کے اور ایک بچہ بٹیر کا بہنا ہوا لایا اور بہت سلام کیے - مین نے کہا کہ ابھی تہوڑی دیر ہوئی کہ تم اسقدر گستاخانہ کلام کر رہے تھے اور اسوقت اِستنے مودب ہو اور پہر اوس کی گفتگو سے معلوم کرکے کہ اوسکے حواس بجا تھے مین نے دریافت کیا کہ بٹیر کے بہانہ سے مجھ سے کیون جھگڑا نکالا تہا - اوس نے جواب دیا کہ سرور خان نے قندہار مین میرے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا تہا یہ اوسکا عوض تہا جو مین نے لیا - مین نے کہا سرور خان یہان ہین تم اون سے لڑے ہوتے - اوس نے کہا ٹہیک ہے لیکن چونکہ سرور خان کو قندہار کا گورنر آپ نے مقرر کیا تہا مین آپکو اِس کا ذمہ دار قرار دیتا ہون - اسیطرح ہم کئی گھنٹے تک گفتگو کرتے رہے جس کے بعد وہ گھر چلا گیا اور مین سو گیا۔

دوسرے دن بڑے زور شور کی آندھی مین ہم وہان سے چلے جب ہم اوس گانون کے قریب پہونچے جہان قیام کرنے کا ارادہ تہا تو وہان کا سردار دو سو سوار لیکر ہمارے استقبال کو آیا لیکن ہم سے ملنے سے پہلے اوسکے ایک نوکر نے آکر کہا "شاہجہان پادشاہ آپ کو

لینے آتے ہین گھوڑے سے اوترئیے اور اون سے معانقہ کیجئے۔ میرے چچا نے مجھسے پوچھا کہ کیا کرنا چاہئیے۔ مین نے کہا کہ اسکا تصفیہ کرنے سے پہلے مین آگے بڑہتا ہون۔ کچھہ دور جاکر دیکھا کہ دو شخص میری طرف آرہے ہین۔ مین نے ایک سے پوچھا کہ تمہارا شاہ کہان ہے تو اوس نے اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کیا۔ یہ نام کا بادشاہ ایک ضعیف شخص تھا اور پرانی بہیڑ کی کہال کا کوٹ پہنے ہوئے تھا جسمین جابجا رنگین کپڑے کے پیوند لگے ہوے تھے۔ سر پر دستار اسقدر میلی کہ یہ بھی نہین معلوم ہوتا تھا کہ کون سے کپڑے کی ہے اور اوسکے بیچ مین کلاہ نہ تھی۔ پیر مین اونی موزے تھے لیکن جوتا نہ تھا۔ گھوڑی جسپر سوار تھا وہ سست وا ستخوان ہو رہی تھی۔ گھٹنون پر گھنٹیان بندہی تھین اور لکڑی کا زین تھا۔ بٹے ہوئے بالون کی لگام تھی جنکے کنارون پر گھنٹیان تھین۔ اس شاندار صورت کو دیکھکر مین مسکرایا اور نزدیک جاکر کہا کہ ہمارے امیر سے گھوڑے سے اوترکر معانقہ کرنے کی ضرورت نہین آپ زبانی اونکا خیر مقدم کیجئے۔ اوس نے منظور کرلیا اور مین نے واپس جاکر چچا صاحب سے کہدیا کہ شاہ جہان بغیر گھوڑے سے اوترے ہوئے آپکا استقبال کرینگے۔ جب دونون مین ملاقات ہوئی تو چچا صاحب کا گھوڑا اس عجیب وغریب صورت کو دیکھکر بھڑکا اور گھنٹیون کی آواز سے اوچھلنے کودنے لگا۔ میرے چچا بہت ڈرے اور مجھسے امداد کے لیے کہا لیکن مین ہنسا اور کہا کہ دو بادشاہون مین دخل نہین دیسکتا۔ وہ چلّائے اور کہنے لگے کہ برائے خدا کوئی تدبیر بتلاؤ ورنہ گھوڑا مجھے گرادیگا یہ مذاق کا موقعہ نہین ہے مین نے کہا اگر آپ کچھہ دینے کا وعدہ کرین تو مین آپکی مدد کرون۔ اوہنون نے اپنی دو تلوارون سے ایک مجھے دینے کا وعدہ کیا اور مین نے منظور کرلیا۔ اولاً مین نے اوسکے گھوڑے کو چمکارکر ٹھیک کیا پھر شاہ جہان سے کہا کہ آؤ میرے ساتھیون کے ٹھیرنے کا انتظام میرے ہمراہ چلکر کرو۔ اوس نے جواب دیا کہ بکری کا شوربا اور جوار کی چالیس روٹیان مین نے

پکوائی ہین - مین نے اوسے یقین دلایا کہ یہ نہایت اعلی کہانا ہے - لیکن ہمین آگے چلکر اوسے درست کرنا چاہیے - اس بہانہ سے مین اوسے اپنے گہوڑون سے علیحدہ لیگیا - ایک میل جانے کے بعد مین نے کہا کہ چند چیزین بہول آیا ہون اونہین لانے کے لیے واپس جانا ضرور ہے اور اوہ بلا میرے آگے جانے کے لیے راضی ہوا لیکن جب مین نے کہا کہ مین اپنے ساتھہ شکر بہی لاؤنگا تو وہ نہایت خوش ہوا اور مجہے فوراً اجازت دیدی - مین نے واپس آکر چچا سے پوچہا کہ ایسے عظیم الشان پادشاہ کی نسبت آپکی کیا راے ہے اور وہ خوب ہنسے - گانون پہونچکر ہمنے پادشاہ کو تلاش کرنا شروع کیا اور تہوڑے عرصہ تک ہم اس کوشش مین ناکامیاب رہے لیکن آخرکار ایک گہاس کے جہونپڑے مین اوسے پایا - مجہے دیکھکر اوس نے کہا کہ کہانا پکانے کے لیے جنگل سے لکڑیان منگائی ہین لیکن ابہی تک آئی نہین - روٹی بہی ابہی نہین پکی ہے اسلیے کہ توا ایک شادی مین عاریتاً گیا ہے - مین نے کہا اگر کہانا نہین ہے تو کوئی ہرج نہین ہم آپکے مہمان ہین - اسکے بعد مین نے اپنے کہانے پینے کی چیزین منگائین اور وہان کے لوگون سے پوچہا کہ کیا یہی شخص تمہارا بادشاہ اور سردار ہے - اونہون نے کہا جی ہان - مین نے کہا در حقیقت تم لوگ نہایت عقلمند ہو کہ ایسے طاقتور شخص کو پادشاہ بنایا ہے اور اسی طرح جسقدر مین تعریف کرتا گیا اونکا بہی وہ خوش ہوتے گیے - اوس شب کو ہمنے جنگل مین قیام کیا - دوسرے دن پادشاہ نے آکر کہا کہ آپکا دوسرا مقام میرے چچیرے بہائی دوست محمد کے گانون مین ہوگا اور وہ مجہسے بہی زیادہ آپکی خاطر و تواضع کرے گا - بہتر ہوگا کہ آپ ذرا اول وقت یہان سے روانہ ہوجائین - ہمنے اُس سے رہنما کے لیے کہا تو وہ خود ہمارے ساتھہ چلنے کو مستعد ہوا - مین نے چچا سے کہا کہ اِس کا ضرور کوئی باعث ہے کہ وہ خود ہمارے ہمراہ چلتا ہے لیکن اونہون نے اس سے اختلاف کیا اور ہم روانہ ہوے -

پہلے دن کے کوچ کے بعد ہم ایک بلند پہاڑ کے دامن مین پہونچے اور دوسرے روز ایک اور پہاڑ پار کرنا پڑا - پھر ایک گانون مین گذر ہوا جسمین ایک باشندہ بھی نہ تھا - مین نے چچا سے کہا کہ ہمارا خبیث رہنما ہمین غلط راستہ بتلا رہا ہے اور ہمارے پاس نہ تو آدمیونکے لیے کہانا اور نہ گھوڑون کے لیے گھاس ہے کہ اگر دو روز کا سامان ہم لیکر نہ چلے ہوتے تو کیا کیفیت ہوئی ہوتی - شب ہمنے صحرا مین بسر کی -

دوسرے روز دوست محمد دو ہزار ساتھیون کے ساتھ ہم سے ملنے آیا لیکن اوّلاً ایک شخص سے یہ کہلا بھیجا کہ مین آپکی خدمتگزاری کے لیے تیار رہون - پھر اوس نے ہم سے دریافت کیا کہ ایسے دشوار گذار رستہ سے کیون آئے اور سیدھی سڑک کیون چھوڑ دی اور یہ سنکر کہ اسکا باعث اوسکا چچیرا بھائی تھا اوس نے اصرار کیا کہ اوسے مجھے دیدیجیے اس لیے کہ آپکو ان پہاڑون سے لانے کی یہ وجہ ہے کہ وہ نہین چاہتا تھا کہ آپ میرے گانون ہوکر آئین وہ میرا دشمن ہے اور اس سے میری بے عزتی ہوئی ہے اوس نے یہ بھی کہا کہ میرے مکان پہونچنے کے لیے آپکو دو تک واپس جانا چاہیے - وہان آپکی تواضع و تکریم کی جائیگی آپ کے لیے گانجہ اور آپ کے ساتھیون کے لیے کہانے پینے کا سامان سب مہیا کر لیا گیا ہے مین نے چچا سے کہا کہ اگر آپ نے میری بات سنی ہوتی تو یہ مصیبت پیش نہ آتی - ان دو شیطانون سے کس طرح نجات ملیگی؟ جسوقت یہ گفتگو ہو رہی تھی چند چورون نے جنہین دوست محمد نے اس غرض سے بھیجا تھا کہ جو کچھ ہمارا مال ہاتھ لگے اوٹھا لے جائین - ہمارے اسباب چرانے کی کوشش کی جسکی وجہ سے اون پر گولی چلائی گئی اور وہ زخمی ہوئے - یہ سنکر شاہ جہان چلا گیا اور کہین جاکر چھپ گیا - میری رائے ہوئی کہ اوسی شب کو وہان سے روانہ ہوجانا چاہیے ورنہ دوست محمد کے آدمی ہم سے ضرور لڑینگے - آخرش تلاش سے شاہ جہان ملگیا - ہمنے اوس سے کہا کہ جسطرح تو ہمین یہان

دیا ہے اوسیطرح ہمکو یہان سے واپس نے جانا پڑے گا - اوس نے اپنے پوشیدہ ہوجانے
کی یہ وجہ بیان کی کہ اوسکو خوف تہا کہ ہم اوسے اوسکے دشمن دوست محمد کے حوالہ کردین -
ہمنے وعدہ کیا کہ ایسا نکرینگے اور رات بہر اوسکو ساتہہ لیکر کوچ کیا حالانکہ سردی نہایت سخت
تہی - کوئی گانون راہ مین نہ ملا جہان کہ کہانے پینے کی چیزین خرید کرسکتے اور دوسرے روز
سہ پہر کے وقت ملا بہی تو ایک اوجاڑ گانون اور بہر ہم ناکام رہے - مین نے اوس
سلطان الشیاطین سے پوچہا کہ اس گانون کے لوگ کہان ہین - جواب ملا کہ صرف موسم
بہار مین وہان آتے ہین اور موسم سرما شروع ہوتے ہی سامنے والے پہاڑ پر چلے جاتے
ہین مین نے کہا تیرے باپ پر خدا کی لعنت ہم بہوکہ ہین اور ہمارے گہوڑون مین طاقت باقی
نہین ہے اور یہ صرف تیری شرارت کا نتیجہ ہے - وہ بولا کہ بہتر ہے کہ ہم سب اوس پہاڑ
پر چلین اور اون لوگون سے ملین وہ ہمین کہانا دینگے - لیکن چونکہ وہان کے لوگون کو اوس سے
اور اوسکے خاندان سے دشمنی تہی اوس نے خود ہمارے ساتہہ جانے سے انکار کیا - ہم
خوش ہوئے کہ ایسے شخص سے نجات ملی اور اوسکو رخصت کرکے بعد غروب آفتاب
ہم اوس پہاڑ پر پہونچ گیے جسکے قریب کہ اوس قبیلہ کی بستی تہی - اولاً تو یہ سمجہکر کہ ہم کسی
مخالف قبیلہ کے لوگ ہین اونہون نے ہم سے لڑنے کی تیاری کی لیکن پہر ہم سے نہایت
مہربانی سے پیش آئے - اتنے دن بعد کہانا کہا کہ ہم کو نہایت خوشی ہوئی لیکن اونہون نے
ہم سے کسی چیز کی قیمت نہ لی -

دو روز اونکے مہمان رہکر ہم کوتل ساترِی کی راہ سے پشین روانہ ہوئے - پشین کے قریب
ایک گانون مین پہونچے تو ایک مخبر نے اطلاع دی کہ وہان کے گورنر نے چالیس ہزار
روپیہ مالگذاری کا جمع کیا تہا اور اوسے قندہار بہیجنا چاہتا تہا - مین نے چچا سے مشورہ کیا اور
کہا کہ مین تمام رات چلونگا اور قبل از طلوع آفتاب گانون مین اچانک پہونچکر روپیہ پر قبضہ

کرونگا۔ لیکن اس مین مجھے اس وجہ سے ناکامیابی ہوئی کہ ہمارے چند نوکرون نے
انعام کے لالچ سے مجھ سے پہلے پہونچکر گورنر کو میرے ارادہ کی اطلاع دیدی اور اوسے
موقع ملگیا کہ چارسو آدمی ارد گرد کے گانون سے جمع کرکے قلعہ مضبوط کرلیا۔ مین نے
خوش قسمتی سے اپنا ایک جاسوس پہلے سے بہیج رکہا تہا کہ وہان جاکر میرا انتظار کرے
اسی شخص سے چچا صاحب کے پانچ نوکرون کی اس نمکحرامی کاحال معلوم ہوا۔ الغرض بلا
حصول مدعا مین کاریز وزیر واپس آیا اور وہان دو روز ہفتے قیام کیا۔ وہان کے باشندے
اپنے آپ کو سید کہتے تہے لیکن میرے نزدیک اونکو کوئی حق نہین ہے کہ اپنے تئین اس
نام سے پکارین اسلیئے کہ سخاوت۔ خوش اخلاقی اور رحم جو خاص صفات سادات کی ہین
ان لوگون مین نہ تہین وہ خوبصورت۔ خوش اندام اور خوشحال ضرور ہین لیکن ایک دوسرے
کے دشمن اور خون کے پیاسے جسکی وجہ سے ہمیشہ آپسمین فتنہ وفساد رہتا ہے۔ وہان
سے رخصت ہوکر ایک گانون مین پہونچے جس کا نام آب ریگ تہا۔ اور جب ہم نشکی جارہے
تہے تو راہ مین ایک روز تمام دن بارش ہوئی اور ہوا نہایت سرد تہی۔ ہمارے کپڑے بالکل
تر ہوگیے اور ہمارے ہاتہہ پانون جم جانے کے قریب ہوئے۔ بڑی دقتون کے بعد
ہم وہان پہونچے لیکن یہ لوگ نہایت اچہی طرح پیش آئے۔ دوسرے دن ہم پہر
سے چلے اور ایک ریتیلے صحرا سے ہمین جانا پڑا جہان کہ پانی کا نام ونشان نہ تہا۔ مجبوراً ہمین
واپس آنا پڑا۔ لوگون نے صلاح دی کہ بہتر ہوگا کہ خاران کی سڑک سے جائے گو اس راہ
سے چار پانچ روز زیادہ صرف ہونگے لیکن مین نے اوس صحرا کے راستہ کو اس پر ترجیح
دی اور دو سو شتر کرایہ لیکر کافی سامان ساتہہ لیا اور پہر اوسی طرف روانہ ہوئے۔ خدا کے
فضل وکرم سے روز بارش ہوئی اور ہماری ضروریات کے لیے کافی پانی ملتا رہا۔ دسوین
دن چاغی دکہائی دیا۔ بارش سے سڑک بالکل خراب ہوگئی تہی اس لیئے مجبوراً ہمکو گہوڑون

سے اوتر جانا پڑا اور لگام پکڑ کر گھٹنون گھٹنون کیچڑ مین اونہین لیگئے - اس کوچ کے خاتمہ پر
آدمی گھوڑے خستگی سے نیمجان ہو گیے تہے - خود مین نے تہوڑا گوشت پکا کر اپنے
آدمیون کو کہلایا اس لیے کہ وہ قریب قریب بیہوش تہے - گھوڑے بیٹہہ گیے اور دوبارہ
نہ اوٹہہ سکے صرف میرا عربی گھوڑا جو میرے دادا کے اصطبل مین پیدا ہوا تہا کہڑا رہا -

دو روز تک ہماری حالت نہایت خراب رہی لیکن تیسرے روز ہم چاغے پہونچ گیے
ہم کو تعجب ہوا کہ وہان کے خان نے ہمارا استقبال نہ کیا - کچہہ دن وہین مقیم رہے اور پندرہ
روز بعد ایک ملازم نے چچا صاحب سے آکر کہا کہ ہمارے خان چاہتے ہین کہ اونہین
قدمبوسی کی اجازت دی جائے - مین نے دریافت کیا کہ اب تک اونہون نے ایسا
کیون نہین کیا تو معلوم ہوا کہ وہان کے تمام باشندے گھوڑے چرانے کیلئے جنگل چلے
گیے تہے وہ اب واپس آئے ہین اور پانچ سو جمع ہو کر ہمارے سلام کو آنا چاہتے ہین
ہمنے اجازت دی اور خان قلعہ سے پیدل آیا - پانچ سو شخص اوسکے پیچہے ایک قطار
مین تہے اور دو لڑکے نو اور بارہ برس کی عمر کے سامنے رقص کنان تہے یہ دونون انسان
نہین معلوم ہوتے تہے اور اون کے جسم پر سوائے ایک لنگوٹی کے کپڑا نہ تہا - چکٹے
ہوئے بالون کی یہ کیفیت تہی کہ معلوم ہوتا تہا صابن اور پانی کی صورت سے مطلق آشنا
نہ تہے - باجا بہی ساتہہ تہا - غرض کہ یہ شاندار بندوبست ہمارے استقبال کے لیے کیا
گیا تہا - جسکے سرانجام مین پندرہ دن صرف ہوئے تہے - پچیس روز ہم وہان رہے اور
اس عرصہ مین ہمارے گھوڑے خوب فربہ ہو گئے اسلیئے کہ گہاس بکثرت تہی -

اسکے بعد ہم پلالک کی طرف روانہ ہوئے جو دریائے ہلمند کے کنارے پر واقع ہے
اور چہہ روز بعد خیل شاہ گل پہونچے جو کہ شاہ گل ایک بلوچی سردار کے نام سے مشہور ہے
اس گانون مین سوائے دو ضعیف آدمیون کے اور کوئی بہی نہ تہا اور وہ دونون بہی ہماری

نظر سے بچنے کی ازحد کوشش کر رہے تھے - میرے دریافت کرنے پر کہ گانون
کیون خالی تہا اونہون نے پہلے تو یہ کہا کہ معلوم نہین پہر جب مین نے اصرار کیا تو بولے
کہ میر عالم خان والی غائنات کی فوج زیر کمان سردار شریف خان سیستانی اون کا مال
و متاع لوٹنے کے لیے آرہی تہی اسلیے وہان کے سب لوگ بہاگ کر قریب ہی ایک
مقام پر چہپ گئے تہے - میرے چچا نے کہا کہ اگر وہ جگہہ ہمین بتلا دو تو ہم تمہاری مدد کرینگے
وہ دونون ہمکو اوس مقام پر لے گیے اور شاہ گل ہم سے اچہی طرح ملا اور ہماری امداد
سے خوش ہوا - اوس نے ہماری دعوت کی اور آدہی رات کو اُسکے دو مخبرون نے
آکر خبر دی کہ سیستانی سوار اگلے گانون سے گذر چکے تہے اور اون کے حلقہ مین کل پہونچ
جائینگے - شاہ گل نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ کل اپنی رعایا اور اسباب لیکر کسی مستحکم مقام
پر پہاڑ پر چلا جاوٗن - میرے چچا نے میری راے دریافت کی - مین نے جواب دیا کہ اونکا
دل چاہے تو چلے جائین لیکن اگر ہمین ایک رہنما دیدین تو ہم بہی سیستانیون سے مقابلہ
کرین شاہ گل نے ایسا ہی کیا اور اوس کے پہاڑ جانے پر ہم اوس کے مقابل کی سمت
مین روانہ ہوئے -

چند گھنٹے چلنے کے بعد سامنے گرد اڑتی ہوئی دکہلائی دی جس سے معلوم ہوا کہ
کہ سوار آرہے ہین اور ہم لڑنے کے لیے تیار ہو گیے - اپنے ساتہیون کو لیکر مین چچا صاحب
سے آگے بڑہ گیا اور اونہین لڑائی کے لیے صف آرا کیا - سیستانی ہمین دیکہکر سخت متعجب
ہوئے اور ہمارا مقابلہ نکر کے دریافت کرنے لگے کہ تم کون ہو - ہمنے بتلایا کہ افغان
ہین بلوچی نہین یہ سنکر اونکا سردار ہمارے سلام کو آیا - مین نے اپنے چچا کو بلایا اور
سیستانیون سے کہا کہ شاہ گل اور اوسکی رعایا افاغنہ کے ماتحت ہین اس لیے ہم
اونکی امداد کے لیے آئے ہین سیستانیون کو یہانکے معاملات مین دخل نہ دینا چاہیے

اونکے سردار نے منظور کیا لیکن اس شرط پر کہ شاہ گل آکر اوس سے سلام کرے تاکہ اوسکی عزت باقی رہے - مین نے شاہ گل کی رعایا سے کہا کہ یہ کرنا چاہیئے لیکن اوسکی ہمشیر کو اسقدر اپنے بھائی (شاہ گل) کی جان کا خوف تہا کہ مانع ہوئی - مین نے کہا کہ اگر شاہ گل میرے چچا کے ساتھ جائے تو مین بطور ضامن کے اوسکی رعایا کے پاس رہونگا - آخر شر اُنہون نے منظور کرلیا اور مین نے اپنے چچا صاحب کو خوب سمجھا دیا کہ اوس سے زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز مین واپس بہیجدین - سات روز گذر گیے اور شاہ گل کا پتہ نہ تہا - اوسکے تمام لوگ ایفاے وعدہ کے لیے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چونکہ دو روز زیادہ گذر گیے ہین ہمارا خان ضرور قید کرلیا گیا ہے - مین نے اونہین یقین دلایا کہ ایسا نہین ہوسکتا اور کہو تو مین جاکر اوسے لے آؤن لیکن اونہون نے منظور نہ کیا اور کہا کہ جب تک وہ نہ آئے تم ہمارے قیدی ہو - یہ سوچکر کہ شاید ہم پر حملہ کیا جائے مین نے اپنے دوسو سوارون کو تیار کر رکہا - تہوڑی ہی دیر بعد وہان کے لوگ ننگی تلوارین لیے ہوئے آموجود ہوئے - مین نے اپنے نصف آدمیون کو گولی چلانیکا حکم دیا اور نصف کو ہدایت کی کہ تلوار سے حملہ کرین - یہ دیکھکر وہ بہاگ گیے اور دوسو شتر پر اپنا اسباب لادکر مین اوسی جانب روانہ ہوا جدہر کہ شاہ گل گیا تہا - اوسکے آدمی آکر میرے شریک ہوگیے اور اپنی حرکات کی معافی چاہی - مین سیستان تک اونہین ساتہ لیگیا اور وہان سے اونکے اونٹ دیکر اونہین واپس کیا -

دو دن بعد ایک گانون مین پہونچے اور اپنے چچا اور شاہ گل کی کیفیت دریافت کی چچا صاحب سے معلوم ہوا کہ سیستانی فوج کے دوسو سوار تہے سوار شریف خان سوارون کا افسر اور موسیٰ یوسف خان شہزادہ میر عالم خان کے باڈی گارڈ کا افسر - اس موسیٰ یوسف نے باوجود اونکے اعتراض کے شاہ گل کو قید کرلیا تہا - مین سیدہا اوس افسر کے پاس چلا گیا

اور پیلا گھوڑے سے اوترے ہوئے اوس سے ہاتھہ ملایا اور پوچھا کہ شاہ گل کہان ہے
اوس نے کہا خیمہ مین - اسپر مین نے زور سے چلا کر کہا شاہ گل باہر آؤ اور وہ آگیا -
مین نے اوس افسر سے پوچھا کہ اسے کیون قید کیا ہے - اوس نے جواب دیا
کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے سردار میر عالم خان کے پاس اسے لیجاؤن - مین نے کہا کہ مین نے
اوسے تمہارے پاس بھیجا ہے اور خود اوس کے بسلامت واپس جانیکا ضامن ہوا ہون
وہ تمہاری رعایا نہین ہے کہ تم اوسے میر عالم کے پاس لیجاؤ - اِس کے بعد مین شاہ گل
اور ایک نوکر کو جو اوس کے ساتھہ قید ہوگیا تہا لے آیا اور اپنے دس سوارون کے
ساتھہ اوسے اپنے ملک واپس کر دیا - اوسکی رعایا اوسے دیکھہ کر نہایت خوش ہوئی -

تین روز قیام کے بعد ہم سیستانیون کے ہمراہ اونکے ملک کو روانہ ہوئے - دوسرے
دن دریاے ہلمند کے کنارے پہونچ گیے - دیکہا کہ قندہاریون کے پندرہ مکان مین
جنپر اوسی ہزارہ سردار کے چند سوار حملہ کر رہے ہین جس نے کہ قبیلہ پلالک کو لوٹنا
چاہا تہا - اون مکانون کے رہنے والون نے اپنے آپ کو خوب مستحکم کر لیا تہا اور
پچاس ہزارہ سوارون کو مار چکے تہے اور سو کو زخمی کیا تہا - اس عرصہ مین ارد گرد کے گانؤن کے
لوگ بہی اِن سوارون کے مقابلے کیلئے جمع ہوگیے تہے جب ہم اوس گانؤن مین
پہونچے تو وہان کی اوس وقت یہی کیفیت تہی - مین نے اپنے ساتہیون کو حکم دیا کہ
اوس ہزارہ سردار کی خوب سرکوبی کرین جس نے اِن قریون کو لوٹنے کیلئے سوار بہیجے
تہے اور وہان کے باشندون کو یہ کہکر مین نے خوش کیا کہ مین خود اونکے دشمنون سے اِس
قسم کی شرائط کرونگا کہ آیندہ امن و امان رہے - مین خود قلعہ تک پیدل گیا معلوم ہوا
کہ اوسمین سوار ہین - میرے ساتھہ توپین یا سیڑہیان نہ تہین کہ اونکی مدد سے اندر داخل ہوتے
اس لیے ایک نوکر کو بہیجا کہ اون سے حقیقت حال کہے - اِس شخص کو انہون نے

اندر جانے کی اجازت دی اوس نے سمجھایا کہ اس تمام مصیبت کا بانی ایک ہزارہ
سوار تہا جسے عبدالرحمن خان نے سزا دیکر نکال دیا ہے بہتر ہو کہ تم بہی بلا کسی قسم کی
مزاحمت کے اپنے اپنے مکان واپس جاؤ- یہ سنکر کئی سردار قلعہ سے باہر آئے اور
مجہسے سلام کیا- مین نے اونہین سمجہایا کہ مین تمکو بہائیون کی طرح سمجہتا ہون اس لیے
کہ تم بہی افغان ہو- الغرض ہم سب ایک ساتہہ واپس چلے اور دو شبانہ روز ان لوگون
کے گانون سے ہمارا گزر ہوا- اونہون نے ہمارے کہانے پینے کا سامان مہیا کیا
لیکن سیستانی سوارون کو کچہہ نہ دیا جنہین کہ نہجار ہو پہنچنے تک ہم کہانا کہلاتے رہے
وہان پہونچکر ملیشیا سوار اپنے اپنے گہر چلے گیے اور رسالے کے لوگ میر عالم خان کے
پاس گیے تاکہ اوسے ہمارے استقبال کے لیے لائین-

سردار شریف خان نے اپنے مکان واقع شریف آباد مین دو روز تک ہماری دعوت
کی- تیسرے دن میر عالم کے پاس قلعہ کی طرف روانہ ہوئے- وہ باہر آکر ہم سے ملا-
اور مجہہ سے اور چچا سے معانقہ کیا- اس کے بعد ہم اوسکے نئے قلعہ مین داخل ہوئے جہانکہ
ہمارے استقبال کے لیے بڑی تیاریان کی گئی تہین- قلعہ کے چارون طرف ہمارے
سوارون کے لیے خیمے نصب کیے تہے اور میرے چچا کے اور میرے لیے اون سے
بڑے خیمے لگائے تہے- ایک ہوشیار شخص کو صرف اس کام کے لیے مقرر کیا تہا کہ
ہماری تعظیم و تکریم مین کوتاہی نہ کرے اور ہماری آسائش کی لحاظ رکہے- بارہ روز ہم وہان مہمان
رہے اور پہر کو لاب سیستان روانہ ہوئے- رخصت ہونے کے وقت میر عالم نے عرض کی
کہ تمام خیمے اور اسباب ساتہہ لیجائیے آپ میرے ہمسایہ ہین اس لیے ضرور ہے کہ مین
حتی الامکان مہمان نوازی کرون- ہمنے شکریہ کے ساتہہ انکار کیا لیکن مزید اصرار کی
وجہ سے دو یا تین خیمے قبول کر لیے- اوس نے دس ہزار ایرانی روپیہ بہی ہمارے

بیرجند تک کے مصارف کے لیے دیا۔ مین نے یہ روپیہ چچا صاحب کو دیدیا اور کہا کہ میرے پاس اپنے اخراجات کے لیے کافی روپیہ ہے بشرطیکہ آیندہ آپ کے خرچ کے لیے مجھے روپیہ نہ دینا پڑے جیسا کہ مجھے کرنا پڑتا ہے۔ عبدالرحیم کا خزانچی جو زر نقد لایا تھا اوسمین کی دو سو اشرفیان ہنوز میرے پاس تھین۔

کولاب سیتان (جسے وہان کے باشندے ہامون کہتے ہین) سے روانہ ہو کر ہم بندان پہونچے اور وہان سے نہہ اور صحراے لوط ہوتے ہوئے بیرجند گیے جہان کہ میر عالم کے دو لڑکون نے نہایت گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور اون کی والدہ نے ہماری دعوت کی۔

بتاریخ پنجم محرم الحرام ہم بیرجند پہونچے تھے اور بارھوین تاریخ مشہد گیے جہانکہ امام رضا علیہ السلام آٹھوین امام کا مقدس مزار ہے۔ اس کے بعد ہم شہر سرایان مین داخل ہوئے جہانکہ آثار عمارات قدیمہ دیکھے۔ وہان سے چلکر نسی قیام کیا۔ اس جگہکی آب و ہوا نہایت خراب ہے۔ پانی شور و تلخ ہوتا ہے اور باشندون نے بڑے بڑے تالاب بنالئے ہین جنمین پینے کے لیے بارش کا پانی جمع کرتے ہین۔ دو کنوئین بھی کھودے ہین لیکن پانی صرف کھانا پکانے کے کام کا ہے پینے کے لائق نہین۔ بدقسمتی سے وہان پہونچنے کے کچھ ہی پہلے میرے چچا کو تیز بخار آگیا اور اونکی صحتیابی تک ہمکو مجبوراً اوسی گانون مین رہنا پڑا ایک مہینے تک اونہین صحت نہ ہوئی اور اس عرصہ مین میرا تمام روپیہ خرچ ہوگیا۔ مین نے چچا صاحب سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین آپکے لیے تخت روان بنوا لون اس لیے کہ ابھی آپ کمزور ہین لیکن انہون نے کہا کہ جس حالت مین یہان درخت ہی نہین ہین جن سے لکڑی لی جاے تو تخت روان کس طرح تیار ہو سکتا ہے۔ اس کا کچھ جواب نہ دیکر مین نے اوس عمارت سے جو کہ لوگ بطور مسجد کے استعمال کرتے تھے پارکڑے لکڑی کے

کاٹ لیے لوگون نے اعتراض کیا تو کہا کہ ہم اجنبی ہین اور چونکہ بیمار ہین اس لیے خدا کے مال کا بہترین استعمال کرتے ہین یعنی اوسکی تکلیف زدہ مخلوق کے آرام کے لیے۔ اس جواب سے اونکی تشفی ہوگئی۔ اوسی روز شام تک تخت تیار ہوگیا اور ہم تربت عیسیٰ خان روانہ ہوئے۔ اور وہان سے کارنیز شاہزادہ نامی مقام پر پہونچے جو کہ آب و ہوا کے لحاظ سے صحت کے لیے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ شاہزادہ نے ایک نہایت عمدہ عمارت اپنے لیے وہان تیار کرائی تھی۔ میرے چچا تھوڑے دنون کے لیے وہین فروکش ہوئے۔ مین خود اونکا کھانا پکاتا تھا اور اون کی تیمارداری بھی کرتا تھا۔ نوکرون کی کچھ کمی نہ تھی اور اون کا بیٹا سردار سرور بھی ہمارے ساتھ تھا لیکن بات یہ تھی کہ باوجود اونکی نامہربانیون کے مجھے اون کے بیٹے سے بھی زیادہ اون سے محبت تھی۔ اونکی چالیس روز کی بیماری مین سرور خان صرف دو مرتبہ اپنے والد کے مزاج پرسی کے لیے آیا تھا ورنہ اپنے کام مین مصروف رہتا تھا۔

ایک روز چچا صاحب کو کسی نے تھوڑی خوبانیان بھیجین لیکن چونکہ بخار چھوٹے ہوئے ابھی چند ہی روز ہوئے تھے مین نے عرض کی کہ انہین نہ کھائے۔ لیکن اونھون نے ایک نہ سنی اور خوبانیان کھانا شروع کین۔ مین نے کہا کہ شب و روز مین نے آپ کی تیمارداری کی ہے اور سوائے آخری چند روز کے بہت کم سونا مجھے نصیب ہوا ہے۔ اگر خدا نخواستہ پھر طبیعت خراب ہوئی تو دوبارہ مجھے ویسی ہی جانفشانی کرنی پڑیگی۔ غرضکہ پوری پلیٹ اونھون نے صاف کردی۔ مجھے یہ سوچکر کہ میرے چچا کے نزدیک میری تمام عمر کی خدمات کی کچھ حقیقت نہین ہے اتنا غصہ آیا کہ مین نے تربت عیسیٰ خان جانیکے لیے اجازت چاہی۔ میری مالی حالت ایسی خراب تھی کہ اونکی آسایش کیلئے مجھے اپنے ہتھیار فروخت کرنے کی نوبت آگئی تھی۔ اونھون نے اجازت دیدی اور مین نے دو روز کی

مسافت ایک شب مین طے کی اسلیئے کہ میرے پاس آدمیون اور گہوڑون کے کہلانیکے لیے روپیہ نہ تہا اور دوسرے یہ کہ دن کو گرمی بہی نہایت سخت پڑتی تہی۔ کسی شہزادہ کے ایک مکان مین جو کہ طہران چلا گیا تہا مین فروکش ہوا اور چچا کے لیے دوسرا مکان درست کیا۔ اس مقام پر ایک ہراتی سوداگر قاضی حسن علی جو کئی سال سے وہان بود و باش کرتا تہا میرے پاس آیا اور کہا کہ خرچ کے لیے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو مجہہ سے لیجئے میرے پاس ایک لاکہہ کابلی روپیہ میرا ذاتی ہے اور دو یا تین لاکہہ ایرانی سکہ ہے جو تجارت کے لیے دوسرونکی امانت ہے۔ مین نے شکریہ کے ساتہہ روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجہے اتنی استطاعت نہین ہے کہ روپیہ لیکر پہر ادا کر سکون لیکن آپ میرے زمانہ قیام مین میرے نوکرون اور گہوڑون کے کہانے پینے کا انتظام کردین تو مین ممنونیت کے ساتہہ منظور کرونگا۔ چہہ روز بعد چچا صاحب تشریف لائے اور اوسی قاضی نے اونکے اخراجات کی بہی کفالت کرنا چاہی اور چونکہ ہمارے آدمیون کے کپڑے پہٹ گیے تہے اور نیز گہوڑون کے ساز اور زین خراب ہو گئے تہے اوس نے نئے کپڑے وغیرہ دینے کی مجہہ سے اجازت چاہی مین نے اپنے ملازمون کے لیے تو انکار کر دیا لیکن چچا صاحب نے اپنے آدمیون کے لیے قبول کر لیا۔ درحقیقت اس شخص نے ہماری اس قدر خدمت کی کہ جب تک مین زندہ ہون اوسکی تلافی نہین کر سکتا۔ ایک معمولی شخص کے لیے ایسے ہماری اخراجات کا کفیل ہونا بڑی دریا دلی کا کام ہے۔

میرے چچا چونکہ خور و نوش مین نہایت بدپرہیز تہے پہر بیمار پڑے اور روز و شب روز بہر مین نے اونکی تیمارداری کی۔ چند روز بعد گورنر مشہد نے ہمارے پہونچنے کی خبر سنکر اور حسب الحکم شاہ ایک تخت روان معہ چوبیس خچرون کے میرے چچا کے لیجانے کے لیے بہیجا اور لکہا کہ آپکی علالت کی خبر پاکر یہ تخت روان بہیجتا ہون تاکہ آپ مشہد تشریف لے آئین

سے مجھے اسے منظور کر لیا اور ایک مہینے بعد مشہد روانہ ہوئے - اوسوقت تک قاضی کے
ستر ہزار قران (ایرانی سکہ جو کہ چھ پنیس یعنی چار آنہ کے برابر ہوتا ہے) ہم پر قرض ہو چکے
تھے اس تفصیل سے کہ میرے چچا نے ساٹھ ہزار لیے تھے اور مین نے دس ہزار -
یہ نیک شخص ہمارے ہمراہ سلام نامی پہاڑی تک گیا جو تربت عیسیٰ سے پانچ منزل
ہے یہان سے امام ہشتم علیہ السلام کا گنبد مطہر دکھلائی دیتا تھا - اس مزار پر خدا کا نور برستا
تھا جسے دیکھکر مجھے تسکین ہوئی اور بعد فاتحہ دعا کی - جب وہان سے روانہ ہوئے
تو چھ عربی گھوڑے زیور سے آراستہ اور ہر طرح درست دو گاڑیون مین جوتے ہوئے
ملے اور ایک ہزار سوار اونکے پیچھے تھے - یہ لوگ اوس مبارک مزار کے خدام تھے
اور گاڑیان اور گھوڑے شاہ کے چچیرے بھائی کے تھے - الغرض نہایت شان و شوکت
سے ہم ایک محل مین فروکش ہوئے - تین روز ہم امام علیہ السلام کے مہمان رہے اور
بعدہٗ شاہ کے - اونکے چچیرے بھائی ترکمان لوگون سے لڑنے گیے تھے اور وہان
موجود نہ تھے لیکن دس روز بعد وہ واپس آ گئے اور اونہون نے میرے چچا اور اونکے بیٹے
سرور خان اور میری اور چند دیگر افسرون کی دعوت کی اور نہایت خلوص سے اظہار محبت کیا -
دوسرے روز شاہ کے چچا حمزہ میرزا ہم سے ملنے آئے - ملاقات کے بعد مین دوبارہ
متبرک مزار پر گیا اور خاک پر جبہ فرسائی کی تاکہ میری آنکھون کو نور اور دل کو تقویت اور تسکین
حاصل ہو - وزیر شاہ نے جو کہ اس مقدس مزار کا متولی ہے میری دعوت کی اور مین نے
خوشی سے منظور کیا - مشہد مین مین پندرہ روز مقیم رہا اور اوسی عرصہ مین مجھے خفیف بخار
بھی آیا لیکن خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہو گیا - دوسری مرتبہ جب شاہ کے چچا سے
ملنے گیا تو مین نے کہا کہ اگر مجھے درہ گز و طشرن اور ارگنج کی راہ سے ترکستان جانے کی
اجازت دی جائے تو عین عنایت ہو - مین نے یہی خواہش ظاہر کی کہ ایک رہنما میرے

ساتھ کردیا جاسے تاکہ مجھے سرحد ایران تک بمقام درہ گز پہونچا دے جہان اللہ یار خان
گورنر تہا - اونہون نے جواب دیا کہ آپکی درخواست پر کوئی حکم بلا شاہ کی منظوری کے نہین
دیا جاسکتا لیکن مین اوسے ابہی بذریعہ تار ارسال کرتا ہون - دو روز بعد شاہزادہ کا ملازم میرے
پاس آیا اور حقہ اور چاہ پیکر مجہہ سے کہا کہ میرزا منشی سلطنت کے پاس شاہ کی اجازت
کے لیے تار بہیجا گیا تہا لیکن قبل از منظوری درخواست شاہ چاہتے ہین کہ آپ طہران
جاکر اون سے ملاقات کرین اور اوسکے بعد اگر آپ ترکستان جانا چاہین تو آپکو اجازت
دی جائیگی - مین نے جواب دیا کہ بالفعل میرا طہران جانا مناسب نہین اگر افغانستان
پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے اور کہین انتظام نہوگا تب مین واپس آکر شاہ کی خدمت مین
حاضر ہون گا - اور یہ عقلمندی سے بعید ہوگا کہ اس وقت ایسے عظیم الشان پادشاہ سے
ملکر مین کسی دوسری جگہہ جاؤن اور دوسرے سے امداد چاہون اسلیے کہ اوس حالت
مین لوگ خیال کرینگے کہ شاہ نے امداد سے انکار کیا جس سے کہ شاہ کی ایک قسم کی
توہین متصور ہے - میرے جواب پر غور کرنے کے لیے اوس ملازم نے دو روز کی مہلت
چاہی چوتھے روز پہر آیا اور کہا کہ شاہ چاہتے تو یہی تھے کہ آپ اون سے مل لین لیکن اگر
آپ کا ارادہ نہو تو جب دل چاہے ترکستان جاسکتے ہین شاہ آپ پر ہمیشہ پدرانہ نظر رکہین گے
اور چاہتے ہین کہ آپ بہی ایران کو اپنا وطن سمجھین - مین نے نہایت گرمجوشی سے ان
تمام مہربانیون کا شکریہ ادا کیا اور ملازم سے کہا کہ شاہ کی خدمت مین کریمانہ الطاف کی میری
جانب سے دست لبستہ درخواست کرے - اسکے بعد اوس نے شاہزادہ کی جانب سے
مجھے ایک خط علی یار خان کے نام اور ایک مہمندار اور دس سوار دیئے - چھہ دن کوچ کے
بعد ہم وہان پہونچگئے اور اللہ یار خان ایک ہزار سوار لیکر ہم سے ملنے آیا - درہ گز کے باہر ایک
باغ ہمارے قیام کے لیے تجویز کیا - یہ مقام صحت کے لیے نہایت عمدہ تہا اور وہان ہر طرح کا

آرام تھا۔ اس شخص نے اسطرح ہماری خاطر و تواضع کی جیسا کہ کوئی قدیم دوست کرتا ہے
اور ایک مہینے تک مجھے اپنے پاس رکھا۔ اس عرصہ کے لیے اوس نے ترکمانون سے
کچھہ ضمانت بھی میری حفاظت کے متعلق لی اس لیے کہ یہ لوگ بڑے قزاق تھے۔

اوسی زمانہ مین چند ترکمان سوداگر ایک ہزار اونٹ تجارتی اسباب کے ورہ گز فروخت
کے لیے لائے میری حفاظت جان کے لیے علی یار خان نے اونہین بطور ضامن
کے رکھا اور مین طژان کے تین سردارون کے ساتھہ وہان سے روانہ ہوا۔ ایک
کا نام ازبک تھا دوسرے کا عزیز اور تیسرے کا ارتق اور یہ تینون شخص ارگنج تک
میری رہنمائی کے لیے مقرر ہوئے۔ خود خان ڈیڑہ ہزار سوار لیکر اشک آباد تک میرے
ہمراہ آیا۔ راہ مین چانول کے کھیتون مین شکار خوب تھا اور چونکہ ہمارے پاس بندوقین
اور گھوڑے اچھے تھے دو تین گھنٹہ روز شکار سے دل بہلاتے تھے۔

جب اشک آباد سے آگے بڑھے تو خان ہم سے رخصت ہوا لیکن چند سوار میرے
ساتھہ رہنے دئے کہ واپس جاکر اوسے ہمارے بخیریت پہونچنے کی خبر دین اوس روز تمام
شب ہمنے کوچ کیا اور صبح کے وقت اوس جنگل مین پہونچے جو کہ ہرات کی ندیون کے
چارون طرف واقع ہے۔ ان ندیون کے کنارون پر خربزے اور تربوز بوئے ہوئے تھے
یہان کے باشندون کا قاعدہ ہے کہ جب یہ پھل تیار ہونے لگتے ہین تو وہ کھیتون مین
اکثر بود و باش اختیار کرتے ہین اور سوائے ان پھلون کے اور کچھہ نہین کھاتے۔ اون کے
گھوڑے بھی سینٹھے کھاتے ہین۔ اس لیے کہ اور کسی قسم کی گھاس وہان نہین ہوتی
دوسرے دن ہم طژان پہونچے اور ہان خانہ بدوش لوگون کے ساتھہ پانچ روز تک ٹھیرے
رہے کہ ایک تو کھانے پینے کا سامان مہیا کرنا تھا دوسرے اپنی صحت کے لیے
ایک گھوڑے نے میرے پیر مین لات ماری تھی۔ اس لیے مجھے آرام کرنے کی ضرورت تھی

چہٹے دن ہم آز گنج روانہ ہوئے - جو تین سردار رہنمائی کے لیے میرے ساتھ آئے تھے اونمین سے ایک واپس گیا اور باقی دو عزیزداد ازبک میرے ہمراہ رہے - ہمنے تمام شب دوسرے دن دس بجے صبح تک کوچ کیا اور ایک کنوئین پر پہونچے جسکا پانی تلخ تہا - دو روز قیام کے بعد دوپہر کے وقت پہر چلے اور صبح تک چلتے رہے اور صرف گہوڑون کو دانہ کہلانے کے لیے تہوڑی دیر راہ مین ٹہیرے - چوتھے دن دس بجے شب کو ایک اور کنوان ملا جسکا پانی پہلے کنوئین سے بہی زیادہ تلخ اور غلیظ تہا لیکن ہمین مجبوراً پینا پڑا - ہمارے گہوڑے اسقدر تہک گیے تھے کہ اور آگے نہ بڑہ سکے اس لیے اونہین کامل آرام دینے کے لیے ہمین چہہ روز وہان قیام کرنا پڑا - اِسکے بعد ہم شب کے وقت کوچ کرتے تھے اور دن کی گرمی کسی مقام پر سو کر گذارتے تہے یہانتک کہ ایک قافلہ ترکمانون کا ملا جو کہ یہ سمجھکر کہ ہم ایرانی تھے اور اون پر حملہ کرینگے چہپ گیے -

اِس موقع پر یہ کہنا ضرور ہے کہ ایرانی اور ترکمان ایک دوسرے کے سخت دشمن ہین گو دونون مسلمان ہین لیکن اونکے مُلا شیطان کے ایسے غلام ہین کہ ایک دوسرے کے قتل کی ہدایت کرتے ہین - اس خواری اور رسوائی کا باعث جہالت ہے - خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ تمام مسلمان آپسمین بہائی اور اجزاے یکدیگر ہین لیکن یہ دونون فرقے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے جہالت کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھہ ایسا برتاؤ رکہتے ہین جیسا کہ مشرکون کے ساتھہ - دوسرے مذہب والے جو مسلمانون پر غالب آتے ہین اوسکی یہی وجہ ہے کہ مسلمانون مین اتفاق نہین - اسلام مین کسی قسم کا نقص نہین یہ صرف ہمارا قصور ہے کہ ہم عیبون سے پُر ہین -

ہمکو چند ترکمانون سے یہ دریافت کرنے کا موقع ملا کہ کوئی کنوان بہی نزدیک ہے یا نہین اونہون نے جواب دیا کہ جو رفتار ہماری تہی اوسیطرح چلتے رہے تو طلوع آفتاب کے

قبل ایک کنوان ملیگا - ہم اوس وقت تک چلتے رہے کہ آفتاب خوب بلند ہو گیا دہوپ
تیز ہو گئی - اور گہوڑے آگے بڑہنے سے رہ گیے لیکن کنوئین کا نام و نشان نہ تہا - ہماری
زبانین پیاس سے کانٹا ہو گئین اور گہوڑون کی زبانین سوکہ کر لکڑی ہو رہی تہین - بعض
گہوڑون کی زبانین مین نے چاک کر کے دیکہین مطلق خون نہ نکلا اور ایک نیبو کاٹ کر
مین نے اپنے منہ مین نچوڑا اور اپنی زبان گہوڑے کی زبان سے رگڑی لیکن مطلق
نمی پیدا نہ ہوئی -

پانی نہ ملنے کی وجہ سے مجہے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ ہر انسان کے جسم مین خود
دوزخ موجود ہے اس لیے کہ وہ پانی نہ پاکر آگ کی طرح گرم ہو جاتا ہے - شام کے
قریب ہمین ایک کنوان ملا لیکن صرف چار آدمی میرے ساتہہ پہونچے باقی شدت تشنگی سے
گر پڑے اور پیچہے رہ گیے - تہوڑا پانی پیکر مجہے ان چہوٹے ہوئے لوگون کا خیال آیا اور
اونکی مصیبتون کو یاد کر کے میرے آنسو نکل آئے - مین نے دیکہا کہ ایک گہوڑا جو کہ اشک آباد
کے لوگون سے مجہے ملا تہا دوسرون کی نسبت کم تہکا ہے دو ڈول پانی کے اوسپر رکہے
اور ایک شخص سے کہا کہ واپس جاکر باقی ساتہیون کو تلاش کرے - اوسے ہدایت کی
کہ گہوڑے کی ٹاپ کا نشان دیکہتا جاے اور ایک قطب نما بہی دیا کہ اگر راہ بہولے تو
اوس سے مدد لے - اس طریقہ سے میرے تمام ساتھی اوسے ملگئے - پیاس کی وجہ سے
وہ گہوڑون پر سے نیچے گر پڑے تہے - تہوڑا تہوڑا پانی اوس نے ہر شخص کے منہ مین
ڈالا رفتہ رفتہ سب کو ہوش آیا اور وہ مجہسے آکر ملے - اوس کنوئین پر ہم سات روز رہے
اور ترکمانون کا وہ قافلہ بہی جسکا مین نے اوپر ذکر کیا ہے پہونچا - اونکو جب میرا حال معلوم ہوا
تو اونمین سے بعض شخص آئے اور مجہسے معذرت کی کہ ہم نے آپکو ایرانی سمجہکر غلط راستہ
بتلا دیا تاکہ پیاس سے مرجائین - میرا کہانے کا سامان بہی ختم ہو چلا تہا اسلیئے اونہون نے

چار روز کا سامان ہمین دیا اور تین روز کے قابل مین نے اور خرید کرلیا۔ وہ دوسرے ہی دن
روانہ ہوگیے لیکن ہمنے وہان تین روز اور قیام کیا۔ اوس کنوئین سے خیوا پانچ روز کا راستہ تہا۔
ہم خیوا کی طرف روانہ ہوے اور شہر کے باہر چند درختون کے نیچے ٹہیر کر خورونوش
کا سامان خریدنے کے لیے چند آدمی بہیجے۔ خان خیوا نے میرے نوکرون سے
دریافت کیا کہ کس کے واسطے یہ چیزین خریدتے ہو اور اونکے جواب دینے پر کہ اپنے
آقا سردار عبد الرحمن پسر افضل خان متوفی کے لیے جنکے دادا امیر دوست محمد خان
اعظم تہے انہون نے اپنے وزیر سے کہلا بہیجا کہ نہایت نامناسب ہے کہ آپ ایسی
تکلیف کے ساتھ شب بسر کرین۔ اصرار کرکے ہمکو شہر مین لیگیا جہان کہ چند عمدہ مکانات
ہمارے قیام کے لیے آراستہ کرر کہے تہے اور نہایت گرمجوشی سے ہمارا استقبال
کیا اور خاطر و تواضع کی۔

دو روز کی دعوت کے بعد خان خیوا اور اُرگنج نے اپنے وزیر کے ذریعہ سے
اطلاع دی کہ ہمارا ارادہ ہے کہ آپسے آکر ملاقات کرین۔ مین نے جواب دیا کہ چونکہ مین
ایک اجنبی اور معمولی شخص ہون زیادہ مناسب ہوگا کہ مین خود آپسے آکر ملون علی ہذالقیاس
مین گہوڑے پر سوار ہو کر محل گیا۔ وہان جا کر ساٹھ توپین اور توپون کی گاڑیان دیکہین لیکن تمام
توپچی حبشی تہے۔ اس سے پہلے مین نے کبہی اتنے حبشی یکجا نہین دیکہے تہے
اونہون نے پچاس توپین سلامی کی سر کین اور خان میرے استقبال کے لیے باہر آئے
مین نے گہوڑے سے اوتر کر مصافحہ کیا اور ہم دونون ہاتہ مین ہاتہ دیئے ہوئے دربار کے
کمرے مین داخل ہوئے۔ اوس زمانہ مین مین ترکی زبان نہین جانتا تہا اسلیئے خان نے
ایک ترجمان مقرر کیا جو ہماری گفتگو ایک دوسرے کو سمجہا دیتا تہا۔ ہمنے دو گہنٹے گفتگو کی۔
اثنائے گفتگو مین اونہون نے کہا کہ مین آپکو بجائے تیرے بہائی کے سمجہتا ہون اس لیے

کہ جب آپ کے والد بلخ مین تھے تو میرے والد سے اون سے بڑی دوستی تھی
خدا کا شکر ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئی۔ ساتھ ہی اپنی حکومت کے دو شہر منجملہ سات
شہرون کے مجھے دینے لگے اور کہا کہ جب آپکا دل بلخ جانے کو چاہے مین ایک
لاکھ سوار اور پیدل آپکو عاریتًا دیسکتا ہون جو کہ شہر فتح کرینگے اور مین اور آپ دوست
اور ہمسایہ رہین گے۔ مین نے اونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ چند روز مین اس کا جواب
دونگا اور چند اور باتین بطور دوستانہ صلاح کے کہون گا جو کہ آپکے لیے مفید ثابت
ہونگی۔ مین رخصت ہوا لیکن اونکے نوکر نے جو کہ میری رہنمائی کر رہا تھا کہا کہ خان نے
ایک اپنے ہی مکان مین آپکے قیام کا بندوبست کیا ہے آپ اپنے ساتھیون کو باغ
مین پائینگے۔ یہ باغ اور مکان شہر سے دو سو قدم کے فاصلہ پر تھا اور باغ مین نہایت
عمدہ عمارتین تھین۔

قریب دو گھنٹے بعد خان کے خزانچی نے آکر کہا کہ میرے آقا نے مجھے حکم دیا ہے
کہ جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو آپ مجھسے لین۔ دو لاکھ اشرفیون تک مین دیسکتا ہون
وزیر نے بہی اسکی تصدیق کی۔ مین نے کہا خدا تمہارے خان کو سرسبز رکھے اور ترقی
دے میرے پاس کافی الفاظ نہین ہین کہ مین اونکی نوازش و عنایتون کا شکریہ ادا کرون
دو لاکھ اشرفیان لیکر مین کیا کرون گا۔ میرا روزانہ خرچ صرف تیس قران ہے۔ دوسرے دن
خزانچی ایک ہزار اشرفیان لایا اور کہا کہ خان کا حکم ہے کہ روزانہ ایک ہزار اشرفیان حاضر
کیا کرے۔ بہت سے انکار کے بعد مین نے اونہین قبول کیا اور اوس شخص سے کہا کہ اشرفیان
میرے خزانچی کو دیدو۔ اسطرح ہر روز وہ اشرفیان لاتا تھا حالانکہ جیسا کہ مین کہہ چکا ہون
میرا روزانہ خرچ صرف تیس قران تھا۔

پانچ روز بعد وزیر نے آکر اوس گفتگو کا جواب مانگا جو کہ مجھسے اور خان سے ہوئی تھی

اور نیز جس نصیحت کا مین نے وعدہ کیا تہا اوسے دریافت کیا۔ مین نے کہا کہ اگر دیگر عمال
اتفاق کرین تو بہتر ہوگا کہ خان مجھے بطور ایلچی کے روس بہیجین اور چند اپنے معتمد افسر بہی میرے
ساتہہ کردین تاکہ وہ گورنمنٹ روس سے مناسب شرائط اور عہد و پیمان کرلین۔ ورنہ میرا
خیال ہے کہ ایک روز روسی فوج ارگنج پہونچ جاے گی اور حفاظت کے لیے چند سپاہی
جو آپ نے وہان رکہے ہین وہ ایسی بڑی طاقت کا مقابلہ نکر سکین گے۔ خان نے میری
راے کی نسبت اپنے صلاح کارون سے مشورہ لیا لیکن چونکہ اون لوگون کو کسی بڑی
قوم کی طاقت کا اندازہ و تجربہ نہ تہا میری راے سے اختلاف کیا اور کہا اگر روسی ارگنج
کے قریب آئے تو گویا موت کے منہہ مین آئین گے۔ مین نے جواب دیا کہ اگر لوگ اسقدر
ناواقف ہین تو مین یہان نہین ٹہیر سکتا جسے سنکر وزیر نے خان کی ایک تجویز پیش کی
اور وہ یہ تہی کہ مین اونکی لڑکی سے نکاح کرلون تاکہ رفتہ رفتہ لوگ میری راے کو منظور کرین۔
مین نے جواب دیا کہ اگر مین خان کی تجویز منظور کرون تو بہت جلد لوگ حسد کرنے لگین گے
اور میرے دشمن ہوجاینگے۔ اسلیے میرا یہان رہنا مناسب نہین ہے اور مین بخارا جاونگا
وزیر نے یہ سنکر افسوس کیا اور مجھے سمجہایا کہ شاہ بخارا نے آپکے اون ساتہیون کو جو کہ وہان
گیے معمولی کہانا تک نہین دیا اور آپ کے چچیرے بہائی اسحاق خان کو نظر بند
کر رکہا میری راے مین آپ اپنے آدمیون کو وہان سے بُلالین۔ لیکن مین نے اصرار
کیا اور کہا کہ مجھے کام ہے مین ضرور جاؤنگا آپ اپنے خان سے مجھے اجازت
منگا دین۔ وزیر نے وعدہ کیا کہ کل جواب لاؤنگا اور رخصت ہوا۔ دوسرے دن اوس نے
آکر کہا کہ خان کو آپ کے تشریف لے جانے کا نہایت افسوس ہے لیکن چونکہ آپ
اصرار کرتے ہین اسلیے وہ مجبوراً آپکو اجازت دیتے ہین اور امید کرتے ہین کہ آپ دو روز
اور قیام کرینگے تاکہ آپکے سفر کا انتظام کیا جائے۔

تیسرے دن خان نے مجھے ڈیڑھ سو سفر معہ رسد اور قالین اور خیمون کے دئے اور جب مین اون سے رخصت ہونے کے لیے گیا تو اونہون نے نہایت افسوس ظاہر کیا
پانچ روز چلنے کے بعد مین دریاے جیحون پہونچا اور سر حد غوز اور شور آب خان کے قریب عبور کیا یہ مقام اب سلطنت روس کے ماتحت ہے - وہان سے سات دن کوچ کے بعد قرا کول پہونچا جو شاہ بخارا کا علاقہ ہے - میرے نوکر جو وہان تھے اور نیز میرے چچیرے بھائی اسحاق خان میرے پہونچنے کی خبر سنکر خوش ہوئے اور اظہار خوشی کے خط بھیجے - تیسرے دن بخارا پہونچکر معلوم ہوا کہ بموجب ہدایت گورنمنٹ روس کے شاہ بخارا امیر سر ایگ سے بمقام حصار اور کولاب لڑنے کیلئے گیے تے اِس لیے کہ اوس نے روسی اطاعت قبول نہین کی تھی - چونکہ شاہ سے مجھ سے کسیقدر دوستی تھی مین نے اونہین اپنے آنے کی اطلاع دی اور لکھا کہ چونکہ مین تھوڑے عرصہ مین سمرقند جانے والا ہون آپ مجھ سے ملنے کی نسبت کیا فرماتے ہین آپکی واپسی تک بخارا مین رہون یا حصار آکر آپ سے ملاقات کرون - اِس بے مروت پادشاہ نے مجھے اپنے پاس بلایا - خان خیوا نے جو اشرفیان مجھے دی تھین مین نے اونہین نکالا اور سواری کے گھوڑے اور دیگر ضروری اشیا خریدکین - خان نے جو اونٹ مجھے دئے تھے وہ بھی مین نے فروخت کردئے اور اِس طرح اپنے ساتھ پانچ سو سوارون کے لیے جانیکا انتظام کیا جو غلام کہ خان نے مجھے دئے تھے اونکو بھی آزاد کردیا اور دس روز مین حصار پہونچا - راہ مین ایک اونچی جگہ دیکھی جو کہ شاہ کی خیمہ گاہ کے لیے تجویز کی گئی تھی اور خون سے سرخ ہو رہی تھی - پہلے مین نے خیال کیا کہ نئے ملک کی فتح پر خوشی کرنے کی غرض سے خیرات کے لیے گائین ذبح کی گئی ہونگی اور دریافت کیا کہ خیمہ گاہ سے دور کیون نہین ذبح کی گئین گانون والون نے آہ سرد بھر کر جواب دیا

کہ یہ آدمیون کا خون ہے گاؤن کا نہین۔ معلوم ہوا کہ پندرہ روز ہوئے شاہ کا خیمہ اوس مقام پر نصب تہا کہ قلعہ ہرات کی فتح کی خبر آئی اور ایک ہزار قیدی اونکے روبرو لائے گیے۔ اونہون نے اپنے سامنے اونکے قتل کا حکم دیا۔ اس بے رحمی اور سنگدلی کی کیفیت سنکر مجھے صدمہ ہوا اور کہا کہ ممکن ہے کہ وہ خطاوار ہون لیکن قیدیون کو کوئی نہین مارتا ہے لوگون نے جواب دیا کہ سیکڑون بیچارے بے قصور اور بلا کسی قسم کی تحقیقات کے شاہ کے حکم سے قتل ہو چکے ہین۔ یہ سنکر مجھے تعجب ہوا اور مین نے خیال کیا کہ ترکستان پر بیوروسیون کو فتح حاصل ہوئی ہے اوسکی وجہ یہی ہے کہ مسلمان فرمانروا اپنے خدا اور اوسکے پاک مذہب سے غافل ہین۔ وہ مسلمانون کو غلام بناتے ہین اور خدا کی مخلوق کو بلا قصور قتل کرتے ہین۔ بادشاہ کو خدا اور اوسکے رسول کے احکام کی پرواہ نہین اور علما جو کہ اون احکام کے محافظ اور سکہلانے والے ہین اونکے خلاف ورزی عمل درآمد ہونے کا مطلق خیال نہین کرتے۔ مجھے نہایت ملال ہوا کہ بخارا مین جسکی نسبت مشہور تہا کہ وہان مذہبی پابندی زیادہ ہے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے کس قدر خلاف کارروائی کی جاتی تہی۔ مسلمانون کی اس قسم کی لاپروائی دیکہکر مجھے افسوس ہوا کہ وہ اپنے زعم اور خود بینی مین ایسے مدہوش ہین کہ دوسرے مذہب والے اونکی جہالت اور آپس کی نزاع سے فائدہ اوٹہاتے ہین۔ اون بیگناہون کی موت پر مین رویا جنکا وہان خون بہایا گیا تہا اور چند سواہون کو حکم دیا کہ خون پر مٹی ڈالکر قبرون کی صورت بنادین۔

وہ شب یاس اور رنج کی حالت مین گذری اور صبح حصار کی طرف روانہ ہوا جہانکہ شاہ نے ایک ہزار سوار اور چند افسر میرے استقبال کے لیے بہیجے تہے ایک مکان مین فروکش ہوا جو کہ میرے لیے مقرر کیا گیا تہا۔ تین دن بعد شاہ نے مجھے بلایا اور مین اوسسے

ملنے کے لیے گیا - جب واپس آیا تو اونہون نے دس ہزار تنگے اور چند پارچہا ئے کمخواب میرے پاس بہیجے -

چند روز حصار مین قیام کرکے مین سمرقند روانہ ہوا - روسی گورنر مجہسے نہایت مہربانی سے ملا اور مجہے اور میرے نوکرون کو رہنے کے لیے مکانات دئے اور ہر طرح مہمان نوازی کی - تہوڑے سے عرصہ کے بعد وائسرائے ترکستان نے میری دعوت کی اور تاشقند بلایا - میرے سفر کا انتظام گورنر سمرقند نے کیا - وہان بہی نہایت مہربانی سے لوگ پیش آئے اور دوسرے دن وائسرائے نے ملاقات کے لیے بلایا - مجہہ سے نہایت اچہی طرح ملے اور پہر میرے پاس بازدید کے لیے آئے - اسکے بعد ایک جلسہ مین اونہون نے میری دعوت کی جہان کہ یوروپین عادات و اطوار کو مین نے نہایت دلچسپی سے دیکہا - اِن کے ہان قاعدہ ہے کہ مہمان ایک بڑے کمرے مین جمع ہوتے ہین اور مختلف کمرون مین چل پہر کر آپس مین گفتگو کرتے ہین چرٹ پیتے ہین یا پہل کہاتے ہین دو بجے شب تک یہ جلسہ رہا اور پہر سب اپنے اپنے گہر چلے گیے - دوسرے روز ولیسرائے بازدید کی ملاقات کے لیے آئے اور مین اپنے مکان کے دروازہ تک اونکے استقبال کو گیا - مزاج پرسی کے بعد مین نے چند تحائف پیش کیے یعنی ایک مرصع تلوار چہہ عدد کشمیری شال اور دو پارچے کمخواب کے دو گہنٹہ بعد وہ مجہسے رخصت ہوئے - دوسرے دن جنرل علی خانوف نے کہانے کی دعوت کی اور وہ دن نہایت اچہی طرح گذرا - اور جتنے روز مین وہان رہا دیگر جنرلون نے اپنے اپنے مکانون پر میری دعوتین کین -

اِس درمیان مین روسیون کا تیوہار جسے کرسمس کہتے ہین واقع ہوا - یہ اونکے خدا کے بیٹے کی پیدایش کا دن ہے - اوس روز وائسرائے نے اپنی گاڑی بہیجدی اور سکرٹری کے ذریعہ سے اپنے مکان پر میری دعوت کی - ہم دونون ایک ساتہہ سوار ہوئے اور

حسب معمول وائسرا سے مجھ سے پیدل آکر ملے اور اوسی کمرے مین لے گیے جہانکہ پیشتر ملاقات ہوئی تھی - تمام افسر اور اونکی بیبیان اور بیٹیان وہان تھین ہر قسم کے کہانے پینے کی چیزین حلال اور حرام دونون موجود تہین - نصف شب تک لوگ کچھ نہ کچھ برابر کہاتے رہے لیکن بارہ بجتے ہی ایک دوسرے کا بوسہ لینا شروع کیا اور "کرسٹو کرسٹو" کہتے جاتے تھے - اسکے بعد ہم اپنے میزبان سے رخصت ہوے اور اپنے اپنے مکان واپس گیے -

تین روز بعد وائسرا سے نے پہر اپنا سکرٹری گاڑی لیکر بہیجا اور فوجی پریڈ دیکہنے کے لیے میری دعوت کی - پلٹن اور رسالہ اور توپخانے کے سپاہیون نے سلامی دی - سب انتظام نہایت عمدہ تہا اور اخیر مین ایک مصنوعی سرنگ بہی اُڑائی گئی - دوسرے روز سکرٹری پہر آیا اور کہا کہ میرے آقا آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہین - مین اوسکے ہمراہ گیا - چاے پینے کے بعد وائسرا سے نے کہا کہ زار روس نے بذریعہ تار آپکی مزاج پرسی کی ہے مین نے شکریہ ادا کیا - اسکے بعد اوس نے کہا کہ شہنشاہ روس نے آپکی دعوت کی ہے کہ پیٹرسبرگ جاکر اون سے ملاقات کرین تاکہ وہ اپنے دوستانہ تعلقات کا اپنی زبان سے آپکو یقین دلائین - مین نے جواب مین اونہین یقین دلایا کہ مین سلطنت زار کو امن وسلامتی کا ماوی وملجا سمجھتا ہون اور ایک بڑی آرزو کے اظہار کیلئے آیا ہون جسمین اُمید ہے کہ مجھے کامیابی ہوگی - وائسرا سے نے پوچھا کہ آپ پیٹرسبرگ جائینگے مین نے کہا کل جواب دونگا اور رخصت ہوکر مکان واپس آیا - اپنے معتمد اور رازدار صلاح کارون سے اسکے متعلق مشورہ لیا - اونہون نے بالاتفاق کہا کہ ہم آپکو نہین جانے دینگے اِس لیے کہ بغیر آپ کے یہان کوئی کام نہو سکیگا - مین نے سمجہایا کہ روس مین او بہی لوگ میری طرح پناہ گزین ہین لیکن زار نے کسی کو ملاقات کے لیے نہین بلایا اِس لیے بہتر ہے کہ مین

اون سے جاکر ملون لیکن باوجود میرے اصرار کے وہ راضی نہ ہوئے۔ دوسرے دن
مین وائسرائے سے ملنے گیا اور چاء نوشی اور مزاج پرسی وغیرہ کے بعد اون سے کہا
کہ شہنشاہ روس نے نہایت مہربانی کی جو میری دعوت کی لیکن مین یہان ابھی تازہ
وارد ہون اور پانچ سو آدمی میرے ہمراہ ہین جو کہ دور دراز مسافت طے کر کے یہان آئے
ہین اسلیے مین یہان کچھ روز آرام کرنا چاہتا ہون اور سفر کی تیاریان بھی کرونگا اسکے بعد
اگر زار نے مجھے بُلایا تو مین جاؤنگا۔ وائسرائے نے جواب دیا بہت اچھا مین زار کو تار
دیتا ہون۔

دو روز بعد سکرٹری بہر گاڑی لیکر آیا اور مجھے وائسرائے کے پاس لیگیا۔ اونہون نے
کہا کہ وزیر اعظم کو تار دیا گیا تھا جسکا جواب یہ آیا ہے کہ زار نے آپکی تجویز کو منظور فرمایا اور حکم دیا
ہے کہ آپکے قیام کے لیے سمرقند یا تاشقند مین جہان آپ بہتر سمجھین ایک جگہہ خرید کیجائے
نیز ساڑھے بارہ سو تنکہ (ایک روسی سکہ) ماہوار میرے اخراجات کے لیے مقرر کیے۔ مین نے
کہا کہ مین شہنشاہ کی پناہ مین آیا ہون اور جو عنایت وہ فرماتے ہین اوسے منظور کرتا ہون۔
مجھہ سے یہ بھی کہا گیا کہ زار نے آپکی اور آپ کے افسرون کی تصویرین طلب کی ہین۔
مین نے اس سے بھی انکار نہ کیا اور یہ کہکر کہ کل تیار ہو جائینگی رخصت ہوا۔ دوسرے دن
سکرٹری ہمین ایک فوٹو گرافر کے ہان لیگیا۔ لیکن میرے ملازمون نے تصویر کھچوانے سے
انکار کیا اور کہا کہ جو تصویر کھچواتا ہے وہ بیدین ہو جاتا ہے۔ اب تک تو میرا خیال تھا
کہ میرے ساتھیون مین کچھہ عقل ہے لیکن یہ سنکر میری راے تبدیل ہو گئی۔ سکرٹری
نے مجھ سے دریافت کیا کہ ان لوگونکی تصویر کیون نہ کھچوائی۔ مین نے کہا کہ اونمین سے کوئی
میر افسر یا کسی قبیلہ کا سردار نہین بلکہ سب میرے معمولی ملازم ہین اسلیئے گو مین اونکی عزت
کرتا ہون تاہم وہ اس درجے کے نہین ہین کہ اونکی تصویر شہنشاہ کے پاس بھیجی جائے۔ سکرٹری

سے کہا کہ واقعی آپکی راے نہایت باصواب ہے اس لیے کہ اگر زار نے دریافت کیا
ہوتا کہ اِن لوگون کا کیا عہدہ ہے تو اسکا کوئی جواب ہمارے پاس نہ تہا۔ آیندہ مین نے
اپنے ملازمون سے کبہی اس بارہ مین دریافت نکیا اسلئے کہ دو بارہ انکار کر چکے تہے
دوسرے اون کی فہم و فراست کی میرے نزدیک زیادہ وقعت نہ تھی۔ چند روز بعد
سکریٹری مجہے گورنر کے ہان ایک جلسہ مین لیگیا جہانکہ نصف شب تک گانا بجانا خور و نوش
اور تماشہ رہا۔ اِس موقعہ پر مین نے اپنے ساتھیون کی نگرانی کے لیے سمرقند جانے کی
اجازت چاہی جسے کہ گورنر نے منظور کیا اور جنرل ابراموف کے نام مجہے ایک خط دیا۔
دوسرے دن مین جنرل کافمن وائسراے سے ملنے دیا اور رخصت ہو کر
اوسی راہ سے سمرقند روانہ ہوا جس راہ سے کہ آیا تہا۔ وہان پہونچکر جنرل ابراموف سے
ملاقات کی اوہون نے کہا کہ وائسراے کا حکم ہے کہ جو مکان اور باغ آپ پسند کرین
آپکے لیے خرید کیا جائے اور ایک لاکہہ روبل تک قیمت دینے کی اجازت دی ہے
مین نے جواب دیا کہ شاہ بخارا کے چند باغ ہین مین اپنے نوکرون کو دیکہنے کے لیے
بہیجونگا۔ اور اوسکے بعد آپکو جواب دونگا چند روز میرے نوکرون نے دیکہا بہالا اور
مین نے بہی تلاش کی اور پہر جنرل کو لکہدیا کہ قلندر خانہ کے دروازہ پہ ایک باغ ہے
جو کہ گورمنٹ بخارا کا ہے اوسمین دو ایکڑ زمین ہے۔ اچہی جگہہ واقع ہے اور اوس مین
پانی کے چشمے بہی ہین۔ مین اس لیے اسے پسند کرتا ہون کہ یہ سرکاری باغ ہے
آپ اور کوئی باغ خرید کرکے روپیہ ضایع نہ کرین۔ الغرض مین وہان رہنے لگا اپنے چچیرے
بہائی سردار اسحاق خان کے لیے ایک مکان شہر مین رہنے کو لیا اور سمرقند
کے لوگون سے ایک مکان اپنے نوکرون کے واسطے لیا۔
چند روز بعد وہی سردار جنہون نے میرے زار سے پاس عرض حال کے لیے جانیکی

مخالفت کی تھی ایک ایک کرکے مجھ سے رخصت ہونے لگے اور بعض بلا اجازت چلے گیے سپاہیون نے وفاداری سے میری خدمت کی اور میرا ساتھ نہ چھوڑا۔ لیکن سردارون سے تو ہمیشہ مجھے تکلیف رہی۔

اقامت سمرقند

(سنہ ۱۸۷ع لغایتہ سنہ ۱۸۸ع)

سمرقند کے زمانہ قیام مین بہت سے واقعات پیش آئے جنکا اگر ذکر کرون تو یہ کتاب کبھی ختم نہو۔ اسلیئے مین صرف اون امور کو بیان کرون گا جن سے کہ میری رعایا کو فائدہ پہونچے۔ کل گیارہ سال مین سمرقند مین رہا اور اپنا تمام وقت شکار کھیلنے مین صرف کیا بیس سواری کے گھوڑے و تل باربرداری کے نچر ہمیشہ میرے اصطبل مین رہتے تھے اور پندرہ سوار یک نالی اور دو نالی بندوقون سے مسلح میرے ہمراہ جاتے تھے۔ نیز شکرے باز اور دیگر شکاری چڑیان میرے ساتھ ہوتی تہین۔ الغرض اسی قسم کی تفریح سے اپنا غم غلط کیا کرتا تہا۔ اپنے سپاہیون کو پانچ پانچ روپے ماہوار تنخواہ دیتا تہا اور دیگر ملازمون کو اونکے درجہ کے مطابق جیسا کہ مین پہلے لکھ چکا ہون میرے بہت سے ساتھی مجھ

چھوڑ کر چلے گئے تھے لیکن اسکا مجھے کچھہ افسوس نہ تھا ہمکو اکثر روپیہ کی تکلیف
رہی اس سبب کہ ہمارے اخراجات بہت زیادہ تھے اور گورنمنٹ روس سے جو وظیفہ
ملتا تھا وہ نہایت قلیل تھا۔ لیکن چونکہ روسیون پر میرا کسی قسم کا حق نہ تھا جو کچھہ وہ مجھے
دیتے تھے اوسکے لیے مین اونکا نہایت ممنون و مشکور تھا۔ سرکاری افسرون سے
جب کبھی مجھہ سے خرچ کے بارہ مین گفتگو ہوئی مین نے برابر یہی کہا کہ جو کچھہ مجھے دیا جاتا ہے
اوس کا بھی مین مستحق نہین ہون۔ اور اونکی اِس مہربانی کی تلافی کے لیے دعا مانگتا تھا
کہ خدا اونکی سلطنت کو قایم رکھے۔ اپنے تیوہارون کے موقعون پر جنرل ابراموف اور دیگر
افسر میری دعوت کرتے تھے اور مین خوشی سے اونکے ہان جایا کرتا تھا۔ جنرل ابراموف
مجھہ سے ہمیشہ دوستانہ برتاو رکھتے تھے اور جب کبھی مجھے روپیہ کی ضرورت ہوتی
تھی تو مین اپنے خزانچی (سردار عبد اللہ خان پسر عبد الرحیم خان متوفی جو کہ اِسوقت قطغان
اور بدخشان کا گورنر ہے) کو اونکے پاس بھیجدیتا تھا اور وہ مجھسے ملاقات کا وقت مقرر کرتے
تھے۔ اِن ملاقاتون کے وقت مین اون سے اپنی پوری کیفیت بیان کر دیتا تھا۔ غرضکہ
میری خوب تعظیم و تکریم ہوتی تھی اور درباری آداب و رسومات کی پابندی سے مین بری
تھا۔ روسی افسرون کے ساتھہ ملنے مین مجھے ہر طرح کی آزادی تھی اور جب کبھی ضرورت
ہوتی تھی مین اون سے ملتا تھا اور وہ مجھسے ملاقات کرتے تھے۔ میری عادت تھی کہ
مہینہ مین دس یا پندرہ روز اپنے مکان پر رہتا تھا اور باقی شہر کے باہر شکار کھیلنے مین
صرف کرتا تھا۔

اس طرح یہ گیارہ سال روسی عملداری مین بسر ہوئے۔ مجھے فکر اور غم تھا تو اِس کا
کہ اپنی بی بی والدہ اور اپنے بیٹے عبد اللہ کی خیر و عافیت کی مطلق خبر نہ تھی اور یہ
سب قید تھے۔ سمرقند مین دو سال رہنے کے بعد روسیون اور افغانون مین ارادہ رسم

بڑھتی گئی اور شیر علیخان اور روسی گورمنٹ مین خط وکتابت بھی زیادہ ہوتی گئی - مجھے معلوم ہوا کہ محمد عالم خان گورنر بلخ - امیر مظفر شاہ بخارا کے پاس ایلچی بھیجا کرتا تھا اور وہان سے جنرل ابراموف اور وائسراے تاشقند کے پاس خطوط بھیجے جاتے تھے - روسی اِن خطون کا جواب بھی اوسی ذریعے سے ارسال کرتے تھے یہانتک کہ یہ بات عام طور پر مشہور ہو گئی اور اخبارون مین بھی شایع ہوئی - لیکن چونکہ ناظرین اِن واقعات سے واقف ہونگے مین صرف اپنا قصہ بیان کرتا ہون -

سمرقند پہونچکر مین نے میر بدخشان کی لڑکی سے شادی کی اور دوسرے سال خداوند تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا فرمایا جسکا نام مین نے حبیب اللہ رکھا - اس وقت میری اولاد مین وہ سب سے بڑا ہے اور ولیعہد بھی ہے - دوسرے سال خدا نے مجھے ایک اور فرزند عنایت کیا جسکا نام نصر اللہ رکھا اور اسی طرح دو اور لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی لیکن اون تینون نے چھوٹی عمر مین قضا کی -

میرے قیام کے چند سال بعد روسیون نے شہر سبز کی طرف فوج بھیجی اور جنرل ابراموف نے مجھے بھی معہ اپنے ساتھیون کے ہمراہ جانے کے لیے کہا - مین نے جواب دیا کہ پہلے ہی وائسراے اور آپ سے کہہ چکا ہون کہ روسی ملازمت مین ہرگز قبول نہین کرونگا لیکن اگر آپ چاہین تو مین سمجھا کر میر ہاے شہر سبز کو آپ کے سلام کیلیے لا سکتا ہون تاکہ وہ آپکی شرائط قبول کرلین - جنرل ابراموف نے کہا کہ اب یہ ممکن نہین ہے معاملہ حد سے تجاوز کر گیا ہے اور اعلانِ جنگ کر دیا گیا ہے - مین نے جواب دیا کہ مین آپکی فوج کے ساتھ نہین جا سکتا نیز یہ کہ اگر سمرقند مین بلوہ ہوا تو میرے تین سو ساتھی کیا کرینگے اسلیے کہ اونکے پاس ہتیار نہین ہین بہتر ہو کہ تین سو بندوقین اور کارتوس اونہین دیے جائین تاکہ ضرورت کے وقت کام آئین - اِن کے دینے کا

اوس نے وعدہ کیا اور میگزین کے افسرون نے اسکی تعمیل بھی کی - دو روز بعد شہر سبز پر فوج کشی کی گئی اور ساتھہ ہی شاہ بخارا کو لکھا گیا کہ وہ اپنی فوج قرغشی کی راہ سے اہل شہر سبز کے مرعوب کرنے کے لیے بھیجدین - روسی فوج نے قلعہ شہر سبز پر چار حملے کیے لیکن اوسے فتح نکر سکے - جنرل ابراموف کو گولی لگی لیکن زخم خفیف تھا - پانچ ہزار روسی سپاہیون مین سے جنہون نے کہ حملہ کیا تھا دو ہزار قتل اور زخمی ہوئے اسکے بعد روسیون نے کہلا بھیجا کہ چھہ روز لڑائی موقوف رہے روس کی ایسی بڑی سلطنت اپنی قسم نہین توڑیگی اور نہ وعدہ خلافی کریگی - شہر کے باشندون نے دہوکا کہا کر منظور کر لیا اور بارہ ہزار توپچیون مین سے جو کہ قلعہ مین تھے گیارہ ہزار اپنے اہل وعیال کو لانے کیلئے پہاڑیون کی طرف چلے گیے جس طرف سے کہ شاہ بخارا کی فوج اون پر حملہ کرنے کیلئے آگے بڑہ رہی تھی - روسیون کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ کی طاقت کم ہوگئی تو اونہون نے تین روز بعد آدہی رات کو ایکبارگی اوس پر حملہ کیا اور باقی ماندہ ہزار آدمیون نے از حد اونکے مقابلے مین کوشش کی قلعہ فتح ہوگیا اور میر ہائے شہر سبز تین سو سوارون کے ساتھہ پہاڑون کی راہ سے خوقند کی طرف روانہ ہوئے - روسی جنرل نے شہر سبز شاہ بخارا کے افسرون کے سپرد کیا اور آپ فوج لیکر سمرقند واپس آیا -

جنرل ابراموف کی واپسی کے دوسرے دن مین اونکی مزاج پرسی کے لیے گیا - اونہین خفیف سا زخم لگا تھا اور وہ ایک طلائی ناس دانی - ایک دونالی بندوق اور ایک بڑی دوربین اوس مال غنیمت مین سے مجھے دینے لگے جو کہ شہر سبز سے لائے تھے - مینے کہا کہ اپنے مذہب کے مطابق مسلمانون کا مال مین اسطرح نہین لے سکتا - روسیون کی وعدہ خلافی کا حال سنکر مجھے نہایت طیش آیا اور جلد جنرل سے رخصت ہوکر مکان واپس آیا - میر ہائے شہر سبز جب خوقند پہونچے تو خان شہر خدایار خان نے اونہین گرفتار

کرلیا اور اونکے ملازم اور اسباب اپنے پاس رکھکر اونہین وائسرائے کے پاس تاشقند
بہیجدیا۔ یہ تیر ڈیڑہ سال مقید رکر رہا ہوئے۔ اور اون کا وظیفہ مقرر ہوا۔ میر بابا بیگ اور
میر سرا بیگ تو معہ اپنے بہائیون اور چند ساتہیون کے ابہی ۱۸۸۰ء تک تاشقند مین
نظر بند تہے اور اونکے اہل وعیال کو شاہ بخارا نے اون کے پاس بہیجدیا تہا۔

دو برس بعد روسیون نے ارگنج پر فوج کشی کی تیاری کی اور گورنر تاشقند فوج لیکر خود
جزک مین آئے چونکہ صحرا سے نورعطا ہوکر جارہے تہے مجہے بہی ملاقات کیلئے لکہا
مین جزک گاڑی پر گیا اور دو روز بعد وہان پہونچگیا حسب معمول گورنر مجہسے نہایت گرمجوشی
کے ساتہہ ملے اور مجہے دیکہکر خوش ہوئے۔ دریافت کیا کہ آپ بہی معہ اپنے ساتہیون
کے میرے ہمراہ ارگنج جانا چاہتے ہین یا نہین۔ اور اگر جاہین تو سفر کا انتظام کردیا جائے
مین نے جواب دیا کہ میرے جانے کے انتظام کے لیے ایک عہید درکار ہے اور آپ
صرف چار روز یہان رہین گے علاوہ برین آپ مسلمانون سے لڑنے جاتے ہین اور
چونکہ مین بہی مسلمان ہون ہمارے مذہب مین ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے
لڑانے کی ممانعت ہے۔ دوسرے نہ تو میرے پاس فوج ہے اور نہ مین با اختیار
ہون کہ میرے جانے سے روسی فوج کی وقعت زیادہ ہوجائے اور میرے نہ جانے
سے اوسکی طاقت کسی طرح کم ہوجائیگی۔ اسکے جواب مین وائسرائے نے کہا کہ مین
نے صرف اس لیے کہا تہا کہ شاید آپ چلنے سے خوش ہون ورنہ میرا ارادہ یہ نہ تہا کہ
آپ پر کسی قسم کا جبر کیا جائے۔ مین نے کہا کہ مین گورنمنٹ کے ظل عاطفت مین
ہرطرح خوش ہون اور میری تفریح کے لیے شکار کافی ہے۔ لڑائی کا اس قدر تجربہ ہوچکا ہے
کہ اب مجہے اوس سے نفرت ہوگئی ہے۔ یہ مین نے ہنسکر مذاقیہ طور پر کہا۔ اونہون
نے کہا کہ مین نے آپ کے لیے دو ترکی خیمے اپنے خیمے کے نزدیک نصب کرائے ہین

جسکامین نے شکریہ ادا کیا - یہ خیمے زار روس کے چچیرے بھائی کے خیمہ سے تیس قدم کے فاصلے پر اور وائسرائے کے خیمے سے چالیس قدم کے فاصلہ پر تھے -

گورنر کی عادت تھی کہ پانچ چھہ مرتبہ روز مجھہ سے ملنے آتے تھے اور بیس روز اسیطرح گذرے - ایک روز اونھون نے مجھے بلا کر کہا کہ افغانستان پر فوج کشی ہونیوالی ہے آپ فوج کے ساتھہ جانا پسند کرینگے ؟ مین نے جواب دیا کہ اگر آپ کا ارادہ خود افغانستان پر قبضہ کرنے کا ہے تو میرا جانا فضول ہے لیکن اگر آپ چاہتے ہین کہ ملک مجھے دیدین تو صرف یہ کافی ہوگا کہ آپ مجھے حکم دین مین ذمہ داری کرتا ہون کہ ایک ہزار پیدل - ایک ہزار سوار اور ایک باتری لیکر اوسے فتح کرون گا - ورنہ مین آپکا دعاگو ہون اور سمرقند مین شکار کھیلنے مین مجھے زیادہ خوشی معلوم ہوتی ہے - اصل یہ ہے کہ مجھے یقین نہوا کہ کوئی سو سپاہی لیکر وہ افغانستان پر حملہ کرینگے اس لیئے کہ اونھین معلوم تھا کہ افغان شجاع اور بہادر لوگ ہین اور گبھ کے باشندون کی طرح نہین ہین - بدین وجہ مجھے یقین تھا کہ حقیقت معاملہ کچھہ اور ہی ہے اور روسیون کا مطلب یہ ہرگز نہین ہے جو کہ مجھسے بیان کیا گیا -

موسم خزان تک کوئی کارروائی نہوئی - اوسوقت تک صرف یہی بحث ہوتی رہی کہ کابل فوج بھیجنی چاہیئے یا نہین - لیکن اس درمیان مین روسی فوج مین ایک بڑی قسم کی وبا پھیلی اور سپاہی خوف سے چھاونی چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گیے اور چھہ سو گاڑیان مردون اور مریضون سے بھر گئین جنھین کہ ایک علیحدہ مقام پر لے گیے جو کہ اون کیلئے مخصوص تھا - جبکہ وائسرائے مجھہ سے رخصت ہو کر تاشقند روانہ ہوئے تو مین نے اپنی پیشین گوئی یاد دلائی اور کہا کہ دیکھئے آخر آپ باوجود اتنی تیاریون کے افغانستان نہ گیے - اونھون نے اقرار کیا کہ مین نے سچ کہا تھا -

موسم سرما کے اخیر مین اور شروع بہار مین مشہور ہوا کہ امیر شیر علیخان انگریزون سے پہر گیے تہے اور اونمین اور روسی گورمنٹ مین دوستانہ اتحاد روز بروز ترقی پر تہا۔ تہوڑے ہی عرصہ بعد علما و اہل خوقند کے دیگر باشندون نے بغاوت کی۔

اس واقعہ کی اصل حقیقت یہ ہے اور یہ ایک دلچسپ قصہ ہے۔ تقریبًا پچاس علما اور دو سو سردارون نے چند شرائط پر روسیون سے وعدہ کیا تہا کہ مسلمانون ہی کے خلاف اونکی امداد کرینگے۔ اِن شرائط کی حقیقت مجہے معلوم نہین۔ اِن علما اور سردارون نے ایک کفش دوز کو بہیس بدلوا کر اوسکا نام فولادخان رکہا۔ فولادخان خدایارخان شاہِ خوقند کا چچیرا بہائی تہا۔ روسیون نے فولادخان پسر موسیٰ خان کا صرف نام سنا تہا اوسے دیکہا نہ تہا۔ بے ایمان علما نے اہل خوقند کو لکہا کہ خدایارخان کا ارادہ ہے کہ ملک خوقند روسیون کو دیدے اسلیے سب مسلمانون کا فرض ہے کہ اوسے تخت سے اوتار دین اور جیسا کہ ہمنے کیا ہے فولادخان کو اوسکی جگہہ شاہ قرار دین۔ یہ جاہل لوگ فولادخان کے ساتہہ ہو گیے اور خدایارخان کو تخت سے اوتار کر اوسے تخت پر بٹہایا۔ اسکے بعد روسیون نے ملک چہین لیا اور باوجود اقرار اور وعدون کے علما اور سردارون کو کچہہ نہ دیا۔ فولادخان دغاباز اور مصنوعی پادشاہ کو بہی کچہہ نہ ملا اور بہت سے سردار قید ہو کر مارڈالے گیے۔ روسیون نے خوقند لے لیا اور وہان ایک نیا شہر شہر سیم کے نام سے آباد کیا جو کہ نہایت خوبصورت ہے اور ابہی تک اون کے قبضہ مین ہے۔

اب امیر شیر علیخان کا ذکر کرنا ضرور ہے۔ ایک مدت کی خط و کتابت کے بعد اونمین روسی گورمنٹ کی دوستی اور اتحاد کا یقین ہو گیا اور گورمنٹ انگلشیہ سے منحرف ہو کر اوسکے افسر فرنگی مخالفت کی اور روسیون کی طرف منہ پہیرا۔ انہین اتنی عقل نہ تہی کہ جو مال

ایک بازار مین نہ فروخت ہو سکے اُسکے دوسرے بازار مین بہی خریدار ہونگے ۔ یا یون
سمجہئے کہ جو سلوک آپ اپنے دشمنون سے کرینگے وہی دوستون سے بہی کیجئے گا۔ ایک
طرف بے ایمانی کرنے سے اون کا اعتبار روسیون کے نزدیک بہی باقی نہ رہا اور جو
وعدے امیر شیر علی خان سے کیئے کوئی سمجہدار گورنمنٹ اونہین باور نہین کرسکتی تہی ۔
وہ یہ تہے کہ روسیون کو ہندوستان جانے کے لیئے افغانستان مین سڑکین بنانے
دینگے ۔ تارون کی حفاظت کی ذمہ داری کرینگے ۔ ہندوستان کی طرف ریل بنانے دینگے
اور انگریزون کے مقابلے مین روس کا ساتہہ دینگے ۔ اِن کے عوض روسی گورنمنٹ
نے وعدہ کیا تہا کہ جو ملک دریاے اٹک سے ملا ہوا تہا اور پیشتر افغانستان کے
ماتحت تہا اور افغان فرمانروایون کی موروثی جائداد ہے اسلیئے کہ اونکے ملک کا حصہ
ہے وہ چہین کر شیر علی خان کو واپس دیا جائیگا ۔ روسی سپاہی یہ سنکر نہایت شاد ہوئے
کہ اب ہندوستان پر فوج کشی کی جائیگی اور مال غنیمت بہت کچہہ ہاتہہ آئیگا لیکن اونکے
تمام منصوبے اولٹ گیئے اسلیئے کہ شیر علی خان اور انگریزون سے درۂ خیبر مین اور
شترگردن پہاڑ پر جسے پیوار کوتل بہی کہتے ہین مقابلہ ہوا ۔ امیر کی فوج تعلیم یافتہ نہی
اسلیئے وہ انگریزون کے سامنے نہ ٹہیر سکی اور امیر شیر علی بلخ کی طرف بہاگ گیے جہانکہ
اپنے اہل و عیال کو چند ہفتہ پیشتر بہیج چکے تہے ۔ اپنے بیٹے یعقوب خان کو قید
سے رہا کر کے کابل کا حاکم مقرر کر آئے ۔ انگریزی فوج گندمک پہونچی اور جلال آباد سے
یعقوب خان کے ساتہہ نامہ و پیام شروع کیا ۔ یعقوب خان نے شالکوٹ اور کوئٹہ
خیبر کرم اور پشین اونہین دیئے اور ایک انگریزی افسر لوئی کاونیری کو بطور برٹش سفیر
کے کابل مین رکہنا منظور کیا ۔ اودہر شیر علیخان بلخ جاتے ہوئے دیوانہ وار گفتگو کرتے
تہے کہ افغانون نے انگریزون کے مقابلے مین میری مدد نہ کی ۔ روس جا کر وہان کی فوج

اپنی امداد کے لیے لاؤنگا اور انعام مین روسی سپاہیون کو افغانون کی بیبیان دون گا -
لیکن بلخ مین تھوڑے ہی دن بعد اونہون نے وفات[۵۱] پائی اور کابل کے سردارون نے
یعقوب خان کو امیر تسلیم کیا حالانکہ فوج اور رعایا اونکے تابع نہین ہونا چاہتی تھی -
مین نے سنا کہ سفیر انگلسی متعینۂ کابل اپنے تئین افغانستان کا حاکم سمجھتا تھا اور امور
انتظامی مین دخل دیتا اور یعقوب خان کو ہدایت کیا کرتا تھا - یہ لاف وگزاف وبلند پروازی
افغانون کو پسند نہ تھی اور اونہون نے اوسپر حملہ کیا - بعض کہتے ہین کہ یعقوب خان
کے علم سے یہ کارروائی ہوئی اور دوسرا بیان یہ ہے کہ عبد اللہ خان ولی عہد متوفی
کی مان نے داؤد شاہ خان کو تین ہزار اشرفیان اسلئے دی تہین کہ کاونیری کے خلاف
بغاوت کرنے کیلئے لوگون کو اشتعال دین اور اوسے مار ڈالین تاکہ یعقوب خان کے
ہاتھہ سے ملک جاتا رہے - اس دوسرے بیان کو اہل کابل صحیح سمجھتے ہین -

داؤد شاہ خان اوسوقت سپہ سالار تھے اور غلزئی قبیلہ کے ادنی فرقے کے تھے
لڑکپن مین وہ سبز نامی گانون مین چرواہی کرتے تھے اور بیس برس کی عمر کے بعد کابل آکر
ملازم ہوئے - وہ سبز حوالی کابل مین ایک گانون ہے اور خربزون کے لیے مشہور ہے
سر لوئی کاونیری کے قتل[۵۲] کی وجہ سے انگریزی فوج لارڈ رابرٹس کے ماتحت اس معاملے
کی تحقیقات اور بزدل اور دغاباز لوگون کو اونکی وعدہ خلافی کی سزا دینے کے لیئے کابل
کی طرف روانہ ہوئی - یعقوب خان اونکے استقبال کے لیئے گئے لیکن انگریزی افسر
اونکے فریب کو سمجھہ گیے اور قید کرکے ہندوستان بہیجدیا[۵۳] - کابل اور قندہار پر قبضہ کرلیا اور
امن اور انصاف کے ساتھہ وہان حکومت کی -

مرض موت مین گرفتار ہونے سے پہلے شیر علی خان نے روسی گورنر کے پاس ایلچی

---

[۵۱] فروری سنہ ۱۸۷۹ع　[۵۲] ۳ ستمبر سنہ ۱۸۷۹ع　[۵۳] دسمبر سنہ ۱۸۷۹ع -

بہیجے تہے۔ اونکے نام یہ ہین۔ سردار شیر علیخان قندہاری۔ قاضی پشاوری۔ مفتی شاہ محمد
منشی محمد حسن۔ چند ملازمان امیر دوست محمد خان مرحوم اور دو یا تین فوجی افسر۔ یہ لوگ سمرقند آئے
اور شیر علیخان بلخ مین روسی فوج کی آمد کے منتظر رہے۔ ادہر روسی گورنر کو خود شیر علیخان کے
آنے کی امید تہی اور اونکی خاطر تواضع کیلئے چند عمدہ باغ آراستہ کیئے تہے الغرض وہ
شیر علیخان کے منتظر تہے اور انگریزون کے خلاف مختلف بندشین اور تجویزین کر رہے تہے کہ جیسا
اوپر لکہہ چکا ہون شیر علیخان نے انتقال کیا اور روسیون کی تمام تدبیرین تہ و بالا ہوگئین مین مزید
حالات دریافت کرنیکے لیئے تاشقند گیا جہان معلوم ہوا کہ یعقوب خان نے روسی وائسرائے
کو خط لکہا ہے کہ اپنے والد کے جملہ عہد و پیمان پر مین قایم رہونگا اور اونہین تمام و کمال پورا کرونگا۔
وائسرائے کو اس اطمینان دہی سے نہایت خوشی ہوئی اور یعقوب خان کا خط پیٹرسبرگ بہیجدیا
یعقوب خان نے یہ بہی لکہا کہ عبد الرحمن کی طرف سے مجہے کہٹکا ہے مین نہایت خوش
ہونگا اگر وہ سمرقند سے علیحدہ کردیا جائے۔ اسی زمانہ مین مین نے دیکہا کہ روسی خیالات
میری نسبت ایسے دوستانہ نہ تہے جیسے کہ پیشتر تہے لیکن مینے تجاہل عارفانہ کیا اور یہ ظاہر
نہ کیا کہ مین اونکے برتاؤ مین کسی قسم کا فرق پاتا ہون۔ بجائے اسکے اس بات کی کوشش کی
کہ وہ یہ سمجہین کہ مین اپنا تمام وقت دن بہر سیر تماشہ مین گذارتا ہون۔ جب مین تاشقند پہونچا تو
شیر علیخان کی سفارت وہان پیشتر سے موجود تہی مینے جاسوس مقرر کیئے کہ اونکی کارروائی کی
مجہے پوری اطلاع دیا کرین۔ اس ذریعہ سے مجہے معلوم ہوا کہ اونہون نے روسی وائسرائے
سے یہ عہد و پیمان کیا تہا کہ سفارت کا ہر شخص ایک ایک شرط پوری کریگا اور اس سب کے
عوض (جہانتک میرا خیال ہے) روسی فوج اونکی مدد کریگی۔ وہ شرائط یہ تہین۔
سردار شیر علی قندہار روسیون کو دیدین۔ منشی محمد حسن کابل اور ہزارہ جات کے
قزلباشون کو اونکا تابع کردین۔ مفتی شاہ محمد تمام غلزئیون کو اور قاضی۔ پشاور۔ سوات

اور باجوری قبیلون کو روسیون کا مطیع کرین - یہ خبر پاکر مین تاشقند سے سمرقند واپس آیا
اور شیر علیخان کے آدمی بھی وہان گیئے -

اب اپنے چچیرے بھائیون کا ذکر کرنا لازم ہے جنکے لیئے مین نے سمرقند اگرچہ
انتظام کردیا تھا - اِن کے نام تھے محمد سرور خان - سردار عزیز خان اور سردار اسحاق خان
جبکہ متذکرہ بالا سفارت روسی وائسرائے کے پاس آئی تو سردار سرور نے شیر علی خان
قندہاری کو ایک خط میری جانب سے لکھا اور مجھسے اوسپر مہر کرنے کے لیئے کہا
مین نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مین شیر علی خان قندہاری کو ملاقات کیلیئے بلانا
نہین چاہتا اس لیئے کہ اوس نے اور اوسکے ساتھیون نے میرے خلاف روسیون
سے عہد و پیمان کیئے ہین - سرور خان نے کہا کہ شیر علی خان نے قرآن شریف کی قسم
کھائی ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے گا - مین نے ہنسکر کہا کہ اِن لوگون کے دلون مین جب
قرآن شریف کی عظمت نہین ہے تو اوسکی قسم کا کیا خیال ہوگا - [illegible] نے دیر تک
اسطرح بحث کی لیکن سردار سرور خان نے اصرار کیا کہ [illegible] مجھے سخت غصہ آیا
اور اپنی مہر اونکی طرف پھینک کر کہا کہ مین اپنے ہاتھ سے مہر [illegible] تمہارا زون سے
مطلق سروکار نہ رکھونگا - سردار سرور خان نے میری مہر کردی اور خط شیر [illegible]
پاس بھیجدیا - مین نے اونہین یقین دلایا کہ آپ نے غلطی کی [illegible] ہو
اُسکا افسوس کرنا پڑیگا - میرے ہمراہیون مین سے ایک شخص قاضی جان محمد نے
جو کہ نہایت بے ایمان اور لامذہب آدمی تھا حالانکہ قاضی کہلاتا تھا لوگون کو دہوکا دینے
کے لیئے خوب ڈاڑہی بڑہا رکھی تہی لیکن درحقیقت اوسکا دل کوئلے کی طرح سیاہ تھا
یہ شخص وہ خط لیکر سردار شیر علی کے پاس بھیجا گیا جس نے اوسے پڑھکر جنرل
سمرقند کے پاس بھیجدیا اور اونہون نے کاف مین کے پاس جو کہ وائسرائے تھے -

جب پانچ روز گذر گئے اور قاضی واپس نہ آیا تو مین نے سرورخان سے کہا کہ تمنے مجھے تباہ کر دیا اور خلاف مرضی میرے اور باوجود انکار کے میری مہر خط پر کر دی۔ چھٹے دن جبکہ ہم گھوڑے پر سوار ہو کر باہر ہوا کہا رہے تھے ایک نوکر گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور خبر لایا کہ گورنر شہر معہ ترجمان جنرل آئیونوف آپکے مکان پر آپکے منتظر ہین۔ مین نے سرورخان سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہاری تخم ریزی کا یہ پہلا پہل ہے۔ مین واپس آیا لیکن سرورخان نے آنے مین دیر کی۔ مزاج پرسی وغیرہ اور چاء نوشی کے بعد گورنر نے کہا کہ وائسرائے آپ سے تاشقند مین ملاقات کرنا چاہتے ہین۔ مین نے کہا کل دس بجے صبح روانہ ہونگا لیکن گورنر نے کہا کہ آپ فوراً جائیے۔ مین نے قطعی انکار کیا اور وہ چلے گئے مین نے اپنے چچیرے بہائیون کو بلایا اور اونہین ہدایت کی کہ میری غیر حاضری مین کیا کرنا چاہیے۔ مین نے کہدیا کہ مین قید ہو کر تاشقند بہیجا جاؤنگا۔ تم لوگ جس طرح ممکن ہو ضرور بلخ بہاگ جاؤ وہان سے ترکستان چلے جانا۔ اس کام کے لیے بلخ کی فوج اور رعایا سے خط و کتابت کرنا ضرور تہا اس لیے مین نے وہان کے لوگون کے نام خطوط لکھے جنکا مضمون یہ تہا کہ اپنے چچیرے بہائیون کو تمہارے ہان بہیجتا ہون جو سلوک اونکے ساتہہ کروگے مین سمجھونگا کہ میرے ہی ساتہہ کیا ہے۔ مین نے اونہین ایک اور مہر اپنی دی تاکہ اگر اونکو میری جانب سے اور خط لکھنا پڑین تو اوسکا استعمال کرین اور چار ہزار کابلی روپیہ بہی خرچ راہ کے لیے دیا۔ یہ روپیہ مین نے اون پندرہ ہزار رقم سے بچایا تہا جو کہ وائسرائے نے دو مہینے پہلے مجھے دئے تہے۔ یہ رقم پانچ ہزار ہندوستانی روپیہ کے برابر ہے۔ ان ہدایتون کے بعد مین اپنے حرم سرا مین چلا گیا۔

اوسی شب کو بارہ بجے گورنر معہ ترجمان و تین سو سوار اور دو سو پولیس کے سپاہیون کے آیا

اور میرے نوکرون سے کہا کہ مجھے حرم سرا سے باہر لائین - اونہون نے مجھے بیدار کیا اور
یہ پیغام پہونچایا - گورنر نے کہا کہ آپ اسی وقت میرے ہمراہ چلین اسلیے کہ وائسرائے
نے آپ کو طلب کیا ہے - مین نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ مین قید کیا جاؤنگا تو مین
آپکے ساتھ صبح ہی گیا ہوتا - مین نے اپنی وردی پہنی اور روانہ ہوا - پولیس کے سپاہی
ہمارے آگے آگے چلے اور سوار شمشیر ہا سے برہنہ لیئے ہوئے میرے چارون طرف
تھے اپنے دو ملازمون کو مین نے ساتھ لے لیا تہا ایک فرامرز خان جو کہ اسوقت ہرات
کا سپہ سالار ہے اور دوسرا جان محمد خان جو کہ اندنون کابل مین مہتمم خزانہ ہے - جنرل آئیونوف
کے مکان پر پہونچکر مین نے دریافت کیا کہ مجھے کیون طلب کیا ہے جسکے جواب مین
اونہون نے کہا کہ جنرل کافمین نے آپکو تاشقند جانے کا حکم دیا ہے اسکی وجہ وہ خود
آپ سے بیان کرینگے - مین نے کہا کہ میری تقصیر کیا ہے جو آدھی رات کو اسطرح
مسلح سوار میرے لانے کے لیئے بہیجے گیئے - اس پر اونہون نے گورنر سے جواب
طلب کیا کہ تم کیون انکے ساتھ ایسی بُری طرح پیش آئے - اوس نے کہا کہ مجبوراً مجھے
اس وجہ سے اتنے آدمی لیجانے پڑے کہ شاید اِن کے ساتھی مقابلہ کرین اور انہین
نہ آنے دین اِسکے صحیح ہونے کے ثبوت مین اوس نے کہا کہ اِن کے سب آدمی
مسلح ہین اگر یہ خوشی سے نہ آئے ہوتے تو اِن کے جبراً لانے مین بڑی دقت واقع
ہوتی - جنرل نے کہا کہ تمنے غلطی کی جو انہین نظر بند کرکے لانے اور گورنر نے کہا کہ یہ
آپکی حماقت تھی جو مجھے ایسے وقت اِن کے لانے کیلیئے بہیجا - غرضکہ وہ ایک دوسرے
کو اسیطرح الزام لگاتے رہے اور مین خاموش سنتا رہا آخرش جنرل نے کہا کہ آپ
مکان جا سکتے ہین بشرطیکہ کل گیارہ بجے آنے کا وعدہ کیجئے اوسوقت آپکے پاس
تاشقند جانے کیلیئے ایک نائب گاڑی لیکر بہیجدیا جائیگا - غرضکہ مین مکان واپس آیا

اور باغ کا دروازہ بند پایا۔ نوکرون سے دروازہ کھلوا کر اندر گیا تو دیکھا کہ میرے بھائی
اور اونکے احباب خواب استراحت مین ہین اور مطلق خیال نہین ہے کہ اسپر
کیا گذری ہوگی۔ لیکن میرے بیٹے بی بی اور نیز پروانہ خان جو کہ اس وقت کابل
مین نائب سپہ سالار ہے اور قربان علی جسکے متعلق آجکل میرے خانگی اخراجات کی
نگرانی ہے جاگ رہے تھے اور میری قسمت پر آنسو بہا رہے تھے۔ اپنے بھائیون
اور نوکرون کو سوتا دیکھکر میرا دل ٹوٹ گیا اور مجھے نہایت ملال ہوا۔ ان لوگون کی
اپنے بچون کی طرح مین نے پرورش کی تھی اور یہ اس سب کا صلہ تھا حرم سرا
مین جاکر مین نے اپنی بی بی اور بیٹیون کو سمجھایا کہ اگر خدانخواستہ مجھپر کوئی مصیبت
آئے تو اسطرح عمل درآمد کرنا۔ اسکے بعد مین نے اپنے سفر کی تیاریان کین۔

دوسرے دن جب حسب وعدہ گاڑی آئی تو مین پروانہ خان اور ناظم الدین (جو کہ بعدہٗ
رسالہ مین کرنیل ہوئے) کو ساتھ لیکر نائب کے مکان پر گیا دیکھا کہ خطوط لکھ رہا ہے
مین نے اوس سے کہا کہ مین رات بالکل نہین سویا ہون اگر جانے مین توقف
ہو تو مین تھوڑی دیر سو رہون۔ اوس نے مجھے اجازت دی اور مین نے سونے کی
کوشش کی لیکن فکر و پریشانی کی وجہ سے اڑھائی گھنٹے سے زیادہ اپنی مصیبت کو
نہ بھول سکا جسکے بعد ہم روانہ ہوئے۔ میری گاڑی شیر علی قندہاری کے دروازہ سے
گذری تاکہ وہ دیکھ لے کہ مین قید ہون۔ رنج و غصہ سے تمام دنیا میری نظرون مین
تاریک ہو رہی تھی اور دل چاہتا تھا کہ گاڑی سے اوترکر بعض دشمنون کی جان لے لون
اس سے پہلے کہ مین خود مارا جاؤن۔ لیکن مین نے اپنے حواس کو درست کیا اور
اپنے تئین سمجھایا کہ ایسی باتین احمقون کا حصہ ہین عاقل لوگ انتقام لینے کیلئے
مناسب موقعون کے منتظر رہتے ہین۔ سچ ہے دنیا مصیبتون اور تکلیفون سے

پڑے ہے۔ دو گھنٹے تک مین بے حس و حرکت رہا اور اوسکے بعد میرے حواس ٹھکانے
ہوئے اور دل اپنی جگہہ پر آیا۔ دو روز اور ایک شب چلکر ہم تاشقند پہونچے۔ وہی بنگلہ
جو کہ پہلے بہی دیا گیا تہا مجہے قیام کے لیے ملا۔ ایک لاکہہ روبل اسکے بنانے مین
خرچ ہوئے تہے۔ اسکے ساتہہ ایک نہایت عمدہ پائین باغ تھا اور گاڑیون اور تیس
گہوڑونکے لیے اصطبل بہی تہے۔ اِس مکان مین مین سال مین چار روز رہا کرتا تہا جبکہ تفریحاً
شہر دیکہنے کیلئے جایا کرتا تہا اس وقت وہان دوسری طرح گیا تہا اور متحیر تہا کہ میرے ساتہہ
کیا کیا جائیگا جبکہ خدمتگار اور باورچی حسب معمول حاضر ہوئے تو ترجمان اور سکرٹری
رخصت ہوئے۔ دو تین روز تک حکام سے کوئی بات معلوم نہ ہوئی۔ اِسکے بعد
سکرٹری میرے پاس آیا اور بدستور سابق معمولی مراعات کے بعد کہا کہ گورنر آپ سے
ملاقات کرنا چاہتے ہین۔ ہم دونون گاڑی پر سوار ہوکر گئے اور حسب دستور گورنر مجہسے
نہایت تپاک سے ملا۔

گورنر نے مجہے اپنے پاس جگہہ دی اور سفر کا حال پوچہا۔ مین نے کہا مجہے نہین معلوم
کہ کس طرح مین نے سفر کیا ہے۔ وہ ہنسنے لگا اور کہا کہ سمرقند کے لوگ کہتے ہین کہ آپ
شوخ ہوگئے ہین۔ مین نے کہا کہ آپکی گورمنٹ تعریف کی مستحق ہے کہ اوس نے مجہے
شوخ بتادیا۔ اسپر اوس نے ایک خط نکالا اور کہا کہ یہ کیا ہے۔ مین نے کہا مجہے
دیجئے۔ دیکہا تو معلوم ہوا کہ وہی خط ہے جو کہ سردار خان نے شیر علی قندہاری کے پاس
بہیجا تہا۔ مین نے کہا کہ یہ میرا لکہا ہوا نہین ہے لیکن میری مہر اسپر ہے۔ اوس نے
کہا آپ نے ایسا کیون کیا؟ مین نے جواب دیا کہ اگر اس خط مین کوئی بات آپکی گورمنٹ
کے خلاف ہو تو مین ضرور جواب دہ ہون لیکن آپس کی معمولی خط و کتابت مین کیا
ہرج ہے؟ اوس نے اِسے تسلیم کیا لیکن کہا کہ خط لکہنے سے پہلے آپکو چاہیئے تہا

کہ اجازت لے لیتے۔ مین نے کہا کہ آپ مجھ سے اتنے دور تھے کہ اجازت ملنے تک
افغانی سفارت بلخ واپس چلی گئی ہوتی۔ یہ کہکر مین نے خط چاک کر دیا۔ اوس نے میری
طرف دیکھا اور کہا کہ آپ سمرقند چلے جائین آپ کے اہل و عیال آپ کے لیے
پریشان ہونگے۔ مین نے کہا کہ سمرقند مین قید ہونے کی وجہ سے مین اتنا بے عزت
ہو چکا ہون کہ اب وہان ہرگز نہ جاؤن گا۔ اگر آپ مجھے مکان دین تو یہین تاشقند مین
رہون۔ اوس نے کہا بہتر ہے آپ کوئی مکان پسند کر لین۔ میری غرض اس سے
یہ تھی کہ ایسی جگہ رہون کہ وہان سے افغانستان آسانی سے جا سکون اور موقع
ملے تو بھاگ جاؤن۔ مین نے ایک مکان پسند کیا اور ایک شب وہان رہ کر سمرقند گیا
اور اپنے اہل و عیال کو لا کر تاشقند مین بود و باش اختیار کی۔

افغانستان کے سفر کی تیاریون مین مین بہت زیادہ مصروف رہا اور جنرل کاف
مین کے ساتھ بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد روسی گورنمنٹ سے اپنے ملک جانے
کے لیے اجازت حاصل کی۔ ایک روز مین اچانک چند سوداگرون کے پاس جانے
اور روپیہ لانے کے لیے غائب ہو گیا اس لیے کہ اونہون نے وعدہ کیا تھا اور نیز اس
غرض سے کہ دیکھون کہ جاسوس میرا پیچھا کرتے ہین یا نہین۔ دو ہزار اشرفیان سوداگرون
سے قرض لیکر مین واپس آیا اور مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ اسکی کسی کو خبر نہ ہوئی مکان
پہونچکر معلوم ہوا کہ میرے ملازم مجھے تلاش کرتے کرتے نا امید ہو گئے تھے اور رسوالدار
عبد اللہ خان مکان کے دروازہ پر نہایت افسردہ واندوہگین کھڑا ہوا تھا۔ مین نے
پکارا تو اوس نے سلام کیا اور میری واپسی پر نہایت خوش ہوا۔ اشرفیان اوسکے
سپرد کر کے مین اندر گیا وہ میرے پیچھے پیچھے آیا اور پوچھا کہ اشرفیان کہان سے
آئین۔ مین نے کہا کہ قرض لی ہین لیکن خبردار اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ مصیبت

آجائیگی - دوسرے دن صبح مین نے ایک گاڑی کرایہ کی اور اوس بازار مین گیا جہان گھوڑے فروخت ہوتے تھے - لوگون نے سلام کیا اور سوداگر یہ سنکر کہ مجھے گھوڑے درکار تھے میرے پاس آئے - مین نے اون سے سو عمدہ گھوڑے خرید کیئے اور عبد اللہ خان کو زین اور ساز اور دیگر ضروری اشیاء کے لانے کے لیئے بھیجا جو کہ میرے اور میرے سپاہی اور ملازمون کو سفر کے لیئے درکار تھین - اس طریقہ سے تین روز مین مینے سفر کا سامان درست کرلیا - چوتھے دن جمعہ تہا - نماز کے بعد اپنے دوست آشنا سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور اوس شب کو دریائے چلچک کے کنارے قیام کیا -

دوسرے دن صبح کو اوس سڑک سے مین روانہ ہوا جو کہ نئے روسی شہر کو جاتی ہے راہ مین خدا کی قدرت کا ایک عجیب نمونہ دکہلائی دیا مجھے اپنے پیچھے بہت سے گھوڑون کے آنے کی دہیمی آواز سنائی دی جنکی تعداد تقریباً بیس ہزار معلوم ہوتی تھی - جون جون وہ نزدیک آتے گئے آواز بھی تیز ہوتی گئی یہانتک کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرے ساتھیون سے مل گئے اور قریب پانچ سو گز کے ہمراہ چلکر آگے بڑہ گیئے - اس سے مین نے یہ بات نکالی کہ خداوند کریم نے میرے لیئے راہ صاف کردی اور مجھے اپنے ارادہ مین کامیابی ہوگی - دریا کے قریب ایک مقام پر مین ٹھہر گیا - وہان کے گورنر نے جو کہ روسی تہا میری دعوت کی - مین نے اولاً تو انکار کیا لیکن اوسکے اصرار کرنے پر دعوت قبول کرلی - کہانے کے وقت اوس نے پوچہا کہ روسی گورمنٹ نے آپکو سفر کے خرچ کے لیئے کیا دیا - مین نے جواب دیا کہ اونکی بڑی عنایت ہے کہ اونہون نے مجھے اپنے ملک جانے کی اجازت دی مجھے اور کسی شے کی اون سے ضرورت نہین ہے - خدا بڑا مہربان ہے وہ میری ضرورتون کو پورا کرے گا - یہ سنکر گورنر جو کہ آنریری کرنل تہا کمرے سے

چلا گیا اور پانچ ہزار رسم لا کر کہا کہ انہیں قبول کیجئے - مین نے ممنونیت کیساتھ اوسکا شکریہ ادا کیا لیکن روپیہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہین ہے - یہ دیکھکر کہ مین راضی نہونگا وہ ایک ششش نالی تمنچہ اور ایک بندوق لایا اور مجھسے کہا کہ بطور یادگار انہین منظور کیجئے - مین نے انکار نہ کیا اور شب اوسکے ساتھ بڑی خوشی وخورمی سے بسر کی - صبح کو بعض احباب جو میرے ساتھ تاشقند سے آئے تھے اور نیز روسی کرنل مجھسے رخصت ہوئے اور مین یار تیبہ روانہ ہوا - رات گیئے اوس قبضہ مین پہونچ گیا اور دو روز وہان آرام کیا - وہان سے پاسقط گیا اور تین دن قیام کر کے موضع جند عطافلی پہونچا - دوسرے دن شہر خجند پہونچا اور ایک دوست کے ساتھ وہان چھ روز قیام کیا -

تین روز بعد مین گھوڑے خریدنے کے ارادہ سے بازار گیا لیکن صرف چند خراب جانور دیکھکر مین نے لوگون سے دریافت کیا کہ یار بزاری کے اچھے ٹٹو کہان ملین گے ایک شخص نے جو میرے قریب کھڑا ہوا تھا مجھسے کہا کہ میرے ہان قہوہ یا چاء نوش فرمائے - مین نے منظور کیا معلوم ہوا کہ روسیون کے ملک لینے کے قبل وہ خوقند کا ایک سردار تھا اور چونکہ تمام سرآوردہ باشندے اپنے عہدون سے محروم کر دیے گئے تھے سردارون نے بھی مجبور ہو کر دوکانین کھولی تھین اور تجارت کرتے تھے - میرا نیا دوست دوسرے سردارون کو بھی جو کہ دوکاندار تھے مجھسے ملاقات کرانے کے لیئے لایا اور مجھے اطمینان دلایا کہ اونکے پاس عمدہ گھوڑے تھے - اُنہون نے جلد سو گھوڑے منگائے (جن مین سے مینے تیس خرید لیئے) اور بہت کچھ میری نسبت دوستانہ خیالات ظاہر کیئے -

باب ششم

واقعات بدخشان

(سنہ ۱۸۸۰ع)

خجند مین تین روز اور قیام کرکے مین پہر آگے بڑہا۔ میرا ارادہ تہا کہ خوقند کیطرف جاؤن لیکن یہ سنکر کہ درے برف سے مسدود ہین وہ راہ چہوڑکر اُراتیبہ کی جانب روانہ ہوا۔ اس مقام کو پنبہ فروشی بہی کہتے ہین۔ میر جہاندار شاہ کے بیٹون کے پاس جو کہ خوقند مین تہے مین نے ایک شخص کے ذریعہ سے چار ہزار روپے بہیجے اور کہلا بہیجا کہ مین اُراتیبہ جارہا ہون جب تک میرا کوئی خط نہ ملے آپ خوقند مین رہین۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ جہاندار شاہ میر سے منحرف تہے۔ شیر علی خان نے اونہین ملک سے نکالدیا تہا اور اون کے بیٹون نے جنہین مین خط لکہہ رہا تہا اونہین قتل کرڈالا تہا جسکی سزا مین روسیون نے اونہین قید کردیا تہا تین برس بعد مین نے اونکے اچہے چال چلن کی ضمانت کرکے اونہین قید سے رہا کرایا تہا۔

پہلے دن کے کوچ کے بعد شام کیوقت مین تیماب پہونچا۔ چونکہ اندہیرا تہا اور کیچڑ بہی تہی اور مین بالکل اجنبی تہا اسلئے ایک دوکان پر گیا اور یہ کہکر کہ مین ایک مسلمان سوار ہون ٹہہرنے کی اجازت چاہی۔ دوکاندار نے میری نہایت خاطر تواضع کی اور اونہین سے ایک ایک شخص میرے

وہ دو سواروں کو اپنے مکان لیگیا اور ایک نے مجھے اپنے ہاں جگہ دی۔ اونہوں نے
میرے ساتھ نہایت ہمدردی ظاہر کی اور دوسری صبح کو روٹی اور دیگر کھانے کی چیزین
راستہ کے لیئے ساتھ کردین۔ دو روز چلکر اُراتیبہ پہونچا اور ایک سراے مین فروکش ہوا
وہان کے ہندو باشندون نے آکر کہا کہ ہمارے مکان پر قیام فرما سیئے وہ آپکے لیئے
زیادہ موزون ہین اور دیگر سوداگرون نے بھی جنکے پاس سرائین تہین مجھے اپنے
ہان بلایا۔ مین نے معافی چاہی لیکن اونہون نے اصرار کیا اس لیئے مین نے اپنے
چند ملازم اپنے عوض بہیجدیئے۔ میرے ایک دوست کو جو کہ سوداگر تہا جب میرے
پہونچنے کی خبر ہوئی تو وہ مجھے اپنے مکان لیجانے کے لیئے آیا اور مجبوراً مین نے اوسکی
دعوت قبول کی۔ مین نے اپنے چچیرے بہائیون کو لکہدیا کہ فوراً بلخ روانہ ہوجائین۔
اور تاشقند مین جو ہتیار مین نے کی تہین اونبر کار بند ہون۔ اُراتیبہ مین مین بارہ روز رہا اور
خلعت اور دیگر ضروری چیزین خریدکین جس مین کہ سوداگرون نے میری نہایت مدد کی۔
وہان سے مین درۂ آبی روانہ ہوا جو کہ بہت دور تک پہاڑ مین ہوکر جاتا ہے اور سمرقند
سے آنے والے اِسی راہ سے آتے ہین یہ درہ حصار اور کولاب کے نزدیک ہے اور برف کی
وجہ سے موسم سرما مین بند رہتا ہے۔ بدخشان جانے کیلئے مین اِس راہ سے روانہ ہوا لیکن پہاڑ
برف سے مثل بیضۂ مرغ سفید ہو رہا تہا دوسرے دن و اس کوہ تک پہونچگئے۔ یہ پہاڑ اسقدر بلند
تہا کہ معلوم ہوتا تہا کہ اسکی چوٹی تک کبھی نہ پہونچ سکین گے لیکن خدا پر بہروسہ کرکے ہمنے چڑہنا
شروع کیا۔ جب چوٹی کے قریب پہونچے تو سردی بہت سخت تہی اور نہایت سرد ہوا چل رہی تہی
گہٹنون تک پیر برف مین تہے۔ گہوڑون کو ہمنے آگے رکہا اور اونکی دُمین پکڑکر چلنے لگے۔ تین چار میل
کی چڑہائی کے بعد میرے نوکر اور ساتہی شدت سردی سے گہبرا ے لیکن مینے ہمت دلاکر آگے بڑہنے
کی ترغیب دی تاہم اونمین سے بعض تو بُری طرح ٹہٹہرے ہوئے تہے مین نے اپنے موزون سواران

دینے کے لیئے کہا۔ صرف سات مرتبہ اذان دی ہوگی کہ خدا کے فضل سے ہوا بند ہوگئی اور سردی بہت کم ہوگئی اسطرح خداوند تعالی نے ہماری خوش اعتقادی کے صلے مین ہماری جان بچادی گھوڑے کی دم پکڑکر چلنے مین ایسا معلوم ہوتا تہا کہ میرے دونون شانے اوکھڑے جاتے ہین لیکن مجبوری تہی اور اسیطرح سے جانا پڑا۔ سو ہمراہیون مین سے صرف دس میرے ساتھ پہاڑ کی چوٹی تک پہونچے۔ مین اتنا تہک گیا تہا کہ قدم نہین اوٹھ سکتا تہا اسلیئے اوترتے وقت برف پر بیٹھکر نیچے پہسل پڑا۔ میرے پانچ ساتھی مجھہ سے پہلے پہونچ گیئے تہے جب مین بہی پہونچا تو سو پہاڑی شخصون کو لکڑی لیئے ہوئے موجود پایا۔ مجھے گرم کرنے کے لیئے اونہون نے آگ روشن کی اور اپنے گہر لے گیئے اور بعضون نے پہاڑ پر چڑھکر میرے پسماندہ ساتہیون کے لانے کے لیئے مستعدی ظاہر کی۔ طلوع آفتاب کے قریب ہم گانون پہونچے۔ جب مین گھوڑے سے اوترا تو اس قدر تہک گیا تہا کہ بیہوش ہوگیا۔ گانون والون نے مجھے ایک ایسے گہر مین سُلایا جو کہ آگ جلاکر پہلے سے گرم کیا گیا تہا۔ غروب آفتاب تک مین سوتا رہا اور جب اوٹہا تو میرے تمام اعضا مین شدید درد تہا اور مین نہایت مشکل سے چل سکتا تہا۔ میرے تمام ساتھی بخیریت پہونچ گیئے تہے اسلیئے مین نے ہر گانون والے کو ایک ایک اشرفی اور اونکے ملکون کو پانچ پانچ اشرفیان دین اور خلعت بہی دیئے جس سے وہ نہایت خوش ہوئے۔

اِس گانون مین مین دس روز ٹھہرا اور اِس عرصہ مین میرے تمام ساتھی اچھے ہوگیے مین نے دریافت کیا کہ حصار جانا ممکن ہے یا نہین لیکن یہ سنکر کہ چار پہاڑ اور پار کرنا ہونگے مین نے سمرقند جانیکا ارادہ کیا۔ اِس راہ سے صرف ایک پہاڑ بیچ مین پڑتا لیکن بارہ مقام اور ایسے تہے جنکا پار کرنا نہایت مشکل تہا وہ یہ تہے۔ فنوار۔ پل خشک۔ درزمستار۔ لق لق۔ پسخندہ۔ مومن۔ جنت وغیرہ۔ جنت کی نسبت لوگ کہتے ہین

کہ پل صراط کی طرح ہے اور اوسپر سے گزرنے والون کو تعرجہنم مین گرنے کا خوف ہوتا ہے فرق ہے تو صرف اسقدر کہ جہنم مین آگ ہے اور اس مقام جنت مین برف کی کثرت ہے الغرض ان مقامات سے بڑی مشکل سے گذر ہوا۔ راہ مین دو شب قریہ پنج کند مین ٹھہرا۔ وہان سے قراتراش اور مغنیان گیا اور دو روز وہان قیام کیا۔

میرے ساتھ ایک جھنڈا تھا جو کہ مین شاہ خواجہ احرار صاحب کے مزار مقدس سے لایا تھا اور جسکی نسبت چند سال ہوئے مین نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا۔ مین نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی روح میرے پاس خواب مین آئی اور کہا "عزیز من سب سے بڑا جھنڈا میرے مزار سے لیے لے اور جب افغانستان جانے لگے تو اسکو ساتھ لے جانا تجھے فتح اور خوشی نصیب ہوگی" مین نے دو بکریان خدا کے نام پر ذبح کی تہین کہ خواجہ صاحب کی روح کو ثواب پہونچے اور خداوند کریم کی درگاہ مین دعا کی تہی۔ اس جھنڈے کو کہول کر مین شہر سبز روانہ ہوا اور جوز نامی گانون مین پہونچا جہانکہ گورنر نے مجسے ملاقات کی۔ اوسکے پاس میرے پہونچنے سے پیشتر شاہ بخارا کا خط آیا تہا کہ عبدالرحمن کے ہاتھہ خورونوش کا سامان نہ فروخت کرو اسلئے کہ وہ روسی گورنمنٹ سے بہاگ کر آیا ہے۔ گورنر نے میری خاطر تواضع کی لیکن کہا کہ اس بے ایمان بادشاہ نے اس قسم کا حکم دیا ہے اسلیے آپ سے علیحدہ رہنے پر مجبور ہون۔ مین نے کہلا بہیجا کہ میری فکر نہ کرو خدا میری مدد کرے گا۔ مین نے دیکھا کہ گانون والے بہی مجہسے بہاگتے ہین اسلئے مین ایک مسجد مین ٹھہرا اور اپنے ساتہیون سے دریا کے کنارے رہنے کو کہا جہنے زمین سے برف علیحدہ کی اپنے گہوڑے باندہے اور مسجد کی چہت پر چڑہکر گانون والون سے چلا کر کہا "اے گانون والو اگر ہمارے ہاتہہ اشیاے خوردنی فروخت کرو تو ہم ممنون ہونگے ورنہ جبراً چہین لینگے۔ اگر لڑنا چاہو تو ہم مستعد ہین تم بہی مسلمان ہو اور

ہم بھی مسلمان ہین کیسا اچھا ہو کہ ہم تم دوست رہین اور اپنے اور اپنے گھوڑون کیلئے سامان خرید کرین" اس کے بعد مین نے نوکرون کو حکم دیا کہ گانون مین داخل ہون - یہ دیکھتے ہی لوگ قرآن شریف لائے اور مجھ سے کہا کہ لوٹ مار نہ کیجئے ہم لوگ جو آپ چاہین آپ کے ہاتھ فروخت کرینگے شاہ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کی یہ معقول وجہ ہے - وہ ہمارے لیئے کھانا لائے اور کہا کہ ہم آپ کے دادا دوست محمد خان کے خیر خواہ تھے اور نہایت خوش ہین کہ آپکی خدمت کرنے کا ہمین موقع ملا -

وہ شب نہایت آرام سے مین نے سردارون کے ساتھ گزاری اور دوسرے دن شہر سبز روانہ ہوا - خواجہ امخانہ ہادی المومنین کا مقدس مزار اسی شہر کے نزدیک ہے مین وہان ٹھہرا اور شاہ بخارا کو لکھا -

"مین سردار عبد الرحمن عم بزرگوار کی خدمت مین گذارش پرداز ہون کہ اس مقدس مقام پر مین حاضر ہوا ہون اور افغانستان جانے کا ارادہ رکھتا ہون اگر آپ اجازت دین تو حاضر خدمت ہو کر قدمبوسی حاصل کرون اور اوسکے بعد اپنے ملک کو روانہ ہون"

دوسرے روز جواب آیا -

"برائے خدا میرے پاس نہ آؤ - مین تم سے ملاقات نہین کر سکتا"

یہ جواب پاکر مین نے خیال کیا کہ وہ اس قابل نہین ہے کہ اوسکا مُنہ دیکھا جائے اسلیے کہ وہ روسیون کا طرفدار تھا - مین یہ ارادہ کر کے روانہ ہوا کہ اولاً شہر سبز جاؤنگا لیکن بجائے اسکے یعقوب باغ گیا یہ خیال کر کے کہ دامن کوہ سے جانا بہتر ہوگا - نصف راہ طے کرنے کے بعد دو تین ہزار آدمی دو ڑتی ہوئی دکھلائی دین - میرے ساتھیون نے سمجھا کہ شاہ بخارا نے لڑانے کے لیئے سوار بھیجے ہین اسلیے پیچھے پھرے اور دوسرے راستے سے شہر کی طرف چلے حالانکہ مین نہین چاہتا تھا کہ شہر کے اندر جاؤن چار میل

سے چلنے کے بعد دیکھا کہ وہی گاڑین ہماری طرف آرہی ہین - ادہر شہر کا دروازہ بند کردیا گیا تھا
تا کہ مین اندر نہ جاسکون - میرے سینکڑون نوکرون اور درباریون نے جو سمرقند مین چھوٹ
گئے تھے شاہ بخارا کی ملازمت اختیار کرلی تھی اسلیئے شاہ نے خیال کیا کہ اگر مین داخل
شہر ہوا تو اونکی نوکری چھوڑ کر وہ سب مجھہ سے آملین گے - اس وجہ سے
اونہون نے مجھے تو وہان جانے سے منع کیا تہا لیکن میرے سابق ملازمین سے
کہدیا تہا کہ مین آؤنگا - یہ سنکر سب نے متفق ہوکر میری دعوت کا سامان کیا تہا - خاص
دروازہ بند پاکر مین دوسرے دروازہ پر گیا جہان کہ خوش قسمتی سے میرا ایک سابق ملازم
ملگیا جسکے ذریعے سے مین نے ایک خط اپنے اون ہمراہیون کے پاس اس مضمون کا
بھیجا کہ مین تمہارے لیئے افغانستان جانے کا منتظر ہون اگر سہ پہر تک آج نہ آؤ گے
تو مین یار تیپہ کی طرف روانہ ہوجاؤنگا - وہ شخص میرا خط جنرل نظیر - قاضی جان محمد اور
دیگر سردارون کے پاس لیگیا جنہون نے کہ اوسے قید کرلیا اور میرے دوسرے ملازمون
سے جو شہر مین تھے خط کو پوشیدہ رکہا - اسلیئے مین اون کا انتظار کرکے یار تیپہ روانہ
ہوا اور تمام رات چلکر شب کے تین بجے وہان پہونچا - تین روز وہان قیام کیا اور میرے
وتنل ملازم جو شہر سبز سے بھاگ آئے تھے مجہہ سے ملے - اونہون نے کہا کہ میرا خط اون کے
پاس نہین پہونچا - اپنے اہلکارون کی یہ بزدلانہ حرکت سنکر مجھے نہایت افسوس ہوا -

تین دن بعد مین کلتا مینار نامی مقام کی طرف روانہ ہوا - شاہ بخارا نے یہ دیکھنے کیلئے
کہ مین کیا کرتا ہون اور کہان جاتا ہون سو سوار میرے پیچھے روانہ کیئے تھے - جب مین
اس مقام پر قریب شام کے پہونچا تو اونہین ایک دریا کے کنارے پایا - مین نے اپنے
سوارون کو گولی چلانے کا حکم دیا جس سے وتنل پندرہ مارے گیئے اور زخمی ہوئے اور
باقی بھاگ گئے - اس واقعہ کے بعد مین نے فوراً آگے بڑہنا مناسب سمجھا اور تین منزلین

یعنی قراچیاہ - چلک شور آب - اور باندہ طے کر کے آخری مقام پر جو ستر دن شب کو
سونے کے وقت پہونچا - دو اخیر قصبے حصار کے متعلق ہین دو سکر دن باکسون پہونچا
اور وہان سے سر آسیہ - یورچی اور لیگار ہو کر حصار مین داخل ہوا - معلوم ہوا کہ پسر شاہ
شہر مین تہا لیکن میرے آنے کی خبر سنکر ایک مقام پر چلا گیا جو لہ قراداغ پہاڑ پر واقع ہے
حصار مین سب سے زیادہ صاف اور عمدہ جگہہ سرائے تمے توشان وحقہ کشان کی ہے
اور وہین مین فروکش ہوا چونکہ پادشاہ اور اوسکا بیٹا میرے ساتھہ نہایت بری طرح پیش آئے
تہے اور غربا پر بہت کچہہ ظلم کیا تہا مین نے ارادہ کیا کہ اونکے اور عمائدین شہر کے گہوڑے
چہین لون - اس غرض سے مین نے سردار عبد اللہ خان سے کہا کہ شہر کے سردارون کو لکہو
کہ تمہین اون سب سے ایک ہی وقت مین دو چار باتین خفیہ کہنا ہین اور یہ سمجہانا ہے کہ درحقیقت
اونکا پادشاہ ہم سے خوش ہے اور یہ سرد مہری محض روسیون کے دکہانے کے لیئے
ہے تاکہ اونہین کسی قسم کا شبہہ نہو - سردار نے خط لکہہ بہیجا اور مین نے یہ انتظام کیا کہ
جب وہ آئینگے تو ایک پردے کے پیچہے چہپ رہونگا - سردار عبد اللہ خان پردہ ہٹا کر
مجہے سلام کریگا اور اون لوگون سے کہے گا کہ مین کون ہون - پہر اون کے گہوڑونکی لگام
پکڑ کر کہے گا کہ چونکہ آپ شاہزادہ ہین یہ سردار اپنے گہوڑے آپکی خدمت مین پیش کرتے
ہین غرضکہ جس طرح انتظام کیا تہا اوسی طرح عمل ودر آمد کیا گیا اور اس حکمت عملی سے چہہ گہوڑے
میرے ہاتہہ لگے - مین نے پہلے ایک خط شاہ کو لکہا جسمین کہ اون کی عنایتون اور
اونکے سوارون کے نذرانہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اگر روسی گورنمنٹ سے کبہی آپ سے
بگاڑ ہوا تو کابل مین آپ کو جگہہ دونگا - اسکے بعد دریائے جیحون کی طرف روانہ ہوا -
ایک شب حصار شادمان مین قیام کیا - دوسری شب تنگی قاق مین - اور قوزقون
تیپہ ہو کر جہان کہ چہہ روز رہا خواجہ گلگون پہونچا - وہان ایک بری قسم کے درد اعصابی مین

گرفتار ہوا لیکن خدا کے فضل سے تین دن دوا کے استعمال سے صحت ہوگئی۔

یہان مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ حسن پسر میر شاہ اور اوسکے چچا میر یوسف علی اور میر نصر اللہ نے رستاق - قتاغان اور بدخشان کے مساوی حصے کر لیے تھے۔ شاہزادہ حسن فیض آباد میں حکومت کرتا تہا۔ میر یوسف علی رستاق میں تہا اور میر نصر اللہ قشم مین۔ مین نے شہزادہ حسن کو خط لکھا جسمین کہ اپنے خواجہ گلگون پہونچنے کی اطلاع دی اور میر عالم نوکر کے ذریعہ سے یہ خط بہیجا۔ یہ میرے خسر کا بہائی تہا۔

یہ خط بہیجکر مین سوچہ آب کی طرف روانہ ہوا۔ یہ ایک گانون دریاے جیحون کے کنارے رستاق کے مقابل واقع ہے۔ دو دن چلکر مین وہان پہونچگیا اور تیسرے دن دریا عبور کرکے شام کے وقت رستاق پہونچا۔ شہزادہ حسن کو میرا نامہ و پیام اچہا نہ معلوم ہوا میرے ملازم کو گرفتار کرلیا اور مجھے دریاے جیحون پار کرنے کی ممانعت کی اور لکھا کہ ہمنے قسم کہالی ہے کہ ہماری زمین پر اگر کسی افغان کا قدم پڑجائے تو ہم اوتنی زمین کو اور تمکو ناپاک سمجھکر باہر پہینک دینگے۔ یہ خط مجھے رستاق مین ملا تہا جسکا مین نے یہ جواب لکہا۔

"اے احمق اور احسان فراموش بزدل! مین نے تیری اور تیرے بہائیون کی مدت تک پرورش و پرداخت کی اور تیرے خاندان سے رشتہ داری کی اس خیال سے کہ ضرورت کے وقت تو کام آئیگا۔ لیکن مجھے آج اپنی غلطی معلوم ہوئی اور تیری حقیقت کہلی۔ اگر موت کا خوف ہوتا تو اتنی دور کبھی نہ آتا۔ اے نامرد! کل معلوم ہوجائیگا کہ ہم دونون مین کون زیادہ طاقتور ہے"!

اوسی شب کو شہزادہ نے ایک ہزار سوار تعینات کیے کہ مجھے دریا پار کرنے سے باز رکہین۔ جب اندہیرا ہوگیا تو میرے بیس سپاہیون نے اونپر گولی چلائی اور وہ یہ سمجھکر کہ کوئی بڑی فوج ہماری اونپر حملہ کرنے والی ہے بہاگ کہڑے ہوئے اور جو اونمین سے

قید کر لیے گئے - میرے پاس کل سو سوار لڑنے کے لیے تھے اور دس علم بردار وغیرہ تھے اور دوسرے روز بارہ ہزار دشمن کی فوج سے مقابلہ کرنا تھا - مین جانتا تھا کہ کیسی ہی ہمت کیون نہو اتنے آدمیون کے مقابلے مین کامیابی ممکن نہین لیکن چونکہ اپنی زندگی خدا کی راہ مین وقف کر چکا تھا اور وہ سب آیتین قرآن شریف کی یاد تھین جنمین کہ خدا نے اون لوگون سے بڑی بڑی نعمتین دینے کا وعدہ فرمایا ہے جو کہ راہ حق مین جان دین میری آنکھون مین دس ہزار اور ایک لاکھ دونون یکسان تھے - خدا کی محبت میرے دل مین تھی اور مین اوسی محبت کی وجہ سے لڑ رہا تھا اور خوش تھا کہ کل اوسکی راہ مین جان دونگا - مین جانتا تھا کہ اگر اس مرتبہ بچگیا تو اہل بدخشان اور قطغان مجھے زندہ نہ چھوڑینگے اور اون سے بھی بچ گیا تو انگریزی فوج کا سامنا تھا - ان سب باتون پر غور کر کے مجھے کوئی اُمید زندگی کی نہ تھی - لیکن اگر خدا ایک ادنی اور ناچیز شخص کو بچانا چاہے تو تمام دنیا اوسکا بال بیکا نہین کر سکتی - میرا دل اتنا مضبوط تھا کہ اگر تمام دنیا کی فوجون کا مقابلہ کرنا پڑتا تو وہ میری نظر مین پیر کے نیچے کی چیونٹیان معلوم ہوتین - خدا جانتا ہے کہ مین سچ کہتا ہون - یہ بہادری نہین ہے - بلکہ صرف ایک قسم کی قلبی قوت ہے جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے - مین صاف طور پر تمام مسلمانون سے کہنا چاہتا ہون کہ مجھے کیا کچھ پیش نہ آیا لیکن میری زندگی کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ اگر تم سچے دل سے خدا کی خدمت گذاری کرو تو وہ تمہین ضرور کامیاب کرے گا - یہ اس عقیدے کا نتیجہ ہے جو آج مین بادشاہ ہون -

دوسرے دن صبح کو خدا پر بھروسہ کر کے شہزادہ حسن کے مقابلے کیلئے روانہ ہوا بارہ میل چلنے کے بعد مین نے دشمن کی بارہ ہزار فوج دیکھی جو کہ بارہ جھنڈے لیے ہوئے میری طرف بڑھ رہی تھی - جب مجھہ مین اور اُنمین ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تو مجھے یہ دیکھکر

سخت حیرت ہوئی کہ دشمن کی فوج رفتہ رفتہ ادہر ادہر مختلف اطراف مین منتشر ہوگئی گویا کہ آسیب کا اثر تہا - میری سمجہہ مین نہ آیا کہ یہ کیا ہوا - اسی درمیان مین میر بدخشان یعنی شہزادہ حسن کے چچیرے بہائی کے سوارون کا ایک دستہ دوسری جانب سے حمد و ثنا کہتا ہوا آرہا تہا - مین نے اپنے سوارون سے وہین ٹہرنے کو کہا اور چند سردارون کو ساتہہ لیکر اون سوارون تک گیا کہ اون کا ارادہ دریافت کرون - اونہون نے کہا کہ ہم عبدالرحمن کے سلام کو آئے ہین - مین نے کہا کہ اگر تمکو اون کی اطاعت منظور رہے تو تہوڑے سے آدمی اونکے پاس جاؤ ایکبارگی سب نہ جاؤ - اونہون نے چند سردار منتخب کیے اور میرے ساتہہ واپس آئے - اوس وقت مین نے اون سے کہا سردار عبدالرحمن مین ہی ہون - وہ متعجب ہوئے اور مجہے سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہین تو ہم تعاقب کر کے شہزادہ حسن کی فوج کا خاتمہ کردین - مین نے کہا کہ مین مسلمانون کے قتل کرنے کے لیئے نہین آیا ہون بلکہ ایک مذہبی لڑائی کے لیے - مین نے اونہین یقین دلایا کہ اگر وہ بہاگتے ہوئے سوار مجہہ سے ملجائین تو اون سب کو ساتہہ لیکر مین انگریزون سے جا کر لڑون -

مین رستاق مین داخل ہوا اور شہر کے باہر حصیر کے قلعہ مین مقیم ہوا - سردار مجہہ سے ملنے کے لیے آئے اور تحائف لائے اور اپنی ہواخواہی کا یقین دلایا - مین نے اونہین خلعت عطا کیئے اور وہ میری وفادار رعایا بنگئے - ایک عقل مند آدمی سمجہہ گا کہ بیس ہزار آدمیون کے دل مین نے ایک دن مین کس طرح مسخر کر لیئے اور وجہ اسکی صرف یہ ہے آدمیون کے دل خدا کے ہاتہہ مین ہین اوس نے اوس روز اونہین میری طرف پہیر دیا -

وہان کے سوارون اور عام لوگون کے جرگے تحائف لیکر آئے - مین نے حکم دیا کہ دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل جمع کرین اور زیر کمان میر بابا جان فیض آباد بہیجدین -

اس حکم کی تعمیل کی گئی اور فوج کے ہمراہ وہی پیغامبر گیا جسے شہزادہ حسن نے قید کر لیا تھا میں نے ایک خط اوسے دیا جسکا یہ مضمون تھا۔

"اے مسلمانو! میں افغانون سے لڑنے نہیں آیا ہون وہ مسلمان ہیں - بلکہ غزا کرنے کیلئے اس لیئے ضرور ہے کہ تم سب میرے احکام کی تعمیل کرو اور یہی خدا و رسول کے احکام ہین ہم سب خدا کے بندے ہین لیکن غزا ہم سب کا فرض ہے"

مین نے اس خط پر دستخط کیئے "ایک مسلمان" اور خیال کیا کہ وہ لوگ ضرور میرا ساتھہ دینگے - یہ خط تمام باشندون کے نام تھا - ایک اور خط مین نے سردارون اور میرون کے نام لکھا اور میر بابا کے حوالہ کیا مضمون یہ تھا -

"میر شہزادہ حسن و سرداران و رعایاے عیض آباد! تمہین اطلاع دیتا ہون کہ تمہارے ملک کو انگریزون کے پنجہ سے چھڑانے کے لیئے مین یہان آیا ہون - اگر صلح و آشتی سے یہ کام ہوجاے تو بہتر ہے ورنہ ہمین لڑنا پڑیگا - تم سب میر ہو اسلئے نہین چاہیئے کہ مسلمانون کا ملک فرنگیون کے ہاتھہ مین جائے - ہمارے ملک کے ساتھہ ہماری عزت و آبرو بھی جاتی رہیگی اور دنیا سمجھیگی کہ میرون مین شرم حیا نہین ہے کہ اپنی نا اتفاقی کی وجہ سے اپنا ملک دوین ہاتھہ سے کھویا - میری صلاح سنو! اگر تم نہ مانوگے تو میرا فرض ہوگا کہ تم پر بھی غزا کرون جسطرح کہ بیدینون پر دونون باتون مین سے ایک بات کرو - یا تو خدا اور اوسکے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حمایت کرو یا لڑائی کے لیئے تیار ہو جاؤ"

میرے خطوط پڑہکر سردار اور عام لوگ سب اپنے میر کے پاس گیئے اور کہا کہ مناسب ہے کہ سردار عبدالرحمن خان کی اطاعت قبول کرلین اور اپنے ملک کو بیدینون کے ہاتھہ مین جانے سے بچائین لیکن میر نے کہا کہ مین کشمیر کے سکھون کا دوست ہون بجاے اسکے کہ ایک مسلمان کی تابعداری اختیار کرون کشمیر چلا جاؤن گا - اوسکے سردارون نے

جواب دیا کہ اگر ہمین معلوم ہوتا کہ آپ ہندؤن کے پیرو ہین توکبھی آپکو میر نہ بنایا ہوتا بہتر ہے
کہ جسقدر جلد ہوسکے آپ چلے جائین - غرضکہ وہ احمق چترال اور لداخ کی راہ سے
کشمیر گیا اور اپنے اہل و عیال کو بھی ہمراہ لے گیا - لیکن بہت جلد مرگیا اور اوسکے بال
بچون کا کوئی ذریعہ معاش نہ رہا - اودہر اوسکی رعایا نے میری اطاعت قبول کرلی -

چند روز بعد مین نے میر سلطان مراد میر قتاغان کو لکہا کہ مین افغانستان کو انگریزون
کے قبضہ سے نکالنے کے لیئے آیا ہون آپ مجھے اپنے ملک سے ہوکر جانے
کی اجازت دین اور فوج اور زر سے میری امداد کرین - جواب آیا -

"ہم چونکہ انگریزون سے لڑنے یا اونکے ناراض کرنے کی طاقت نہین ہے - اسلیئے تمکو اجازت
نہین دیسکتے کہ ہمارے ملک سے گذر کرو "

مین نے اس کا جواب دیا کہ کافرون سے تم ملگئے ہو تم پر بھی مین غزا کرونگا - اسکا
کوئی اثر نہین ہوا اسلیئے بلخ کی فوج کو ایک ہزار مختصر خطا مینے اس مضمون کے لکھے -

"اے افغانان! مطلع ہو کہ مین بلخ آرہا ہون اور اس وقت رستاق مین ہون - لیکن تمہارا
میر سلطان مراد جب مین آؤنگا تو تمہین مجھ سے نہ ملنے دیگا "

یہ خطوط ایک شخص کو فقیر کا بھیس بدلوا کر دیئے اور اوس سے کہا کہ مسجدون -
سڑکون اور چھاونیون مین اونہین ڈالدے لوگ اوٹھا لینگے اور میر سلطان کی نگرانی کرینگے -

اب بدخشان کا حال سنیئے - جیسا کہ پہلے کہہ آیا ہون اپنے چچیرے بھائی سردار
سرور خان اور سردار اسحاق خان کو مین نے سفر کا خرچ - ساٹھ بندوقین اور بارہ ہزار
کارتوس دیئے تھے اور ترکمانون کے نام خط دیکر ہدایت کی تھی کہ سمرقند چھوڑکر ترکستان چلے جائین -

اس موقعہ پر یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ غلام حیدر خان نامی وردک قبیلہ کا ایک شخص تھا
جو کہ امیر شیر علی خان کی فوج مین ترقی پاکر کرنل ہوگیا تھا - ور جب سردار یعقوب خان نے

تو وہ اسی عہدہ پر تہا۔ جب سردار یعقوب خان نے سر لوئی کاوینری کا انگریزون کی
جانب سے کابل مین ریزیڈنٹ رہنا منظور کیا تو غلام حیدر خان کو بلخ کا وائسرائے مقرر
کیا۔ اور اس غلام حیدر نے بحیثیت وائسرائے ایک شخص قادر خان قزلباش کو
گورنر شبرغان۔ غلام معز الدین خان ناصری کو گورنر سرپل اور محمد سرور خان کو گورنر آقچہ مقرر کیا۔
جب میرے بہائی سرور خان۔ اسحاق خان۔ اور عبد القدوس خان ترکستان
پہونچے تو غلام حیدر خان نے دو تین ہزار قزلباشی سوار اونکی گرفتاری کے لیئے بہیجدیئے
اور وہان کے باشندون سے پوشیدہ رکہا۔ میرے بہائیون کو وقت پر اسکی خبر
ہوگئی اور چونکہ لڑ نہین سکتے تہے بلخ کی راہ چہوڑکر شبرغان کی طرف گیئے اور گورنر کو
مطلع کیا۔ یہ گورنر بہی قزلباش تہا۔ ممکن ہے کہ گورنر نے امداد کی کچہ اُمید دلائی ہو اسلیئے
کہ جب وہ شبرغان پہونچے تو رات زیادہ گئی تہی۔ تاہم سرور خان نے شہر مین جا کر گورنر
سے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ بہائیون نے اس حماقت سے روکا لیکن اونہون نے اپنے
ایک نوکر کی صلاح پر عمل کیا اور کہا کہ مجہے جانے دو ورنہ تم پر گولی چلاؤن گا۔ اس نوکر کا
نام شربت علی تہا اور وہ خوست کا رہنے والا تہا۔ الغرض سرور خان اس نوکر کے ہمراہ قلعہ
کی طرف روانہ ہوئے۔ شہر کے دروازہ پر پہونچکر دستک دی اور پہرہ والون کے سوال جواب
مین کہا کہ ہم جنرل غلام حیدر خان کا خط گورنر شہر کے نام لائے ہین یہ سنکر وہ فوراً اندر داخل
کر لیئے گیئے لیکن پہرہ والون نے سرور خان کو پہچان لیا۔ اور پوچہا کہ تمہاری اصل غرض
شہر مین آنے سے کیا ہے۔ اونکی کیفیت سنکر پہرہ والون نے کہا کہ واپس جاؤ نہین تو
گورنر قید کر لیگا کل سوار لیکر آنا تمام اہل شہر تمہاری اطاعت قبول کر لین گے۔ چونکہ سرور خان
کو معلوم تہا کہ عبد الرحمن خان بدخشان سے چکا ہی پہرہ والون کی صلاح نہ مانی اور کہا کہ خود گورنر نے
بلایا ہے۔ دیکہتے ہی قدمبوس ہوگا اور اطاعت کرے گا۔ القصہ گورنر تک پہونچے اوس نے

فوراً ہاتہہ پیر بند ہوا اوسنے اور ایک کرنل اور سواروں کی نگرانی مین خاموشی کیساتہہ دشت ارغہ کی راہ سے غلام حیدر خان کے پاس مزار شریف بہیجدیا۔ طلوع آفتاب کے قریب اوس بدقسمت قیدی کو لیکر وہ وادی پہونچے اور غلام حیدر خان کے پاس ایک شخص کو اطلاع کیلئے بہیجا غلام حیدر نے اپنے سرداروں اور صلاح کاروں سے مشورہ لیا اور سب کی یہی رائے ہوئی کہ بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ سرور خان کو اس دنیا سے نیست ونابود کردیا جائے تاکہ پہاڑی قبیلے اور ازبک اوسکے شیر خان آنے کی خبر سنکر بغاوت نکرین۔ غلام حیدر نے اپنے وزیر رضوان اور ایک اور درباری غلام معز الدین نامی کو سردار کے قتل کرنے کے لئے مقرر کیا ان دونون نے تعمیل حکم کی اور ایک دیوار کے نیچے وہ وادی مین لاش کو دفن کردیا اور پہر لوٹکر غلام حیدر کے پاس ے گئے۔

اودہر عبد القدوس خان اور اسحاق خان نے جب اپنے بہائی کی کوئی خبر نہ پائی تو میمنہ چلے گئے والی میمنہ دلاور خان نے اپنی ترکمان رعایا کو حکم دیا کہ اونہین گرفتار کر کے اوسکے پاس بہیجدین۔ لوگون نے انکار کیا اور کہا یہ عبد الرحمن خان کے بہائی ہین اونکے لیئے ہم جان دینے کو مستعد ہین اور دو ہزار خاندان دونون بہائیون سے آملے لیکن گورنر کو اونکے قید کرنے کی فکر تہی اسلئے دہوکا دیکر اونہین ہرات بہیجدیا جہان محمد ایوب خان مقیم تہا اور اوس نے بہی اونہین گرفتار کرنا چاہا۔

غلام حیدر نے سرور خان کا سر پاکر سلطان مراد کو لکہا کہ فوج نے سرور خان کو قتل کر ڈالا ہے اور اُمید ہے کہ عبد الرحمن خان کے ساتہہ بہی یا تو یہی سلوک کیا جائیگا یا اوسے قید کر کے آپکے پاس بہیجدونگا۔ سلطان مراد نے جواب دیا کہ عبد الرحمن خان تک تمہاری رسائی نہین ہو سکتی کیونکہ وہ بدخشان مین ہے۔

پہلے لکہہ چکا ہون کہ میر بابا کو مین نے فیض آباد بہیجا تہا چند روز بعد مین نے اوسی لکہا

کہ فوج لیکر رستاق واپس آؤ تاکہ دونون فوجین لیکر میر بابا سے قتاغان پر غزا کی جائے اسلیئے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ مسلمان دنیا مین کسی قسم کی ترقی کرین۔ میر بابا نے لکھا کہ بہتر ہوگا کہ آپ بہی فیض آباد تشریف لائین تاکہ لوگ آپکو دیکھین اسکے بعد قتاغان جائینگا مین فوراً روانہ ہوگیا اور میر محمد عمر کو جسے کہ رستاق کا گورنر مقرر کیا تہا معہ چند سرداروں اور دو ہزار سواروں کے اپنے ہمراہ لیا۔ آرگو نامی مقام پر پہونچکر ہمنے قیام کیا۔ شب کو میرے چاء پلانے والے نے مجہے جگایا اور کہا کہ ایک نیم برہنہ شخص جو کہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ مین نے اوسے اندر آنے کی اجازت دی اور اوس نے ایک خط مجہے دیا جسکا مضمون یہ تہا۔

"مین اس خط کا لکہنے والا ایک افغان سوداگر ہون۔ مین نے سنا ہے کہ میر بابا خان نے چند سرداران بدخشان اور اپنے وزیر سے مشورہ کرکے یہ ارادہ کیا ہے کہ آپکو گرفتار کرکے انگریزون کے حوالہ کردے۔ اسکے بعد بدخشان کی حکومت اونکے خاندان مین آجائیگی۔ برائے خدا فیض آباد نہ آسکے"

وہ شب مین نے نہایت بیقراری سے گذاری۔ تمام رات مختلف تدبیرین سوچتا رہا صبح کو محمد عمر اور دیگر سرداران رستاق کو بلایا اور اون سے رائے لی۔ سب نے خط پڑہکر کہا کہ میر بابا نہایت ناسپاس اور بزدل شخص ہے اوس سے بعید نہین کہ جو کچہ اس سوداگر نے لکہا ہے صحیح ہو۔ محمد عمر نے کہا کہ مین ہمیشہ سے میر بابا کا دشمن ہون اسلیئے فیض آباد نہ جاؤنگا۔ مین نے کہا کہ اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو جاؤ لیکن مین آگے بڑہونگا میرے مجہے کوئی خوف نہین ہے۔ مین نے اوسے اجازت دی کہ اپنے سوار لے جائے اور رستاق کو حملے سے محفوظ رکہے۔ ساتہ ہی مین نے سردار عبد اللہ خان کو بہی اوسکے ہمراہ کردیا کہ اسکی نگرانی کرے اور وہان کے حالات سے مجہے مطلع کرتا رہے۔ اسکے بعد

خدا پر بھروسہ کرکے آگے بڑھا - چند میل چلنے کے بعد ہم ایک پہاڑی پر پہونچے جو کرزرگان کہلاتی ہے اور دیکھا کہ چھ ہزار سوار میر بابا کے ماتحت ہماری طرف آرہے ہین - مین نے اپنے سوارون کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور کہا کہ مین آگے بڑھتا ہون اگر تم دیکھو کہ سوار میرے خلاف ہین تو گولی چلانا - یہ کہکر مین آگے بڑہا اور دیکھا کہ سوارون نے میری نہایت تعظیم وتکریم کی اسپر مین نے اپنے سوارون کو بھی اشارہ کیا کہ آکر ملجائین - فیض آباد کے سوارون سے مین نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ چونکہ مین نے سنا ہے کہ تم لوگ نہایت اچھے سوار ہو مین چاہتا ہون کہ گھوڑے دوڑاؤ - اونھون نے گھوڑدوڑ شروع کردی اور مین نے اپنے سوارون سے پشتو مین کہا کہ میر کو گھیر لین - اس طریقے سے ہم آگے بڑھے یعنی یہ کہ میر ہمارے بیچ مین تھے یہانتک کہ فیض آباد پہونچ گیے - وہان پہونچتے ہی مین نے اپنے ساتھیون کو قلعہ پر قبضہ کر لینے کا حکم دیا اور تیس سوار پہرہ کے لئے دروازے پر مقرر کیے -

تین روز بعد غلام حیدر خان کا خط آیا کہ ابھی تک عبدالرحمن خان کو گرفتار کرکے کیون نہین بھیجا - ساتھ ہی شاہ بخارا کا بھی خط معہ خلعت اور چار گھوڑے اور طلائی ساز کے آیا - اسمین لکھا تھا کہ جنرل غلام حیدر ہمارے خیرخواہ ہین اور یہ ملک ہمکو دینے کا وعدہ کیا ہے اس لیئے تمکو چاہیے کہ عبدالرحمن خان کو فوراً گرفتار کرلو - اوسمین یہ بھی تھا کہ عبدالرحمن خان روس سے بھاگ کر آیا ہے اسلیئے جو کوئی اوسے مار ڈالے اوسکو کوئی سزا نہ دیجائیگی - میر بابا نے جو کہ خدا کا قائل نہ تھا اور صرف اہل دول اور اونکی دولت کا مرید تھا بدخشان کے لوگون کو مجھ سے بہکانا شروع کیا - ایک روز میرے پاس آیا اور کہا کہ آج کل تیتر بہت ہین چلیئے شکار کھیلین - مین نے منظور کر لیا اور پوچھا کہ جیسا کہ تم نے کہا تھا فوج کب تک واپس جانے کے لیے تیار ہو جائیگی - اوس نے

کہا کہ بیس ہزار اشرفیان دیجئے تا کہ مین لوگون کو رشوت دیکر راضی کرون - مین نے جواب
دیا کہ انگریزون سے جو لڑائی ہوگی اوسکے اخراجات کے لیئے مین روپیہ جمع کر رہا ہون اور
نہین چاہتا کہ رشوت دیکر اپنی فوج مین سوار داخل کرون خصوصًا جبکہ میرے پاس دس ہزار
قطغانی اور دس ہزار رستاقی سپاہی موجود ہین اور امید ہے کہ کابل پہونچتے ہی ہزارون
افغان اور آکر ملجائینگے حقیقت یہ ہے کہ اس احمق نے سمجھا تہا کہ جو بکس میرے پاس
ہین اونمین اشرفیان ہین حالانکہ میرے پاس کل ایک ہزار اشرفیان تہین اور اون
صندوقون مین کارتوس تہے - جب شکار کا بندوبست ہم کر چکے تو بدخشان کے چند
لوگون نے مجہے خبر دی کہ میر دغابازی کریگا اور اپنے سردارون اور وزیر کے ساتہہ اوسنے
انتظام کیا ہے کہ مجہے گرفتار کرکے دوسرے روز قتل کردین - یہ سنکر مین نے اپنے
تیس سوارون کو حکم دیا کہ میرے ساتہہ شکار مین جائین اور میر بابا کو دیکہتے رہین - گولی
چلانے کے لیئے تیار رہین لیکن اوسوقت تک ایسا نکرین جب تک کہ مین اپنی
بندوق میر کی طرف نہ پہیرون - یہ ہدایت کرکے مین میر کے ساتہہ پہاڑون کیطرف
روانہ ہوا - دامنِ کوہ مین پہونچکر مین نے دیکہا کہ پانچ سو مسلح سوار ہم سے آکر ملے
میر کے خدمتگار بہی بالکل جنگ کے لیئے مسلح تہے - میر میری بائین جانب
تہا - تیز نہ پاکر مین نے اوس سے کہا کہ جب بدخشان سے روانہ ہوا تو مین نے
سنا تہا کہ تمہارا ارادہ ہے کہ مجہے گرفتار کرکے انگریزون کے پاس بہیجدو اور
اسطرح سرخروئی حاصل کرو - اگر یہ صحیح ہے تو ایسا موقعہ پہر ہاتہہ نہ آئیگا
یہ کہکر مین نے بندوق کا رخ میر کے سینہ کی طرف کیا اور اسے دیکہتے ہی بیس سوار
اوسکے سوارون کی طرف مخاطب ہوئے - وہ ڈر گیئے اور چلا کر کہا کہ ہمین نہ مارو
ہم میر کے طرفدار نہین ہین - خود تمہین نے اوسے ہمارا سردار مقرر کیا تہا میر بابا کے

ساتھہ اون کا یہ برتاؤ دیکھکر مین نے اور کچھہ نہ کیا اور ہم واپس آئے۔ تین دن بعد مین نے
ایشان عزیز رستاق کے ایک سردار کو میر بابا کے پاس بھیجا کہ آج شام کا کھانا میرے
ساتھہ کھانا - میر بابا آیا لیکن تین سو مسلح جوان ہمراہ لایا میرے سپاہیون نے روکا کہ
اتنے آدمیون کے اندر لیجانے کی کوئی ضرورت نہین ہے صرف تیس شخص لیجاؤ
میر کو اتنا غصہ آیا کہ افغانون کو گالیان دین اور اپنے سوارون کو حکم دیا کہ بزور
قلعہ پر قبضہ کرلین - اور بگلچی کو حکم دیا کہ گولی چلانے کے لیئے بگل بجائے
قلعہ کے پہلے دروازہ پر اونھون نے قبضہ کرلیا - لیکن میرے پہرے کے سپاہیون
نے جلدی سے پیچھے ہٹکر اندر کا دروازہ بند کردیا - ایک نوکر دوڑکر آیا اور مجھسے
کہا کہ ہم تباہ ہوگیئے -

مین ایک ڈھیلا پیراہن پہنے اور کمر کھولے بیٹھا ہوا تھا لیکن جیب مین شش نالی
تمنچہ تھا - فوراً کھڑا ہوگیا اور اپنے آدمی لیکر دروازہ پر گیا دیکھا کہ پانچ ہزار مسلح سپاہی باہر
ہین - اپنے نوکرون سے مین نے کہدیا کہ اتنے آدمیون سے لڑنا ممکن ہے اسیلئے
مین تنہا باہر جاکر بھیڑ مین ملا جاتا ہون تاکہ لوگ مجھے نہ پہچانین اگر شناخت ہونیکے
پہلے میر کی گردن ہاتھہ مین آگئی تو سمجھو کہ بچگئے لیکن اگر مارا گیا تو تمہین خدا کے سپرد
کرتا ہون دل چاہے لڑنا یا نہ لڑنا - یہ کہکر مین باہر نکل گیا اور تمنچہ اوورکوٹ کی آستین
مین پوشیدہ رکھا -

خوش قسمتی سے مجھے کسی نے نہ پہچانا اور سب آدمیون مین سے ہوکر
مین میر کے قریب پہونچگیا پیچھے سے اوسکی گردن پکڑکر اپنا تمنچہ اوسکی کنپٹی پر جمادیا
اور کہا " اب کیا کہتے ہو یہی وہ افغان ہے جسے تم سخت و سست کہہ رہے تھے
تلوار ڈالدو ورنہ تمنچہ چھوڑتا ہون " میر بابا چلا اوٹھا اور گڑگڑایا کہ تمنچہ ہٹا لیجیئے مین تلوار

پھینک دونگا لیکن مین نے اوسکی گردن اور زور سے مروڑی یہانتک کہ اوس نے
تلوار ڈالدی ۔ پھر مین نے کہا کہ اپنے سپاہیون کو قلعہ سے باہر آنے کا حکم دو ۔ اوس نے
یہ بھی کیا اور مین نے اپنے آدمیون سے پشتو مین کہا کہ قلعے کے باہر کے دروازہ پر قبضہ
کرلین ۔ مین نے میر سے کہا کہ مین نے تو تمہاری دوستانہ دعوت کی تمنے ایسی
بے ایمانی کیون کی ؟ پھر اہل بدخشان سے مخاطب ہو کر کہا تم میری طرف سے لڑو گے
یا اس تلوار کے واسطے جو کہ ہاتھ بھی نہین ہلا سکتا ؟ لوگون نے اپنے میر کی حالت
ایسی نازک دیکھکر کہا "آپکی طرف سے" یہ سنکر مین نے اونہین اپنے گھر واپس جانیکا
حکم دیا ۔ جب وہ چلے گئے تو دس سوارون کے ساتھ مین میر کو اوسکے گھر لیگیا اور اوسکی
بی بی اور بچون سے کہا کہ مجھے کھانا کھلاؤ ۔ دوسرے دن صبح مین قلعہ واپس آیا اور خدا کی
درگاہ مین اپنی سلامتی جان کا شکریہ ادا کیا اور اطمینان کے ساتھ آرام کیا ۔

اس موقعہ پر یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ میر بابا اور میر محمد عمر مین سخت دشمنی تھی ۔ مین نے
اونہین صلح کرانے کی بہت کوششین کین اور آخرش مجھے کامیابی ہوئی ۔ میر محمد عمر
چار ہزار سوار لیکر فیض آباد آیا اور شہر کے باہر جوزن نامی مقام پر خیمہ زن ہوا ۔ میرے پاس
ایک خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ملاپ کی خوشی اور ثبوت مین وہ ایک دوسرے
کو خلعت دینا چاہتے تھے اور مجھے بھی اس تقریب مین شریک کرنا چاہتے تھے مین نے
منظور کیا اور دونون میر کے درمیان بیٹھا ۔ میرے سامنے چینی کا ایک بڑا ٹکڑا اور مٹھائی
کے خوان تھے ۔ جب دونون ایک دوسرے کو خلعت پہنا چکے اور دوستی کے عہد و
پیمان ہوئے تو میر بابا نے مجھ سے طنزاً کہا ۔

"چونکہ ہم دونون بھائی اب ملگئے ہین اسلئے اس چینی کے بڑے ٹکڑے کو تقسیم
کرتے ہین" مین سمجھ گیا کہ میری طرف اشارہ ہے اسلئے مین نے کہا "تمہین بہت وقت

ہو گئی بلکہ اور حکم دیا کہ جینی کے ٹکڑے کو اوٹھا لیجائیں - اسکے چند گھنٹے بعد مین اون سے رخصت ہوا لیکن مجھے فکر پیدا ہو گئی کہ مبادا وہ پھر میرے ساتھہ کوئی چال چلین - مین روز وہان ست چلنے کے لیے زور دیتا تھا اور وہ برابر کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیتے ستھے -

اسی درمیان مین جو رقعے کہ مین نے بلخ مین تقسیم کرائے ستھے وہ فوجی افسرون کے ہاتھہ لگے - اونہون نے غلام حیدر کو لکھا کہ ہم میر سلطان مراد پر غزا کرنے کے مشتاق ہین اسلئے کہ وہ انگریزون کا دوست ہے - غلام حیدر نے سوچا کہ میر سلطان کے ملک پر قبضہ کرنیکا اچھا موقعہ ہے علاوہ اسکے اوسے خیال ہوا کہ مین قریب ہی ہون شاید یہ سمجھکر ڈر جاؤن کہ فوج میری طرف آ رہی ہے اور لوگ بھی دیکھکر شاید مجھے قید کر لین - الغرض اوس نے اپنے بھتیجے کو پانچ پلٹنین - بارہ سو سوار اور پانچ باتریان توپخانہ کی دیکر سلطان مراد سے لڑنے کو بھیجا - طالقان پہونچکر سوارون نے کہنا شروع کیا کہ میر کو سزا دینی چاہیے کہ اوس نے عبد الرحمن خان کے ساتھہ شریک ہو کر غزا کرنے سے اونہین باز رکھا تھا یہ خبر پاکر سلطان مراد نے میر بابا اور محمد عمر کو لکھا کہ عبد الرحمن خان کو زیادہ ساتھہ نہ رکھو ورنہ فوج تم سے اور مجھ سے ایک روز بدلا لیگی - اس خط کا مجھے علم نہ تھا لیکن میرے پاس بھی ایک خط اوسکا آیا جسمین اوس نے مجھے قتاغان بلایا اور کہا کہ مین آپ کی قدمبوسی حاصل کرنیکا نہایت مشتاق ہون - مجھے یہ خط پاکر نہایت تعجب ہوا اسلیئے کہ پہلے خط کی مجھے مطلق خبر نہ تھی اور خیال کیا کہ جب کہ میر سلطان نے شروع مین مجھ سے ملنے سے انکار کیا تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایکبارگی اسطرح بدل گیا اور میری دعوت کرتا ہے - قاصد نے یہ دیکھکر کہ مجھے شبہ ہو گیا ہے کل کیفیت بیان کر دی جو کہ اوپر تحریر کر چکا ہون - مین نے جواب دیا کہ ہم کل روانہ ہونگے - محمد عمر نے میرے ساتھہ چلنے کی تیاری کی لیکن میر بابا نے کہا کہ پیچھے آؤنگا - مین نے اوسکو حکم دیا کہ پچاس بندوقین اور پچاس گھوڑے ساز و سامان

سے درست اون پچاس افغانون کے ساتھہ لائے جنکو مین نے قید سے رہا کیا تھا۔ دو روز بعد مین روانہ ہوا اور بدخشان کے شہر قشم کی راہ مین ایک قلعہ کہنہ قلعہ جعفر کے نام سے تھا وہان فروکش ہوا۔ باوجودیکہ سلطان مراد کے قاصد نے اصرار کیا کہ پہلے چلئے لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میر بابا اور رستاق کے سوار مجھسے نہ آملین مین آگے نہ بڑہونگا۔ میری خواہش تھی کہ اتنی دیر ہو جائے کہ میر سلطان کو میرے ٹھہرانے کی پوری سزا ملجائے۔

چھہ دن بعد مجھے خبر ملی کہ فوج بلخ نے سلطان مراد کو شکست دی اور وہ اپنے اہل وعیال اور رسالق میر کولاب کو لیکر بہاگ گیا۔ بہت جلد یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ ہماری طرف بہاگے تھے اور ہم سے بہت نزدیک تھے۔ یہ سنکر مینے عبداللہ خان کو حکم دیا کہ چالیس سوار وں کے ساتھہ جاکر میری طرف سے اون کا استقبال کرین۔ جب وہ پہونچے تو مین نے یہ کہکر اونکی تشفی کی کہ کسی قسم کا نقصان تمہین نہ پہونچاؤن گا اور مہربانی سے پیش آؤن گا بشرطیکہ وفاداری سے میری خدمت کرو۔ سلطان مراد سے مین نے وعدہ کیا کہ جب کبھی میری حکومت ہوئی تو قتغان کا حاکم تمکو مقرر کرون گا اور عبداللہ خان اور چہہ سو سواروں کو اوسکے ساتھہ بہیجا کہ طالقان جاکر لوگون کی دلجمعی کرین۔ اسکے بعد مین بھی فوراً روانہ ہوگیا اور دو روز مین طالقان پہونچگیا۔

باب ہفتم

میری تخت نشینی سنہ ۱۸۸۰ء

جسوقت کہ ادہر یہ واقعات پیش آرہے تہے غلام حیدر خان فوج بلخ کے دوسرے حصہ سے جنگ آزمائی کر رہا تہا اسلیئے کہ سردار سرور خان کے قتل کی وجہ سے فوج نے بغاوت کی تہی - غلام حیدر خان تین باٹریان توپخانہ کی - تین ہزار سوار اور ایک ہزار ملیشیا پیدلون کے ساتھ تختہ پل چلا گیا تہا اور باغیون نے وہان کے قلعہ مین پناہ لی تہی - یہ قلعہ میرے والد اور میر دوست محمد خان نے پانچ سال مین تعمیر کرایا تہا - مجھے ابتک یاد ہے کہ جب مین بارہ برس کا تہا تو اس قلعہ کا اکثر ذکر ہوا کرتا تہا اور اب میری عمر تینتالیس سال کی ہے - مجھے اوسوقت کی گفتگو اس طرح یاد ہے کہ گویا کل ہی بات چیت ہوئی تہی - شاہی خاندان کابل کی حفاظت کے لیئے یہ قلعہ بنا تہا ایسے موقعہ کے لیئے کہ اگر کابل ہمارے ہاتہہ سے جاتا رہے اور کسی بیرونی سلطنت سے بچنے کی ضرورت ہو تو اوس مین پناہ لین اور اسلئے وہ نہایت عمدہ اور مضبوط تعمیر کیا گیا تہا - غلام حیدر نے اس قلعہ کے باہر پہونچکر باغیون پر گولیان چلائین لیکن بہت دیر تک لڑائی کے بعد جس مین کہ دونون فوجین برابر رہین باغیون نے بآواز بلند کہا "ہم باغی نہین ہین - بلکہ غلام حیدر اور قزلباشون سے اسلیئے لڑ رہے ہین کہ اونہون نے ہمارے اور ہمارے بادشاہ کے فرزند کو بمقام دہ دادی قتل کرایا - ہمکو اپنے شاہی خاندان کی وفاداری کرنا چاہیئے" یہ سنکر غلام حیدر کی فوج نے لڑائی موقوف کردی اور خود غلام حیدر اور

قزلباشون پر حملہ کیا جو کہ دو سو باڈی گارڈ کے ساتھ مزار شریف کی طرف بھاگ گئے - اور فوج نے اس ثابت قدمی سے اون کا تعاقب کیا کہ مجبور ہو کر اونہین دریاے جیحون اور دوکہ آبدہ پار کر کے بخارا فرار ہونا پڑا اور تمام مال و متاع اور اہل و عیال پیچھے چھوڑ گئے فوج نے مال خوب لوٹا اور اونکے خاندانکے لوگون کو قید کر لیا - میرے دو افسرون کو بھی باغیون نے رہا کر دیا اور اونہین اپنا افسر مقرر کیا - تاشقرغان - قتاغان - شبرغان سرپل اور آقچہ کی فوجون کو بھی یہ حالات جلد معلوم ہو گئے اور اُنھون نے غلام حیدر کے مقرر کیئے ہوئے افسرون کو گرفتار کر لیا - اسی زمانہ مین مین چھ ہزار رستاقی اور دو ہزار قشمی سوارون کے ہمراہ طالقان پہونچا - جبکہ غلام حیدر کے بھتیجے اور جنرلیون پر قندز کی فوج نے حملہ کیا تو اہلکار بھاگ گئے لیکن غلام حیدر کے بھتیجے نے فوج کے قہر سے بچنے کیلئے خودکشی کی - اِس کے بعد تمام فوجین آئین اور مجھے سلام کیا - مین نے سجدہ شکر ادا کیا اور بعد حمد کہا " اے خدا تجھہ مین قدرت ہے کہ ملک کو بے دینون کے قبضہ سے نجات دے - تجھہ مین طاقت ہے کہ جو اونکی سازش مین ہین اونکو سزا دے اور اہل اسلام کی مدد کرے - اے قادر مطلق سب طاقت تیرے ہی ہاتھہ مین ہے " جبکہ فوجین مجھسے مل گئین تو مین نے سردار عبداللہ خان کو خطوط دیکر فوج قندز کے پاس بھیجا کہ اونکی وفاداری کا شکریہ ادا کرین اور کہلا بھیجا کہ مین تم سب کو اپنے دینی بھائی اور ایک ہی جسم کے اعضا سمجھتا ہون - جب تک تم سے ملاقات ہو سردار عبداللہ خان کو تمھاری خیر و عافیت دریافت کرنے اور اپنے بخیریت پہونچنے کی خبر دینے کو بھیجتا ہون اِس لیئے کہ رسد اور روپیہ کا سامان کرنے کے لیئے یہان چند روز قیام کرنا ضروری ہے -

مین طالقان مین رہا اور سردار عبداللہ خان خط لیکر دریاے قندز عبور کر کے دوسری جا

گئے - فوج میرا خط پاکر نہایت خوش ہوئی - اپنی قیام گاہ مین روشنی کی - آتشبازی چہوڑی
اور اس خوشی مین دعوتین کین - ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بہیجا اور اونکی
روح پاک کے توسل سے خداوند کریم کی درگاہ مین دعا مانگی کہ انگریزون کے ہاتھ سے
مسلمانانِ افغانستان کو نجات دے اور یا تو ہمین اون پر فتح دے یا اونکے دل ہماری
طرف پہیر دے - میرے پاس سپاہیون کا ایک خط آیا جسمین کہ میرے بخیریت پہونچنے
پر اونہون نے مبارکباد دی اور کہا کہ ہمین یقین ہے کہ خدا ہمارا مددگار ہے اور آپکو ہماری
طرف اسلئے بہیجا ہے کہ کسی دوسرے سرپرست کی پائمالی سے ہمین بچائے - مین نے
خدا کا شکر کیا کہ اتنے دلون کو اوسنے میری طرف پہیر دیا -

میر بابا خان میر فیض آباد کے آنے کا دو روز مین نے انتظار کیا اور جب وہ نہین
آیا تو مین نے اوسے خط لکہا اور اوس سے نہ آنے کا سبب پوچہا - اوس نے جواب
دیا کہ میرے آنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اسلئے کہ تمام فوج آپکے تابع ہو چکی ہے
مین نے لکہا کہ تم ضرور آؤ ورنہ مین خود آتا ہون - اوس نے اپنے مشیرکارون سے صلاح
لی سب نے راے دی کہ جانا چاہیئے ورنہ عبدالرحمن خان نے فوج بہیجدی تو پوری تباہی
ہے - اون کی صلاح پر اوس نے عمل کیا اور چہہ ہزار فوج کے ساتہہ میرے پاس
طالقان آگیا -

دوسرے دن مین نے میر بابا میر محمد عمر اور میر سلطان مراد کو معہ اپنے سردارون
کے دربار مین حاضر ہونے کا حکم دیا - اور جب وہ آئے تو یون خطاب کیا یہ تمکو معلوم
ہے کہ میری اسوقت کیا حالت ہے مین جہاد کے لیئے آیا ہون اور ہماری فوج کے
پاس کہانا اور روپیہ کچہہ بہی نہین ہے - اِس ملک کے حاکمون کو چاہیئے کہ اپنی حیثیت
کے مطابق روپیہ لائین اور رعایا کو لازم ہے کہ سوارون کی مہمان نوازی کرے

ہر دو مکانون سے ایک بھیڑ اور ایک کیسہ گیہون یا جو کا آنا چاہیئے اس کے بعد مین اونہین اور کوئی تکلیف نہ دونگا۔ مین نے دوسرے روز اس کا جواب طلب کیا اور دربار برخاست کیا۔ مین نے سردار اسحاق خان کو بھی خط لکھا کہ جس زمانہ سے آپ میمنہ روانہ ہوئے خیر و عافیت معلوم نہوئی۔ بہتر ہو کہ جب تک مین اوہر مصروف ہون آپ مزار شریف آکر اوس ملک کا انتظام کیجئے۔ میرا خط اونہین صحراے اندخوی مین ملا۔ یہ وہ سُن ہی چکے تھے کہ بدخشان اور قتاغان پر میرا قبضہ ہو چکا ہے۔ خط پاتے ہی روانہ ہوئے اور تین روز مین مزار شریف پہونچگئے۔ وہان پہونچکر مجھے خط لکھا کہ میرے پاس فوج کیلئے رسد کا سامان مطلق نہین ہے۔

اس عرصہ مین میر بابا وغیرہ اور دیگر سردارون نے کہلا بھیجا کہ آپکی تجویز ہمکو منظور ہے تین لاکھہ نقد روپیہ کا ہمنے انتظام کر لیا ہے اور اگر ضرورت ہو تو آیندہ اور بھی دینگے اسلئے کہ ایک بیرونی دشمن سے آزادی دلانے کی آپ کوشش کر رہے ہین۔ حتی الامکان ہم آپکی امداد کرینگے۔ قلعہ خان آباد اور چند دیگر مقامات مین مین نے سامان رسد جمع کیئے جانے کا حکم دیا۔ اور سردار اسحاق خان کو لکھا کہ بارہ ہزار شتر روانہ کیجئے مین اون پر سامان رسد بھیجدونگا۔ اوسی زمانہ مین یار محمد خان نامی ایک سوداگر جو تاشقرغان کا باشندہ تھا میرے لیئے چند تحائف لایا۔ میری سمجھہ مین نہ آیا کہ اتنے سوداگرون مین سے صرف ایک شخص کیون آیا ہے لیکن بہت جلد معلوم ہو گیا کہ سابق والئ سراے بلخ نے سرکاری خزانہ لوٹ کر جسمین کہ چار ہزار سکہ طلائی ردمی۔ دس ہزار سکہ طلائی بخارا۔ ساٹھہ ہزار کابلی روپیہ اور دو ہزار سو روپیہ کے نوٹ تھے کئی ہزار اشرفیان اس سوداگر کے پاس رکھی تھین اور یہ شخص میرے پاس اسکی اطلاع دہی کے لیئے آیا تھا۔ مین نے اپنے پیش خدمت فرامرز کو جو اسوقت ہرات کا سپہ سالار ہے اس شخص کے ساتھہ

تاشفقر غان بہیجا کہ یہ سب روپیہ لے آئے۔ دونون گئے اور بخیریت یہ رقم کثیر لیکر واپس آئے۔

دوسرے دن نوروز تہا۔ اسکی خوشی مین مین نے حکم دیا کہ چہ ہزار افغانی لڑکیان اور عورتین جنہین شیر علی خان کی وفات کے بعد ترکمانون نے بطور کنیزون کے رکہا تہا آزاد کی جائین اور اپنے رشتے دارون کو واپس کردی جائین۔ تعمیل حکم سے پہلے میر بابا خان نے میرے قاصدون کو قید کرلیا۔ یہ سمجھکر کہ مین تو بہت جلد انگریزون کے ساتہہ جنگ مین مشغول ہوجاؤنگا اسلئے اگر ان مستورات کے رہا کرنے مین دیر کیجائے تو پہر اتنا وقت نہ ملیگا کہ مین اس حکم کو نافذ رکہون۔ بعض قاصد جوکہ خاموش نرہ سکے مارڈالے گئے اور ایک دریا مین کود پڑا۔ میر بابا نے خیال کیا کہ وہ ڈوب گیا لیکن وہ فقیر کے بہیس مین میرے پاس آیا اور تمام کیفیت مجہسے بیان کی۔ یہ سنکر مجہسے اور زیادہ ضبط نہوسکا اور میر بابا اور اوس کے مشیرکارون کو قید کرلیا۔ میر محمد عمر کو فیض آباد کا گورنر مقرر کیا اور اوس کے بہائی کو رستاق کا اور دوبارہ عورتون کی رہائی کا حکم دیا۔ ساتہہ ہی اپنے نسبتی بہائیون کو رہا کردیا۔ جوکہ شغنان مین قید تہے۔ مین نے ان سب کو اپنے اپنے عزیزواقارب کے پاس بہیجدیا اور خدا کا شکر بجالایا کہ اوس نے مجہے اپنی قوم کی مدد کرنے کی طاقت عطا فرمائی۔

دوسرے دن مین قندز پہونچا اور سپاہیون نے ایک سو ایک توپون کی سلامی دی۔ نجیب بیگ کردہ نہایت خوش ہوئے اور دو افسرون کو جو میرے دشمن تہے میرے روبرو لائے کہ میرے خوش کرنے کے لیئے اونہین قتل کرین۔ مین نے اون کے قتل کی اجازت ندی اور رہا کردیا۔

اگلے روز مین توپخانہ معائنہ کررہا تہا کہ ایک شخص آگے نکلکر آیا اور سلام کرکے

میرے قدمون پر گر پڑا۔ مجھے نہایت تعجب ہوا۔ اوسے اوٹھایا تو دیکھا کہ محمد سرور خان پسر ناظر سعید رہے جو کہ مجھسے سمر قند مین علیحدہ ہو گیا تھا۔ اوگا تو اوس نے نہایت معذرت کی اور اپنی حرکت پر نہایت نادم ہوا لیکن جب مین نے کہا مین نے قصور معاف کر دیا تو اوس نے کہا کہ کابل سے آپکے واسطے ایک خط لیکر آیا ہون۔ مین اپنے خیمہ مین واپس آیا معلوم ہوا کہ انگریزی رزیڈنٹ کی طرف سے ہندوکش پار کر کے اور قاصد لیکر آیا ہے راہ مین سردی اور پالا نہایت سخت تھا اور برف گھٹنون سے اوپر تھی۔ خط جو لایا تھا اوس کا یہ مضمون تھا۔

"میرے معزز دوست سردار عبد الرحمن خان۔

بعد از تبلیغات رسمیہ و دعاے صحت آپکا دوست گریفن آپ کو بذریعہ اس خط کے اطلاع دیتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو نہایت خوشی ہوئی کہ آپ بخیریت قطاغان پہونچ گئے۔ اگر آپ تحریر فرمائین کہ اوس سے کس طرح آپ تشریف لاے اور آیندہ آپ کیا ارادہ رکھتے ہین۔ تو گورنمنٹ خوش ہوگی"

اپنی فوج کو مین نے یہ خط پڑھکر سنایا اس لیئے کہ سلطنت برطانیہ سے تعلقات کی یہ ابتدا تھی اور مین اسے بعید از عقل سمجھتا تھا کہ بلا فوج سے صلاح لیئے اوسکا جواب دیدون۔ مجھے خوف تھا کہ کہین فتنہ پرداز لوگ یہ نہ مشہور کر دین کہ مین انگریزون سے ملا ہوا تھا اور اسی بہانہ سے اونہین ملک دینا چاہتا تھا کیونکہ اس سے میری تباہی متصور تھی۔ مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ یہی موقع اس امر کی آزمائش کا ہے کہ لوگ مجھے معاملات خارجیہ مین کہان تک اختیارات دیتے ہین۔ خط کو باواز بلند پڑھکر مین نے کہا کہ مین خوش ہونگا اگر سردار مجھے اس کے جواب دینے مین مدد دین اس لیئے کہ مین نہین چاہتا تھا کہ بلا اپنے نئے دوستون کی صلاح کے کوئی کام کرون۔ میری

خواہش تہی کہ سب جواب کے تیار کرنے مین شریک ہون - اونہون نے مجہسے دو روز کی مہلت چاہی اور تیسرے دن قریب سو خطون کے لائے جن مین بعض کا مضمون یہ تہا " اے انگریزی قوم ہمارا ملک چہوڑ دے - یا تو ہم تجہے نکالدینگے یا خود اس کوشش مین ہلاک ہوجائینگے " ایک خط مین گذشتہ نقصان اور خسارہ کا مطالبہ تہا اس سے پہلے کہ اون سے مطلق خط و کتابت کی جائے - دوسرے مین لکہا تہا کہ انگریز سو کرور روپیہ توپون اور قلعون کی بربادی کا معاوضہ ادا کرین ورنہ ایک انگریز بہی پشاور تک زندہ نہ جانے پائیگا - جیسا کہ ایک مرتبہ پہلے بہی ہوچکا ہے - ایک سردار نے لکہا کہ " اے دغاباز بے دینون تم نے ہندوستان تو مکر و فریب سے لیا اور اب اسیطرح افغانستان پر قبضہ کرنا چاہتے ہو - جب تک ممکن ہوگا ہم تمہین روکینگے اور اوسکے بعد کوئی دوسری سلطنت مثل روس کے تمہارے مقابلہ کے لیے ہماری شریک ہوجائیگی " القصہ اونہون نے اسی قسم کی مہمل و لایعنی تجویزین پیش کین - مین نے تمام خط زور سے پڑہکر سنائے اور کہا کہ مین بہی ایک خط تمہارے سامنے ہی لکہونگا تاکہ یہ نہ معلوم ہو کہ مین نے پیشتر سے صلاح و مشورہ کرلیا ہے - مینے ایک خط کا کاغذ اور قلم لیا اور اوس خالق دوجہان کی درگاہ مین عاجزی کی کہ مجہے مناسب جواب لکہنے کی توفیق دے - اسکے بعد سات ہزار ازبک اور افغانون کے سامنے مین نے یہ خط لکہا -

" میرے معزز دوست گریفین صاحب رزیڈنٹ برٹش گورمنٹ -

منجانب سردار عبد الرحمن خان راقم خط السلام قبول ہو - مجہے آپ کا خط پاکر خوشی ہوئی جسمین کہ آپنے میرے بخیریت پہونچنے پر مسرت ظاہر کی ہے آپکے اس سوال کے جواب مین کہ روس سے کسطرح آئے اطلاعاً تحریر ہے کہ جنرل کافمین و اکسرائے اور روسی گورمنٹ کی

اجازت سے مین روس سے روانہ ہوا۔ اس سے غرض میری صرف یہ تھی کہ ایسی سخت مصیبت
اور دشواری کے زمانہ مین اپنی قوم کی مدد کرون ۔ والسلام"
یہ خط باواز بلند پڑھکر اپنی فوج کو سنایا اور دریافت کیا کہ سب کو منظور ہے یا نہین
اونہون نے جواب دیا کہ آپکے زیر حکم اپنے مذہب اور ملک کے لیئے ہم لڑنے کو
مستعد ہین لیکن شاہون سے خط و کتابت کرنا نہین جانتے ۔خدا اور رسول کی قسم کھا کر
اونہون نے مناسب جواب لکھنے کی مجھے پوری اجازت دی اور "چار یار"[1] کا نعرہ
بلند کرکے کہنے لگے کہ جو جواب آپنے لکھا ہے صحیح ہے اور ہم سب کو منظور ہے ۔
اس کے بعد یہ خط محمد سرور خان کو دیا گیا جو کہ چار روز کے قیام کے بعد قندز سے
کابل روانہ ہوا۔
مین بھی آہستہ آہستہ چارہ کار کی طرف روانہ ہوا۔ ساتھ ہی ایک زبانی پیغام
انگریزی افسرون کے پاس کابل بہیجدیا کہ مین اون سے تصفیہ کرنے کے لیئے چارہ کار
آرہا ہون ۔ ۳۰۔ اپریل کو گریفن صاحب کا ایک اور خط آیا جسمین اونہون نے اصرار
کیا کہ کابل آکر عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیجیے ۔۱۶ مئی کو مین نے جواب دیا
جسکا مضمون یہ تہا۔
میرے عزیز دوست۔
مجھے سلطنت برطانیہ سے بڑی اُمید تھی اور اب بھی ہے اور آپکی دوستی کی جتنی مجھے
اُمید تھی اوسیقدر ثابت ہوئی اور وہی میری تمام اُمیدون کا باعث بھی ہے ۔آپکو خوب معلوم ہے کہ افغانون
کی خاصیت کیا ہے ۔ایک شخص کی بات کا کوئی اثر نہین ہو سکتا جب تک کہ اونہین یقین نہو کہ
جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اوس ملکی بہبودی کے لیئے ہے اس سے پیشتر کہ مجھے کابل جانے کی اجازت دین

[1] اہل افغانستان لڑائی کے وقت یہ نعرہ مارتے ہین۔

وہ سوالات مفصلۂ ذیل کا جواب چاہتے ہین۔

۱۔ میری عملداری کے حدود کیا ہونگے ؟

۲۔ قندہار بہی میری حکومت مین شامل کیا جائیگا یا نہین ؟

۳۔ کیا کوئی یوروپین سفیر یا انگریزی فوج افغانستان مین رہیگی ؟

۴۔ سلطنت برطانیہ کے کسی دشمن کی مدافعت اور اوس سے مقابلہ کرنے کی مجہسے اُمید کی جائیگی ؟

۵۔ سلطنت برطانیہ مجہے اور میرے ملک کو کیا کیا فائدے پہونچانے کا وعدہ کرتی ہے ؟

۶۔ اور اونکے عوض وہ کیا خدمات مجہسے چاہتی ہے ؟

انکے جواب قوم کو دکہانا ضروری امر ہے۔ اسکے بعد اونکے صلاح ومشورہ سے اور جسقدر کہ وہ مجہے اجازت دین اوسکے مطابق مین کوئی اس قسم کا اقرارنامہ منظور کرونگا کہ جسکی شرائط مین قبول کرسکون۔ اور اونکی تعمیل بہی کرسکون۔ مجہے خدا کی ذات سے یقین ہے کہ وہ مجہے اور میری قوم کو توفیق دیگا کہ ہم متفق ہوکر سلطنت برطانیہ کی امداد کرین گو آپکو مدد کی ضرورت نہین ہے لیکن دنیا کا اعتبار نہین ممکن ہے کہ ایسا موقعہ آجائے۔

خدا کے فضل سے بیعت کرنے کے لیئے لوگ جوق جوق آرہے تہے اور ہر قسم کی خدمت کے لیئے جان ودل سے مستعد تہے پنج شیر[ا] سے چارہ کار پہونچنے تک تین لاکہہ غازی جمع ہوکر مجہسے آملے۔ مین نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اوسنے ایسی جماعت کثیر کو میرا مطیع کردیا جو کہ مجہے اپنا بادشاہ سمجہتی تہی۔ اونہون نے صدق دل سے وعدہ کیا کہ آپ کی طرف سے برطانیہ سے لڑینگے۔ لیکن مین نے جواب دیا کہ اس کی نوبت نہ آئیگی کیونکہ انگریزون نے مجہے خود لکہا ہے کہ آپ آیئے اور تخت کابل قبول کیجئے۔

[ا] سلطنت افغانستان کا ایک صوبہ ہے اور پنج شیر اسلیئے کہلاتا ہے کہ وہان پانچ اولیاء اللہ کے مزار ہین یوسف

۱۴ جون کو گریفن صاحب نے میرے سوالات کے جواب بھیجے اور وہ یہ ہین -

" مجھے حکم ہوا ہے کہ جو سوالات آپ نے کیے ہین اونکے جواب گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے آپکو دون - اولاً یہ کہ سلطنتہاے خارجیہ سے فرمانرواے کابل کا کیا تعلق ہونا چاہیے - چونکہ برٹش گورنمنٹ کے نزدیک بیرونی سلطنتونکو حق حاصل نہین ہے کہ افغانستان مین مداخلت کرین اور روس اور ایران دونون نے اقرار کیا ہے کہ افغانستان کے معاملات مین ہر قسم کی پولیٹیکل دست اندازی سے باز رہینگے - اس لیے صاف ظاہر ہے کہ فرمانرواے کابل سواے انگریزون کے اور کسی طاقت سے پولیٹیکل تعلقات نہین رکھہ سکتا - اور اگر کوئی ایسی طاقت افغانستان مین دخل دینا چاہے اور اس مداخلت سے فرمانرواے کابل پر بلا اوسکی جانب سے کسی قسم کی زیادتی ہوئے حملہ عاید ہو تو برٹش گورنمنٹ اوسکی امداد کے لیے مستعد ہوگی اور اگر ضرورت ہو تو دشمن کو ملک سے نکالدیگی بشرطیکہ فرمانرواے کابل اپنے خارجی تعلقات مین برٹش گورنمنٹ کی صلاح مانے -

دوم - ملک کے حدود کی نسبت مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ کل صوبہ قندہار ایک علیحدہ حاکم کے ماتحت کیا گیا ہے سواے پشین اور سیبی کے جوکہ انگریزی قبضہ مین رکھے گئے ہین - لہذا ان امور کے متعلق گورنمنٹ آپ سے کوئی گفتگو کرنے کے لیے تیار نہین ہے اور نہ اوس بندوبست کے متعلق جو کہ امیر سابق محمد یعقوب خان سے سرحد شمال و مغرب کی نسبت ہو چکا ہے - ان شرائط کے ساتھہ گورنمنٹ کو منظور ہے کہ آپ افغانستان پر (مع ہرات کے جس پر آپکو قبضہ دلانے کی کوئی ذمہ داری نہین کیجا سکتی گو اگر آپ اوس پر قابض ہونیکی کوئی تدبیر کرین تو گورنمنٹ مزاحم نہوگی) اوسی طرح کی کامل اور وسیع حکومت قایم کرین جیسی کہ اب تک آپکے خاندان کے کسی امیر نے کی ہو - سلطنت برطانیہ نہین چاہتی کہ ملک کے اندرونی معاملات مین کسی قسم کی مداخلت کرے اور نہ آپ سے یہ استدعا کیجائیگی کہ کسی مقام پر انگریزی ریذیڈنٹ قبول کیجیے - گو وہ ملحق سلطنتون مین معمولی اور دوستانہ ربط ضبط کی آسانی کے

سے لئے باتفاق دونوں کے ایک مسلمان ایجنٹ کا سلطنت برطانیہ کی جانب سے کابل میں رہنا مناسب سمجھا جائے گا"

۲۲ جون کو میں نے ایک مختصر جواب اس خط کا لکھا لیکن افغانستان کی عملداری سے قندہار کی علیحدگی پر رضامندی ظاہر نہ کی اسوجہ سے کہ قندہار شاہی خاندان کا شہر تھا اور اسکے نکل جانے سے سلطنت کی بہت کم وقعت رہجاتی۔

خدا پر بھروسہ کر کے میں چارہ کاریں کوہستان[۵] کی طرف سے داخل ہوا۔ انگریزی فوج غازیوں کی کثیر التعدادی دیکھکر کسیقدر پریشان تھی۔ کوہستان اور کابل کے سردار اور دیگر اشخاص جو کہ انگریزوں سے لڑ رہے تھے روز مجھسے آکر ملتے جاتے تھے اور بیعت کرتے تھے۔ جو خود نہ آسکے اونہوں نے بذریعہ خط یا اور کسی وسیلہ سے مجھے اطلاع دی۔ میرے مخبروں نے کابل سے خبر دی کہ انگریزی اہلکار کسیقدر گھبرائے ہوئے تھے اور اونکی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میرا کیا ارادہ ہے۔ ۲۰ جولائی کو افغانی قبیلوں کے تمام سردار اور سرگروہوں نے جو کہ وہاں موجود تھے مجھے چارہ کاریں اپنا بادشاہ اور امیر قبول کیا اور مجھے ملک کا فرمانروا قرار دیکر خطبہ میں میرا نام داخل کیا۔ لوگوں کو نہایت خوشی تھی کہ خداوند تعالیٰ نے اون کا ملک ایک مسلمان کے سپرد کیا۔

گریفن صاحب نے بھی ۲۲ جولائی کو کابل میں دربار کیا اور انگریزی اہلکار اور افغان سرداروں کے روبرو میرے امیر ہونے کا اعلان کیا اوس موقعہ پر جو تقریر اونہوں نے کی وہ یہ ہے۔

"چونکہ واقعات کی رفتار سے سردار عبدالرحمن خان کے لیئے ایک ایسی صورت پیدا ہوگئی ہے جو کہ گورمنٹ کی خواہشات اور امیدوں کے مطابق ہے اسلیئے گورمنٹ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

[۵] کابل کے شمال و مغرب میں واقع ہے اور بڑے بڑے معزز اور مشہور افغان سردار وہاں رہتے ہیں۔ (مؤلف)

اور وائسرائے ہند خوشی سے اعلان کرتے ہین کہ ہمنے سردار عبدالرحمن خان نبیرۂ امیر دوست محمد خان
والا مرتبت کو امیر کابل تسلیم کیا۔ گورمنٹ کے لیئے یہ ایک بڑا ذریعہ خوشی اور اطمینان کا ہے کہ
تمام قبیلون اور سردارون نے خاندان بارکزی کے ایک ایسے نامور رکن کو پسند کیا جو کہ مشہور سپاہی
اور دانا اور تجربہ کار شخص ہین۔ اونکے خیالات برٹش گورمنٹ کی جانب نہایت ہی دوستانہ ہین۔
اور جب تک کہ اونکی حکومت سے یہ ظاہر ہوتا رہیگا کہ اس قسم کے خیالات اونکے دل مین جاگزین
ہین برٹش گورمنٹ اونکی ضرور امداد کریگی۔ سب سے بہتر طریقہ اس گورمنٹ کے ساتھہ
اظہار دوستی کا یہ ہوگا کہ جن لوگون نے اونکی رعایا مین سے ہماری خدمت گزاری کی ہے
اون سے دوستانہ سلوک کرین ؎

۲۹ جولائی کو شملہ سے ایک تار آیا جس سے کہ اہلکاران انگلسی متعینہ کابل کو
اطلاع ہوئی انگریزی فوج نے سردار ایوب خان سے بمقام میوند شکست فاش
کھائی۔ یہ سنکر گریفن صاحب تھوڑے سوارون کے ساتھہ فوراً زمہ کی طرف مجھہ سے
ملنے کے لیئے روانہ ہوئے۔ یہ ایک قصبہ ہے جو کہ کابل سے تقریباً سولہ میل کے
فاصلہ پر ہے۔ تین روز ۳۰ جولائی سے یکم اگست تک مجھسے اور اون سے گفتگو رہی
جو بات کہ قرار پائی اوس کے لیئے مین نے اون سے ایک باضابطہ اقرارنامہ مانگا تا کہ
اوسے اپنی رعایا کو دکھلاؤن۔ گریفن صاحب نے مجھے مندرجہ ذیل مضمون کا
ایک کاغذ دیا۔

؏ ہز اکسلنسی وائسرائے اور گورنر جنرل کو باجلاس کونسل یہ سنکر مسرت ہوئی کہ برٹش گورمنٹ
کے بلانے پر آپ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اسلیئے آپکے دوستانہ خیالات اور اون فوائد کا لحاظ
کرکے جو کہ آپکی مستقل گورمنٹ قایم ہونے سے سردارون اور رعایا کو حاصل ہونگے برٹش گورمنٹ
آپکو امیر کابل تسلیم کرتی ہے۔ وائسرائے اور گورنر جنرل ہند کی طرف سے مجھے یہ کہنے کا بھی

حکم ہوا ہے کہ برٹش گورمنٹ کی مطلق خواہش نہین ہے کہ آپکی حکومت کے اندرونی معاملات
مین دست اندازی کرے اور نہ وہ یہ چاہتی ہے کہ کوئی انگریزی رزیڈنٹ کسی مقام پر آپکی عملداری مین
رہے۔ لیکن ممکن ہے کہ معمولی دوستانہ برتاؤ کی آسانی کے لیئے جیسا کہ دیگر سلطنتون مین
ہوتا ہے یہ مناسب سمجہا جائے کہ باتفاق راے دونون فریق کے برٹش گورمنٹ کی طرف سے
ایک مسلمان ایجنٹ کابل مین رہے۔ آپ اپنی اطلاع کے لیئے چاہتے ہین کہ برٹش گورمنٹ
اپنی راے اور خواہش اون تعلقات کی نسبت ظاہر کرے جو کہ فرمانرواے کابل کو خارجی سلطنتون
سے رکہنے چاہئین۔ اس کے متعلق وائسراے وگورنر جنرل نے باجلاس کونسل مجہے آپ
سے یہ کہنے کی اجازت دی ہے کہ چونکہ برٹش گورمنٹ کے نزدیک حکومتہاے خارجیہ کو
افغانستان مین کسی قسم کے دخل دینے کا حق حاصل نہین ہے اور سلطنتہاے ایران اور
روس نے اقرار کیا ہے کہ معاملات افغانستان مین مداخلت کرنے سے باز رہینگے اس لیئے
صاف ظاہر ہے کہ آپ سواے برٹش گورمنٹ کے اور کسی بیرونی طاقت سے پولیٹیکل تعلقات
پیدا نہین کرسکتے۔ اگر کوئی طاقت افغانستان مین کسی قسم کی مداخلت کرنا چاہے اور اگر اس
قسم کی مداخلت سے آپ کی عملداری پر بلا آپکی جانب سے کسی قسم کی زیادتی کے حملہ کیا جائے
تو اوس حالت مین برٹش گورمنٹ آپکی اوس حد تک اور ایسے طریقہ سے امداد کریگی جو کہ اوس
حملہ کے روکنے اور دشمن کو ملک سے نکالنے کے لیئے گورمنٹ کے نزدیک ضروری معلوم
ہو بشرطیکہ آپ خارجی تعلقات مین بلا دریغ سلطنت برطانیہ کی صلاح پر عمل کرین"

گریفن صاحب نے مجہسے درخواست کی کہ کابل جایئے اور انگریزی اہلکارون
سے رخصت ہو لیجیئے۔ ساتہہ ہی یہ بہی استدعا کی کہ اونکے بحفاظت جانے
اور انگریزی فوج کے لیئے رسد بہم پہونچانے کا بہی ضروری انتظام کردیا جائے۔
فوج جنرل رابرٹس کے ماتحت قندہار تک جانے والی تہی اور سر ڈانلڈ اسٹوارٹ

کے ماتحت پشاور تک - مین نے حتی المقدور سب انتظام کرنے کا وعدہ کیا اور سرحد
تک انگریزون کے بحفاظت پہونچا دینے کے بارے مین جہانتک ممکن ہوا اونہین
تشفی وتسلی دی - مین نے اون سے کہا کہ میری رائے مین جس قدر جلد ممکن ہو جنرل
رابرٹس کو قندہار روانہ ہوجانا چاہیئے اونکے چلے جانے کے بعد مین سٹوارٹ
سے رخصت ہونے کے لیئے جاؤنگا - ۸ - اگست کو تہوڑی فوج کے ساتہہ
جنرل رابرٹس کابل سے قندہار روانہ ہوئے اور مین نے سردار محمد عزیز خان
پسر سردار شمس الدین خان کو معہ چند دیگر افسرون کے جنرل رابرٹس کے
ساتہہ قندہار تک روانہ کیا تاکہ لوگ راہ مین کسی قسم کی مزاحمت نکرین اور فوج
کے لیئے رسد کا سامان مہیا کردین - تمام قبیلون نے میرے اس حکم کی جو کہ سردار
محمد عزیز خان وغیرہ کے ذریعہ سے مین نے بہیجا تہا تعمیل کی اور راہ مین مطلق مزاحم
نہوئے - اس طرح جنرل رابرٹس بخیریت قندہار پہونچگئے اور ایوب خان یکم ستمبر کو
شکست کہا کر ہرات بہاگ گیئے -

سر ڈانلڈ اسٹوارٹ اور گریفین صاحب ۱۰ - اگست کو شیرپور سے پشاور روانہ ہوئے
اور اونکی روانگی کے چند منٹ پہلے مین اون سے رخصت ہونے گیا - قریب
پندرہ منٹ کے ہمنے دربار کیا اور دوستانہ گفتگو کی - اثنائے گفتگو مین یہ بہی طے
ہوگیا کہ افغانی توپخانہ کی تیس توپین جو کہ اوسوقت شیرپور مین تہین مجھے دیدیجائین -
نیز یہ کہ تقریباً اونیس لاکہہ روپیہ جو کہ انگریزون نے اپنے زمانۂ قیام مین ملک سے وصول
کیا تہا اور فوج کی رسد اور قلعجات وغیرہ بنانے مین خرچ ہوا تہا مجھے واپس دیا جائے
اور جو نئے قلعے کہ انگریزون نے کابل مین بنائے تہے وہ منہدم نہ کیئے جائین -
اسطرح افغانستان کی دوسری لڑائی اور ملک پر انگریزون کے قبضہ کا خاتمہ

ہو گیا اور اس طرح تخت کابل اور عنان حکومت پھر میرے ہاتھہ آئی - کیا باعتبار قرابت وقومیت کے وکیا باعتبار مذہب کے مین پورے ملک کا مستحق تھا - اہل افغانستان خوش تھے کہ سلطنت اونکے مسلمان بادشاہ کو ملی اور مین شکرگزار تھا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے یہ خدمت سپرد کی جسکی وجہ سے مین اپنی قوم کو اون تکلیفات سے نجات دیسکا جو کہ ملک کی بدنظمی و متزلزل حالت کی وجہ سے اونہین ہو رہی تھین - اس کے بعد مین نے ملک کا انتظام کرنا شروع کیا امن وامان قایم کیا اور اوسے ترقی دینے کا بندوبست کیا لیکن یہ بہت آسان کام نہ تھا -

باب ہشتم

نظم ونسق سلطنت

اپنی تخت نشینی اور انگریزون کے کابل سے جانے کے بعد مین نے ترقی اور عمدہ انتظام کی رکاب مین اپنا قدم رکہا - ہر قصبہ مین جو کہ اوسوقت میری قلمرو مین تہا مین نے اہلکار مقرر کیئے جنکی ابھی تفصیل بیان کرونگا - بڑے بڑے قصبون مین مین نے بہترین اور اعلیٰ لیاقت کے اشخاص مقرر کیئے اور چھوٹے قصبون مین جہان کہ کام نسبتاً کم تہا اوسط درجہ کے لوگ بہیجے تفصیل یہ ہے -

(۱) (الف) گورنر اور اوسکے سکرٹری اور دیگر عہدہ دار -

(الف) انکے متعلق امیر کی عملداری کے ہر قصبہ مین انتظام سلطنت کے مختلف محکمے مین حقیقت

(۲) قاضی اور اوسکے ماتحت افسر۔

(۳) کوتوال مع پولیس سکرٹری اور ممبران محکمہ راہ داری۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱ - مین کوئی قطعی احکام ایسے نہین ہین جن سے ایک عہدہ دار کے فرائض دوسرے اہلکار کے کار منصبی سے علیحدہ ہون یعنی اونکی علیحدہ علیحدہ تقسیم ہو۔ اکثر مقدمات جس عدالت مین کہ درخواست کنندہ پیش کرنا چاہے دائر ہوتے ہین لیکن عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ گورنر اپنے قصبہ مین تمام محکمون کا افسر اعلیٰ ہے اور دوسرے افسرون کے فیصلون کی اپیل سنتا ہے۔ لیکن خاص کام جو اوسکا ہے وہ یہ ہے کہ زمینداروں وغیرہ سے مالگذاری وصول کرے۔ اونکے معاملات کا تصفیہ کرے اور شاہی اعلان اور احکام وقتاً فوقتاً اپنے قصبہ کے دیگر عہدہ دارون اور رعایا کو پہونچاتا رہے۔ بعض چھوٹے چھوٹے گورنرون پر بڑے گورنر مقرر ہین۔ اور ان بڑے گورنرون کے اوپر وائسرائے ہین جو کہ نائب الحکومت کہلاتے ہین۔ اور ان وائسراؤن اور فوجی اور دیگر محکمون کے افسرون کے سوا امیر کے بڑے بیٹے شاہزادہ حبیب اللہ خان ہین جن کے پاس کل ان سب کے فیصلون کی اپیل ہوتی ہے۔

۵۱ قاضی کی عدالت سب سے اعلیٰ سمجھی جاتی ہے اور اس لیئے اوسمین محض مذہبی مقدمات ہی نہین بلکہ ہر قسم کے ملکی معاملات بھی پیش ہوتے ہین لیکن عام طور پر کاروبار کے متعلق مقدمات اور مذہبی اختلافات یہین طے ہوتے ہین نیز مقدمات طلاق نکاح اور وراثت۔ وہ مقدمات بھی جنمین کہ سزا سے موت دیجا سکتی ہے اسی عدالت مین تجویز پاتے ہین۔ عدالت کا چیف جج قاضی کہلاتا ہے اور اوس کے اہلکاران ماتحت مفتی۔ اور کثرت رائے سے مقدمات فیصل کیئے جاتے ہین۔

۵۲ دوسرے فوجداری افسرون کی بہ نسبت کوتوال کو کہین زیادہ اختیارات حاصل ہین۔ ایک طرح سے وہ تمام پولیس کا افسر جج عدالت فوجداری۔ اور صیغہ سراغ رسانی کا حاکم ہے یعنی درحقیقت

(۴۴) قافلہ باشی[۵۱] مجلس[۵۲] تجارت جسے پنچایت کہتے ہین ۔ محکمہ[۵۳] مال

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۲ ۔ مشرقی سلطنتون مین وہ نہایت ذی اقتدار اور بڑا با اختیار شخص ہوتا ہے
تمام قدیم مشرقی کتابون مین بے انتہا قصے اور اشعار کوتوالون کے جور و ظلم و تعدی کے دیکھے جاتے ہین
وہ چھوٹے چھوٹے فوجداری کے مقدمات فیصل کرتا ہے اور سنگین مقدمات دار السلطنت مین ارسال
کرتا ہے ۔

[۵۱]

افغانستان مین ایک انتظام ہے جسکے مطابق کوئی شخص ایک قصبہ سے دوسرے قصبہ کو
بلا پروانہ کے جو کہ اس محکمہ سے دیا جاتا ہے نہین جا سکتا ۔ ملک کے اندر سفر کرنیوالون کے لیئے پروانہ پر محکمہ راہداری
کے افسر کی مہر ہوتی ہے اور کوتوال اور گورنر کی مہرین بھی ثبت ہوتی ہین لیکن جو لوگ کہ دوسرے ملکونمین
سفر کرنا چاہین خواہ کسی غرض سے ہو ادسپر امیر کی جانب سے اونکے بیٹے کی مہر ہوتی ہے ۔

(۱) قافلہ باشی ایک اہلکار ہے جو کہ مسافرون کے لیئے باربرداری کے جانورون کا انتظام کرتا ہے
اوسکا فرض ہے کہ اس امر کی نگرانی کرے کہ جو لوگ اپنے اونٹ خچر اور دیگر جانور کرایہ پر چلاتے ہین وہ
کرایہ کرنے والون سے اچھی طرح پیش آتے ہین اور اونہین دہوکا فریب نہین دیتے ۔ کرایہ کرنے والون
سے اوسے کمیشن ملتا ہے اور ہر معاملہ کی رپورٹ گورمنٹ مین کرتا ہے اور اوسکا حساب سمجھاتا ہے
جو آمدنی ہوتی ہے اوس سے گورمنٹ اس صیغہ کے ملازمون کی تنخواہین دیتی ہے اور باقی روپیہ
خزانہ مین داخل کیا جاتا ہے ۔

(۲) مجلس تجارت سوداگرون کے آپس کے جھگڑے طے کرتی ہے ۔ میر مجلس اس عدالت
مین اجلاس کرتے ہین اور اوسکے ممبر مسلمان اور ہندو سوداگرون کی مختلف جماعتون مین سے اپنی
تعداد کے لحاظ سے منتخب کیئے جاتے ہین ۔

(۳) محکمہ مال مین مالگذاری کا حساب و کتاب رکھا جاتا ہے اور جو سالانہ خراج کہ ہر زمیندار کو دینا
چاہیئے اوسکی یادداشت وہان رہتی ہے ۔

روزنامچہ[۵۱]۔ ٹیکس جمع کرنے والون کا دفتر جسے چبوترہ[۵۲] کہتے ہین۔ خزانہ[۵۳]۔ فوج[۵۴] جو ہر قصبہ مین امن امان رکھنے کے لیئے مقرر ہے۔

مین نے تمام قبیلون اور صوبون کے سردارون کے پاس احکام بہیجے کہ ملک مین حتی الامکان امن وامان رکہین۔ اپنے ہموطنون اور عام رعایا سے مہربانی کا برتاو کرین۔ اگر اس کی پوری پوری تعمیل کیگئی تو اسکے صلہ مین اونہین میری جانب سے اچہے سلوک۔ انعام اور شاہی عنایتون کی امید رکہنی چاہیئے۔ ساتہہ ہی مین نے اونہین اپنی مہربانی اور عنایت کا اطمینان دلایا۔

اس کے بعد مین نے اپنی بی بی اور دونون بیٹون حبیب اللہ خان اور نصر اللہ خان کو جو کہ روس مین چہوڑ دیئے گئے تہے چند معتبر ملازمون کے ذریعے سے بلا بہیجا۔ اپنے دیگر اعزا کو بہی مین نے بلوایا جو کہ قندہار مین تہے اور اوسی سال کی ۲۲ نومبر کو ملا عتیق اللہ کی بیٹی سے نکاح کیا جسکی مان کہ میری چچی تہین۔ یہ شادی سردار محمد یوسف خان میرے

---

۵۱ اس محکمہ مین روزانہ آمد و خرچ کا حساب ہوتا ہے۔ اسی دفتر مین اون تمام احکام کی نقلین رکہی جاتی ہین جو کہ وصول مالگذاری یا خرچ کے متعلق کسی محکمہ سے جاری ہون۔

۵۲ ٹیکس کلکٹرون کا دفتر چبوترہ کہلاتا ہے۔ اس دفتر کے ذریعے سے تمام اشیائے تجارت پر محصول وصول کیا جاتا ہے۔ تمام درآمد برآمد پر ۲½ فی صدی محصول مقرر ہے۔

۵۳ کسی قصبہ کی مالگذاری و محصول جمع کرنے والے خود روپیہ نہین لیتے بلکہ صرف احکام جاری کرتے ہین کہ خزانہ مین روپیہ داخل کیا جائے۔ اسیطرح مختلف اخراجات کے احکام بہی جاری کیئے جاسکتے ہین۔ مختلف محکمون کے افسران اعلی حاکم خزانہ کے نام احکام بہیجتے ہین۔

۵۴ ہر قابل لحاظ قصبہ مین تہوڑی فوج موجود رہتی ہے کہ ضرورت کے وقت کام آئے۔

یہ مختلف محکمجات اپنی رپوٹین صوبہ کے سر دفتر کے پاس بہیجتے ہین اور وہان سے وہ دار السلطنت

چھپا کے مکان مین ہوئی اور اون ہی کے ذریعے سے اسکا انتظام بھی ہوا تھا - میرا سب سے چھوٹا بیٹا محمد عمر خان اسی چھوٹی بی بی کے بطن سے ہے - تھوڑے عرصہ مین میرے سب اہل و عیال - والدہ - ہمشیر اور بیٹے جنھون نے کئی سال سے مجھے نہین دیکھا تھا آئے اور ملے - خداوند تعالی کی درگاہ مین مین نے شکر ادا کیا کہ تقریبا بارہ سال کی جلاوطنی اور تکالیف و مصائب کے بعد اوس نے مجھے یہ خوشی عطا فرمائی -

چونکہ ملک مین بغاوت کے آثار پائے جاتے تھے مین نے مخبر اور جاسوس مقرر کئے کہ لوگون کی طبیعتون کی کیفیت سے مجھے مطلع کرتے رہین - اس ذریعے نہایت کافی ثبوت کے ساتھہ پتہ لگ گیا کہ کون اشخاص باوفا اور خیر خواہ تھے - انکے ساتھہ مہربانی کا سلوک کیا گیا لیکن جو لوگ کہ مخالف تھے اور اشتعال دیکر لوگون کو بہکاتے تھے اونکو سخت سزا دی گئی - اس شرارت کے سرغنہ اور سب سے بڑے فتنہ پرداز لوگ متعصب ملا اور وہ سرکش و شوخ رئیس تھے جو کہ شیر علی خان کے خاندان کے طرفدار تھے - اونکے افعال کے مطابق اون کے ساتھہ سلوک کیا گیا - بعض ملک سے نکالدئے گئے اور بعضون کو اونکی بدکاریون کی سخت ترین سزا دیگئی - اوسوقت مین نہایت محنت و جانفشانی کرتا تھا - اپنے تمام خطوط اپنے ہاتھہ سے لکھتا تھا اس لیئے کہ دوسرون کا مجھے اعتبار نہ تھا -

دو معاملات اوس وقت نہایت ہی اہم اور غور طلب تھے جن پر پوری توجہ درکار تھی - اولاً یہ کہ فوج کی تنخواہ اور دیگر مصارف سرکاری کے لیئے روپیہ نہ تھا - دوسرے اسلحہ و دیگر سامان جنگ مطلق نہ تھا - امر اول کی مین نے یون اصلاح کی کہ ایک سرکاری

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۴ - کابل کے اعلی ترین محکمہ مین بھیجی جاتی ہین -

ٹکسال قایم کی جسمین کہ دستی ٹھپون کے ذریعے سے روپیہ بنایا جاتا تہا اس سیئے کہ اس کام کی کوئی کل اوسوقت موجود نہ تہی - لیکن فی الحال خوش قسمتی سے میری ٹکسال مین سکہ ڈہالنے کی کلین موجود ہین جو کہ یورو بین اصول پر بنائی گئی ہین - اپنے موقعہ پر اسکا مفصل ذکر کرونگا - انگریزی گورمنٹ نے مجھے کچھہ روپیہ کلکتہ کی ٹکسال کا بنا ہوا دیا تہا - اس روپیہ کو مین نے گلوا ڈالا اور سو مین چہہ حصے تانبا ملا کر کابلی[۱] روپیہ تیار کرایا - اپنے اہلکارون کو یہ بہی حکم دیا کہ ملک مین چاندی خرید کرین اور معقول مقدار تانبہ کی ملا کر روپیہ بنائین تاکہ اس صورت سے کچھہ منافع ہو - علاوہ برین یہ فرمان جاری کیا کہ جسقدر روپیہ گورنمنٹ سابق کے عہد مین لوگون نے قرض لیا تہا یا لوٹا تہا یا سرکاری اخراجات کے لیئے اون کو دیا گیا تہا اور اونکے پاس رہ کر اون کے صرف مین آگیا تہا وہ سب داخل خزانہ کیا جائے -

اس اعلان کے بعد بہت سے لوگون نے زر یافتنی ادا کر دیا لیکن اون اشخاص کے لیئے جو کہ نہین دیتے تہے مین نے عامل مقرر کیئے تاکہ اون سے بزور روپیہ وصول کرین ساتہہ ہی مین نے محاسب مقرر کیئے کہ جمع و خرچ کی جانچ کرین اور دیکھین کہ جو محصول داخل نہین ہوا ہے وہ وصول کیا جائے -

بغاوت یا بیرونی حملے سے ملک کی حفاظت کے لیئے مین نے احکام جاری کیئے کہ کافی سامان جنگ و رسد جمع کیا جائے - باربرداری کے جانور خرید کیئے جائین اور فوج کے متعلق ہر شے عمدہ اور درست حالتین رکہی جائے - غرضکہ اس طریقہ سے مین نے ایسا انتظام کیا کہ اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو کسی قسم کی وقت پیش نہ آئے دوسری وقت یعنی اسلحہ جنگ کا نہ ہونا اس کا علاج مین نے یہ کیا کہ جتنے کاریگر

---

[۱] انگریزی روپیہ سوا آنہ کا اور کابلی بارہ آنہ کا ہوتا ہے -

کہ دستیاب ہوسکے سبکو بندوقین بنانے - توپین اور گولے ڈہالنے اور دستی کارتوس بنانے کا حکم دیا - کارتوس بنانے کی کلین اوس زمانہ مین میرے ہان نہ تہین - دستی ساخت کی اشیاء کے لیئے جو کارخانے میرے والد کی صلاح سے میرے جد امجد نے قایم کیئے تہے اور جیسا کہ پہلے اس کتاب مین ذکر کرچکا ہون اون کی نگرانی میرے سپرد تہی وہ ابتک کابل مین موجود تہے گو پیشتر کی بہ نسبت اونمین تخفیف ہوگئی تہی - چونکہ اونکی حالت اچہی نہ تہی مین نے اونکی اصلاح کی اور اونہین وسعت دی مین نے یہ بہی حکم دیا کہ رعایا سے جسقدر سامان حرب مل سکے خرید کرلیا جائے اِس لیئے کہ لوگون نے بہت سامان لوٹا تہا اور ممکن ہے کہ بعضون کے پاس فروخت کے لیئے بہی موجود ہو - اِس طریقہ سے جبکہ کچہہ دن بعد مجہے ایوب خان سے مقابلہ کرنا پڑا تو میرے پاس پندرہ ہزار خرید کیئے ہوئے گولے (گو اون مین تہوڑا بہت نقص بہی تہا) اور اسی انداز سے دیگر سامان بہی موجود تہا یہ حفظ ماتقدم میرے ملک کے لیئے نہایت مفید و کارآمد ثابت ہوا - اسکے بعد مین نے شیر علی خان مرحوم کی فوج سے چند بہترین افسر منتخب کیئے اور اون تمام افسرون کو بہی طلب کیا جو کہ میرے جلاوطن ہونے کے پہلے میرے ماتحت تہے اور اصلاح تہوڑے سے عرصہ مین بڑی اور مضبوط فوج مہیا کرلی - شیر علی خان مرحوم کے زمانہ کا پُرانا قاعدہ جسکے مطابق لوگ جبراً فوج مین بہرتی کیئے جاتے تہے مین نے منسوخ کیا اور حکم دیا کہ وہی اشخاص داخل کیئے جائین جو کہ از خود فوجی ملازمت قبول کرین اور اوسکے لائق بہی ہون -

ہر چہاونی مین ہر پلٹن کے لیئے مریض و مجروح سپاہیون کے علاج کے واسطے مین نے ہسپتال[1] جاری کیئے سپاہیون کی تعلیم کے لیئے مدارس بہی قایم کیئے - مسافرون کی

[1] ان ہسپتالون مین دیسی طبیب کام کرتے ہین ۱۸۹۵ء تک عام ہسپتال نہ تہے - جن ہسپتالون کا

حفاظت کے لیئے محافظ مقرر کیئے اور اپنے ملک کے سوداگرون کو اِس امر کا اطمینان دلا کر کہ بلا خوف و خطر وہ سفر کرین اور آمد و برآمد دونون کو ترقی دینے کی ترغیب دی سرکاری پیمایش کرنے والے مقرر کیئے کہ نئی سڑکین نکالین اور کاروان سرائے بنائین مسافرون کے آرام و آسائش و حفاظت کے لئے اور مختلف انتظام کرین تاکہ رعایا خوش رہے اور ملک مین امن رہے -

ملک مین باقاعدہ گورنمنٹ قایم کرنے کے لیئے مین پوری تفصیل اون معاملات کی نہین بیان کر سکتا جن کی طرف کہ ابتدا سے سلطنت مین مین نے توجہ کی مفصلہ ذیل قصہ سے معلوم ہوگا کہ میرے زمانہ سے پہلے گورنمنٹ اور اوس کے ضروری محکمون کی کیا کیفیت تھی -

ایک شخص نے ایک باغ بنوانے کا ارادہ کیا اور چند آدمیون کو اوسکا ٹھیکہ دیکر اونہین پیشگی روپیہ دیدیا اِس شرط پر کہ فلان تاریخ تک باغ تیار ہو جائے - ٹھیکہ دارون نے روپیہ خرچ کر دیا اور باغ کا اونہین مطلق خیال نہ رہا - لیکن بروز مقررہ جو کہ باغ بنکر تیار ہونے کا دن تہا وہ سب اوس شخص کے پاس گئے اور کہا کہ باغ تیار ہے اور ایک خطۂ زمین دکہلانے کے لیئے اوسے لے گئے -

شخص - لیکن اِس زمین مین درخت ایک بہی نہین ہے!

ٹھیکہ دار - سوائے درختون کے اور سب کچہ تیار ہے -

شخص - لیکن باغ کو پانی دینے کے لیے نہر بہی تو نہین ہے!

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۷ - امیر نے ذکر کیا ہے وہ صرف فوج کے لیئے مخصوص تہے - عام لوگ علاج کے لیئے دو شفاخانون مین جاتے تہے - ایک مین یورپین دوائین دیجاتی تہین اور دوسرے مین مشرقی دوائین ان دونون مقامات سے دوائین بالکل مفت ملتی تہین - اِس قسم کے شفاخانے بہی امیر عبد الرحمن خان

پہر اونہون نے جواب دیا کہ سوائے نہر کے ہر چیز تیار ہے۔

شخص- لیکن باغ کے چارون طرف چہار دیواری بہی نہین ہے کہ اوس سے درختون کی مویشیون سے حفاظت ہو سکے۔

پہر وہی جواب ملا کہ صرف دیوار باقی رہگئی ہے۔

شخص- لیکن زمین مین ہل بہی تو نہین چلایا گیا ہے!

وہی جواب پہر دیا گیا کہ سوائے اس کے باقی ہر شے درست تہی۔

گورمنٹ افغانستان کی بہی بجنسہ یہی حالت تہی کہ "باقی ہر شے درست تہی" لیکن کسی ضروری چیز کا وجود بہی نہ تہا۔

جس زمانہ مین کہ مین کابل اور جنوب و مشرق کی طرف کے معاملات کے انتظام مین مشغول تہا مین نے سردار عبد الصمد خان توخی[۵۱] کو بدخشان کا گورنر مقرر کیا۔ اپنے چچیرے بہائی محمد اسحاق خان اور سردار عبد القدوس خان[۵۲] کو ترکستان کا وائسرائے مقرر کیا تاکہ جوگ کہ جنوب و مغرب کے صوبجات ملک کے منتظم ہون وہ میری ہدایتون کے مطابق عمل درآمد کرین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۸- کی تخت نشینی سے پہلے ملک مین نہ تہے۔

۵۱ یہ امیر کے سب سے زیادہ معتبر اور رازدار افسر ہین اور فی الحال ہر وقت حاضر خدمت رہتے ہین۔

۵۲ محمد اسحاق آجکل روس مین ہین- آیندہ بابون مین اونکا بہت ذکر کیا جائیگا- عبد القدوس خان امیر کے دربار مین آجکل میر عرض ہین اور تمام افغانستان مین اسوقت سب سے زیادہ ذی اقتدار اور بہت بڑے افسر ہین۔ اونکے خاندان کے ۹۰ سے زیادہ اشخاص اسوقت سرکاری ملازم ہین- ان ہی نے ۱۸۸۱ء مین ایوب خان سے ہرات چہین لیا جسکی تفصیل اگلے باب مین بیان کیجائیگی۔

اس شخص کی نسبت انگریزی مورخون نے جو کچہ لکہا ہے وہ غلط ہے۔ وہ کہتے ہین کہ یہ

جنوب و مشرق کی سرحد پر انگریز قابض تھے - اونہون نے شیر علی خان کو والی مقرر کیا تہا اور قندہار مین ابہی تک موجود تھے - لیکن بعدہٗ اونہون نے شیر علی خان کو قندہار سے علیحدہ کردیا اور پنشن دیکر کراچی مین رکہا - ۲۱ - اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کو انگریزی فوج نے قندہار خالی کر دیا اور میرے حوالہ کیا - مین نے اوسے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنالیا -

جہان تک مین سمجہہ سکتا ہون میرا خیال ہے کہ شیر علی خان کے قندہار سے علیحدہ کیے جانے کے اسباب یہ تھے -

(۱) محمد ایوب خان نے تمام ضروری تیاریان اور انتظام ہرات مین کیے تھے اور قندہار پر حملہ کرنے کیلیے بڑی فوج جمع کی تہی - شیر علی خان مین اوسکے مقابلہ کی طاقت نہ تہی اس لیے کہ ایک مرتبہ پہلے بہی وہ ایوب خان کے ساتہہ لڑائی مین کمزور ثابت ہو چکے تھے -

(۲) قندہار کے لوگ اور دیگر مسلمان بہی عام طور پر اوسکے خلاف تھے - وہ نہایت بدنام تہا اور ہمیشہ بغاوت اور قتل ہوجانے کا اوسے خوف و خطر رہتا تہا -

(۳) قندہار کے اپنی قلمرو سے علیحدہ ہونے کی نسبت مین نے کوئی اقرارنامہ نہین کیا تہا - اور نہ مین نے اوسکی علیحدگی منظور کی تہی - بلکہ مین اوسے اپنے آباو اجداد کا مسکن اور اپنے ملک کے سابق فرمانرواؤن کا دارالسلطنت سمجہتا تہا - اسوقت جو انگریزون نے مجہسے اوسپر قبضہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۹ - سلطان خان کا بیٹا اور اکبر خان وزیر کا پوتا ہے - یہ صحیح نہین ہے - اکبر خان اسکا چچیرا بہائی تہا نہ کہ دادا - اوسکا باپ سردار سلطان محمد خان امیر دوست محمد خان کا بہائی تہا پوتا نہ تہا جیسا کہ انگریزی مورخون کا بیان ہے - دوسری غلطی یہ ہے کہ سردار سلطان خان اس کا باپ نہین - دوسرے یہ اسحاق خان کے اہلکارون مین سے نہ تہا - امیر عبدالرحمن خان نے روس سے چلتے وقت اوسے اسحاق خان کا مددگار مقرر کیا تہا اور ہرات پر قبضہ کرنے کے لیے امیر نے خود اوسے بہیجا تہا -

کرنے کے لیئے کہا تو مین نے منظور تو کر لیا لیکن بہت سے غور و تامل کے بعد۔

ایک طرف تو مین نے یہ خیال کیا کہ قندہار پر قبضہ کرنے مین بڑا خطرہ ہے اسلیئے کہ ایوب خان شہر پر فوراً حملہ کرنے کے لیئے تیار تھا اور مجھکو اوس کے بچانے کے لیئے تیاری کرنے کا مطلق موقع نہ تھا۔ مین یہ بھی جانتا تھا کہ ملک کی حالت ابھی متزلزل تھی اور پورے طور پر نہین سنبھلی تھی اگر مین کابل چھوڑ کر ایوب خان کے مقابلہ کو قندہار گیا تو مہینون مجھے باہر رہنا پڑیگا۔ اور میری غیر حاضری مین خود کابل کو نقصان پہونچنے کا خوف ہوگا۔ دوسری جانب یہ خیال تھا کہ کابل کی سلطنت بلا قندہار کے ایسی ہوگی جیسے چہرے پر ناک نہ ہو یا قلعہ مین دروازہ نہو۔ یہ مجھسے نہین ہوسکتا تھا کہ قوم کے سامنے اپنے آپ کو بزدل و نامرد ظاہر کرون یا اون کے دلون مین یہ خیال پیدا ہونے دون کہ سابق فرمانرواؤن کے دار السلطنت پر قبضہ کرنے مین مجھے کسی قسم کا خوف تھا۔ اِن دونون پہلوؤن پر غور کر کے یعنی فوائد و نقصانات دونون پر نظر کر کے مین نے معلوم کیا کہ خطرہ بہت زیادہ تھا تاہم حسب معمول خدا پر بھروسہ کر کے مین نے شہر کو لے لینا منظور کیا اور ہاشم خان کو وہان کا گورنر مقرر کیا۔

الحاق ہرات بسلطنت افغانستان

پیشتر کہہ چکا ہون کہ جب مین تخت نشین ہوا تو اولاً میری زندگی بے فکری و اطمینان کی زندگی نہ تھی اور ہر قسم کی مشکلات دامنگیر رہتی تھین۔ اسی حالت مین امیر ہونیکے بعد

یہ پہلی سخت لڑائی مجھے پیش آئی اور کس کے ساتھہ کہ اپنے ہی اقربا و رعایا اور اپنے ہی لوگون کے مقابلہ مین ۔ کابل مین ابہی اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پایا تھا اور فوجی تیاریون کا وقت بھی نہ ملا تہا کہ مجھے لڑائی کے لیئے مجبور ہونا پڑا۔ محمد ایوب خان انگریزون سے شکست کہا کر ہرات پر قابض رہا۔ اور اُسی شکست کے دن سے لڑائی کی تیاریان شروع کین ۔ ایک کثیر فوج جمع کر لی اور ہرات سے قندہار پر چڑہائی کی ۔ جیسا کہ اوپر کہہ آیا ہون مجھے اس کا پہلے ہی سے خوف تہا لیکن اِس مصیبت کا سامنا کرنا ضروری تہا۔

چند باتین ایوب خان کے موافق اور میرے خلاف تہین اوسکے پاس بہتر اسلحہ و سامان جنگ اور فوج بھی مجھسے زیادہ تہی اور سب سے بڑہکر یہ کہ جاہل ملاؤن نے مجھہ پر جہاد کرنیکا اعلان دیا تہا جس سے اوسے فائدہ پہونچا۔ اونکا بیان تہا کہ مین انگریزون کا طرفدار ہون اور میرا مخالف غازی ہے اوسکے ساتھہ بارہ ہزار تعلیم یافتہ سپاہی مفصلۂ ذیل افسرون کی کمان مین تہے حسین علی سپہ سالار نائب حفیظ اللہ خان نائب سپہ سالار ۔ جنرل تاج محمد خان پسر ارسلا خان غلزئی ۔ سردار محمد حسن خان ۔ سردار عبد اللہ خان پسر سردار سلطان جان و نبیرۂ محمد اعظم خان ۔ سردار احمد علی خان پسر محمد علی خان ۔ نور خان سردار عبد السلام خان قندہاری او رقاضی عبد السلام پسر قاضی محمد سعید ۔ موسےجان پسر یعقوب و خوشدل خان پسر شیر دل خان کو کئی ہزار سپاہیون کے ساتھہ ایوب خان نے ہرات مین چہوڑا۔ سردار شمس الدین خان و سردار ہاشم خان نے جو قندہار مین میرے گورنر تہے متذکرۂ ذیل افسرون کو ایوب خان کے مقابلہ کے لیئے مقرر کیا۔ غلام حیدر خان توخی سپہ سالار ۔ سردار محمد حسن خان پسر سردار خوشدل خان قندہاری اور قاضی سعد الدین خان جو جنگل والئسرا سے ہرات مین معہ سات پلٹن پیدل

دو باتری توپخانہ - چار رجمنٹ رسالہ تین ہزار ملیشیا کے سوار اور سات پلٹن ملیشیا پیدل -

۲۰ جولائی کو دونون فوجون مین بمقام کاریز متصل گرشک مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی ہوئی - شروع مین تو قندہاری فوج کو فتح نصیب ہوتی معلوم ہوتی تھی اور وہ نہایت دلیری سے لڑی - تقریباً ایوب خان کا پورا رسالہ شکست کھاکر پیچھے ہٹا اور ہر طرف بھاگ نکلا - صرف اسّی سردارون کے قریب تھوڑے سے ساتھیون کے ساتھ میدان جنگ مین رہ گئے - انھون نے خیال کیا کہ بھاگ کر جان بچانا ممکن ہے اسلیئے کہ تمام فوج چھوڑکر بھاگ گئی تھی اس وجہ سے لڑکر جان دینے کو بھاگتے ہوئے مارے جانے پر انھون نے ترجیح دی یکجا ہوکر بڑی دلیری کے ساتھ وہ قندہاری فوج کے اصل حصہ پر گرے اور سیدھے قاضی سعدالدین سپہ سالار تک پہونچ گیئے جو کہ ان چند بہادرون سے شکست کھاکر قندہار کی طرف بھاگ کھڑا ہوا - سردار عبداللہ خان اور ایوب خان کی فوج کے چند افسر اس لڑائی مین مارے گیئے - اسکے بعد ایوب خان نے آگے بڑھکر شہر قندہار پر بلا کسی مزاحمت کے قبضہ کرلیا -

میرے افسرون مین سے ہاشم خان و غلام حیدر خان کلات بھاگ گئے اور سردار محمد حسن خان مکہ معظمہ چلا گیا شمس الدین خان خرقہ[۱] مین چھپ گیا - محمد ایوب خان نے وعدہ کیا کہ اگر وہ اوس مقدس مقام سے باہر آجائے تو اوسے سزا نہ دیجائیگی لیکن اوس کے نکلتے ہی وعدہ خلافی کی اور اوسے بید لگوائے -

---

[۱] اس سے وہ خرقہ مراد ہے جسے کہ رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا اور مختلف مسلمان بادشاہ نہایت احتیاط کے ساتھ اوسے رکھتے آئے ہین - اب وہ قندہار مین موجود ہے لوگون کا یقین ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ کسی جرم کا مرتکب ہو اوس کمرے مین چلا جائے جہانکہ یہ خرقہ رکھا ہے تو اوس کو کوئی ہاتھ نہین لگا سکتا جبتک کہ وہ خود باہر نہ آئے - (مولف)

اِس شکست کی خبر سنکر مجھے مجبوراً خود قندہار جانا پڑا اور اپنے بڑے بیٹے حبیب اللہ خان کو شہر کابل کا گورنر اور پروانہ خان کو سپہ سالار فوج مقرر کرکے مین روانہ ہوا۔ میرے ساتھ تقریباً بارہ ہزار فوج تھی اور بفصلہ ذیل افسر تھے:۔

غلام حیدر خان چرخی سپہ سالار۔ فرامرز خان سپہ سالار (غلام حیدر خان مرگیا لیکن فرامرز خان اسوقت ہرات مین ہے)۔ غلام حیدر خان توخی سپہ سالار معہ دیگر افسران جنکے نام لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔

تقریباً دس ہزار آدمی توخی اور آندرہ اور دیگر قبائل کے راہ مین مجھسے آملے۔ ایوب خان کی فوج کی تعداد بیس ہزار تھی۔ کئی ملاؤن نے میرے کفر کا فتویٰ دیدیا تھا یہ کہکر کہ مین انگریزون کا نائب تہا۔ بعض لوگون کا بیان ہے کہ ایوب خان نے جبراً اس فتوے پر ملاؤن سے اونکی مرضی کے خلاف مہرین کرائی تہین۔

چند روز کے تیز کوچ کے بعد مین تیموریان نامی گانون تک پہونچگیا جو کہ قندہار سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایوب خان قندہار سے ایک میل آگے بمقام خیل ملا علیم مقیم تہا میرے پہونچنے کی خبر سنکر قندہار کی چھاونی مین واپس گیا۔ ۲۲ - ستمبر ۱۸۸۱ء کو قدیم شہر قندہار کے کھنڈرون مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی شروع ہونے کے قبل ایوب خان کی چند غلطیون کی وجہ سے اوسکی فوج نے کسی قدر ہمت ہار دی تھی۔ وہ غلطیان یہ تہین۔

(۱) شہر سے باہر نکلکر اوس نے میری فوج کا مقابلہ نکیا اور بجائے مجھپر حملہ کرنے کے مجھکو اپنے اوپر حملہ کرنیکا موقع دیا جسکی وجہ سے فوج پر اوسکی بزدلی ظاہر ہوئی۔

(۲) شہر قندہار کو خالی چھوڑ دیا اور چھاونی مین مقیم ہوا۔

(۳) خیل ملا علیم سے واپس گیا۔

(۴) ابتداے جنگ سے اختتام تک خود لڑائی مین شریک نہوا خیمہ گاہ سے نصف میل کے فاصلہ پر کوہ چہل زینہ کی چوٹی سے لڑائی کی کیفیت دیکھتا رہا - اِن سب باتون کی وجہ سے فوج کے دل چھوٹے ہو گئے تھے اسلیئے کہ اِن سے ثابت ہوتا تہا کہ وہ خود لڑائی مین شریک ہونے سے ڈرتا تہا -

(۵) سات ہزار سوار کوہ چہل زینہ کے پیچھے اِس غرض سے پوشیدہ کر رکہے تہے کہ نازک وقت پر جبکہ زور شور سے لڑائی ہوتی ہو اونہین جھپٹ کر حملہ کرنے کا حکم دیا جاے -

لیکن عین وقت پر وہ اسقدر گھبرا گیا کہ اون سوارون کا خیال بہی نرہا اور شروع سے اخیر تک اونہین لڑنے کا موقع نہ ملا - وہ برابر پہاڑی کے پیچھے رہے اور ایوب خان نے ایک مرتبہ بہی میدان مین آکر اپنے آدمیون کو ہمت نہ دلائی - باوجود اس کے چند لائق اور دلیر افسر اور بہادر سپاہی بہت اچھی طرح لڑے - اوس کے توپخانے نے بہی جو کہ قدیم قندہار کی پہاڑیون کی چوٹی پر ایک نہایت مستحکم موقع پر نصب کیا گیا تہا خوب کام دیا - پورے دو گھنٹے نہایت سخت لڑائی رہی اور یہ نہین معلوم ہوتا تہا کہ کسے فتح نصیب ہوگی - میری فوج کا میمنہ و میسرہ کسی قدر پیچھے ہٹ چلا تہا - لیکن قلب مین مین خود ایک ہزار باڈی گارڈ کے پیدل سپاہیون کے ساتھ موجود تہا جس سے قلب فوج ہمت پاکر خوب لڑ رہا تہا - ہر سپاہی لڑائی مین اسقدر مصروف تہا کہ میرے چندار دلی بہی لڑنے کے لیئے آگے بڑہتے جاتے تہے اور میرے پاس صرف ایک سائیس رہگیا تہا - اس موقع پر جبکہ مین خوب آگے بڑہ گیا تہا ایوب خان کی فوج مین کمزوری کے آثار نمایان ہونے لگے اور میری وہ چار پلٹنین جو کہ گرشک کی شکست کے بعد محمد ایوب خان کے تابع ہوگئی تہین اور اسوقت اوسکی طرف سے

کر رہی تہین اوس سے پہر گیئن - میری تخت نشینی سے پہلے تمام ترمیت یافتہ سپاہیون کا عام قاعدہ تہا کہ جب وہ ایک فریق کو کمزور پاتے تہے تو اوسے چہوڑ کر دوسری طرف جا ملتے تہے - اسی لیے جبکہ ان چار پلٹنون نے دیکہا کہ مجہے فتح ہوا چاہتی ہے تو فوراً بندوقین پہیر کر اونہون نے ایوب خان کے اوس حصۂ فوج پر گولیان چلانی شروع کین جو کہ میری فوج سے نہایت سختی سے لڑ رہا تہا - یہ دیکہکر میری فوج کے دل بڑہے اور آگے بڑہکر اوس نے دشمن پر خوب گولون اور گولیون کا مینہہ برسایا - دشمن کی فوج نے جب یہ دیکہا تو اوس کے پیر اوکہڑ گئے اور سپاہی ہر طرف بہاگ کہڑے ہوے - ایوب خان شکست کہا کر ہرات کی طرف واپس گیا -

کابل سے روانہ ہوتے وقت مین نے سردار عبد القدوس خان کو حکم دیا تہا کہ ترکستان سے ہرات پر چڑہائی کرے چونکہ میرا خیال تہا کہ ایوب خان اوس شہر کی پوری حفاظت کر کے نہ آیا ہوگا - حکم پاتے ہی سردار عبد القدوس خان نے چار سو سوار چار سو پیدل اور کوہی توپخانہ کی دو توپین لیکر فوراً ہرات پر حملہ کر دیا - لوئی نائب خوش دل خان نے جسے ایوب خان نے شہر کی حفاظت کے لیئے چہوڑا تہا تہوڑی فوج مقابلہ کے لیئے بہیجی لیکن شکست کہائی اور میرے سپاہی ہرات پہونچگئے - خوش دل خان مین اتنی ہمت نہ تہی کہ خود شہر کے باہر آکر لڑائی مین شریک ہوتا - اوس کی تدبیر یہ تہی کہ روز تہوڑے سپاہی عبد القدوس خان کے مقابلہ کو بہیجتا تہا جو کہ بلا اِبا عبد القدوس کے سامنے ہتیار رکہدیتے تہے - ۴ - اگست کو عبد القدوس خان نے حملہ کر کے قلعہ فتح کر لیا -

سردار عبد القدوس خان سے ناظرین کی شناسائی کرانا ضرور ہے - جس زمانہ مین کہ انگریز کابل مین تہے وہ مجہسے ملنے کے لیئے کابل سے تاشقند روانہ ہوا تہا لیکن جب وہ

سمرقند پہونچا تو مین نے لکہا کہ میرے آنے تک وہین ٹہیرو اسلئے کہ مین خود کابل جانے والا ہون - جیسا کہ مین پہلے ذکر کرچکا ہون سردار سرور خان - اسحاق خان اور عبدالقدوس خان کو مین نے ترکستان کے انتظام کے لیئے بہیجدیا تہا - یہ عبدالقدوس خان آجتک میرے بہترین اور معتبر افسرون مین سے ایک شخص ہے -

ایوب خان کو راہ مین اطلاع ہوئی کہ ہرات ہاتھ سے جاتا رہا اور سردار عبدالقدوس خان اوسپر قابض ہے - یہ سنکر وہ مشہد مقدس کی طرف بہاگ گیا - مین نے فرامرز خان[۵۱] سپہ سالار کو حکم دیا کہ سوار و پیدل و توپخانہ لیکر فوراً ہرات روانہ ہوجائے - قندہار مین تمام ضروری انتظام کرکے مین کابل واپس آیا -

جن ملاؤن نے میرے کفر کا فتوی دیا تہا اونمین سے عبدالرحیم[۵۲] اخوند کاکڑ (قندہار کا ایک قبیلہ) خرقہ مین جا چہپا تہا - مین نے حکم دیا کہ ایسے سگ ناپاک دل کو ایسے متبرک مقام مین نرہنا چاہیے اور اوسے باہر نکلوا کر مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا -

کابل پہونچکر مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ پروانہ[۵۳] خان میرے نہایت وفادار و معتمد ملازم

---

۵۱ یہ سب سے زیادہ ہر دلعزیز سپہ سالار اور امیر کا معتمد اہلکار ہے - بچپن سے بطور امیر کے پیشخدمت کے اوسنے پرورش پائی اور اسوقت ہرات کا بڑا شہر اوسکی حفاظت و نگرانی مین ہے -

۵۲ اسکا بیٹا مولوی عبدالرؤف کابل مین ملاؤن کے امتحانات کا اہتمام کرتا ہے اور امیر کے درباریونمین سے ہے

۵۳ اس شخص پر امیر کو اپنے کسی بیٹے کے اہلکار یا اقربا سے بہی زیادہ اعتبار تہا - امیر کی جلاوطنی کے زمانہ مین وہ برابر ساتھ رہا اور جب کہ امیر کو روپیہ کی تکلیف تہی تو اوسنے اپنے آپکو بطور غلام کے فروخت کیا تہا - یہ اوسنے تین یا چار مرتبہ کیا اور امیر نے اخیر مین اوسے آزاد کرایا - آخر دم تک امیر کی تمام رعایا اوس سے از حد محبت کرتی تہی - سنہ ۱۸۹۲ء مین اوسنے انتقال کیا - اوسکا ایک بیٹا امیر کا مقرب ہے اور باقی چار بیٹے امیر کے چار بیٹون کے مقرب ہین -

اور حبیب اللہ خان میرے بیٹے نے اپنی خدمات نہایت خوبی سے انجام دین۔ حبیب اللہ خان ابھی بہت کم عمر تہا لیکن اوسنے ایک بڑا کام یہ کیا کہ سپاہیون مین جاکر سردارون سے میری خیرخواہی کے لیئے گفتگو کی۔ نہ تو وہ گہبرایا اور نہ اوسے مطلق خوف آیا اور ہرامر مین پروانہ خان۔ مرزا عبدالحمید خان اور چند دیگر افسرون کی راسے سے کام لیا جنہین کہ مین نے اوس کا اصلاح کار مقرر کیا تہا۔ میری غیرحاضری مین باشندگان کوہستان و حصارک۔ محمود کنڑی۔ عبدالرشید۔ جمعہ خان اور محمد حسین وردک نے لوگون کو بغاوت کے لیئے برانگیختہ کرنے کی کوشش کی لیکن میرے اہلکارون کی عقلمندی اور دوستانہ سلوک کی وجہ سے اِن سازشون سے کوئی خراب نتیجہ پیدا نہوا۔

محمد ایوب خان کی شکست اور ہرات کی فتح نے مجہے اپنے آباو اجداد کی پوری سلطنت کا مالک بنا دیا لیکن ابھی تک بہت کچہہ کرنا باقی تہا اور جب تک اوسے انجام نہ دے لیتا اپنے آپ کو درحقیقت ملک کا مالک یا بادشاہ نہین کہہ سکتا تہا۔ پہلے ذکر کرچکا ہون کہ ہر ملا اور ہر قبیلہ و قریہ کا سوار اپنے آپ کو آزاد سمجہتا تہا اور اس سے پیشتر دو سو برس تک اِن ملاؤن مین سے بہتسون کی آزادی و خودمختاری اونکا کوئی بادشاہ نہین توڑ سکا تہا۔ میرہاے ترکستان و ہزارہ و سرداران غلزئی سب اپنے امیرون سے زیادہ طاقتور تہے اور جب تک کہ اِن لوگون کو اختیارات حاصل رہے بادشاہ ملک مین انصاف نہین کرسکتا تہا۔ انکا جور و ظلم قابل برداشت نہ تہا۔ ایک تفریح تو اونکی یہ تہی کہ زن و مرد کے سر کا ٹکر لوہے کی آنکڑون چادرون پر رکہتے تہے اور دیکہتے تہے کہ وہ کس طرح کودتے اوچہلتے ہین۔ اس سے بہی بدتر رسوم اونمین مروج تہین لیکن مین اونکی تصریح کرنا نہین چاہتا اس سیلئے کہ ناظرین کو

ناگوار خاطر ہوگا - ہر سردار - اہلکار شاہزادہ و بادشاہ کے پاس جلادون قاتلون قزاقون اور چورون کی بڑی جماعتین نوکر تہین - قزاق مسافرون سوداگرون اور ملک کے دیگر متمول تجارت پیشہ لوگون کو قتل کرتے اور اون کا مال و متاع لوٹ لیتے تہے اور یہ مال آقا و ملازمون مین تقسیم ہوتا تہا - ہر ڈاکو کے پاس علیحدہ علیحدہ گروہ بندوقون سے مسلح رہتے تہے - اگلے باب مین بیان کرون گا کہ سادو اور دادو دو راہزنون کے ساتھہ مجھے کس بری طرح سے لڑنا پڑا اور اونہون نے میری فوج کو کئی بار شکست دی اونمین سے ایک کو مین نے پنجرے مین بند کیا اور وہ اسوقت کوہ تتابند[۱] کی چوٹیون پر لٹک رہا ہے -

بہت سے ملا عجیب و غریب عقائد و مسائل مذہب اسلام کے متعلق سکھلاتے تہے جنکی کہ ہمارے پیشوا رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ وسلم نے کبہی تعلیم نفرمائی حالانکہ یہی مسائل ہر ملک مین تمام اسلامی اقوام کے تنزل کا باعث ہوئے ہین - وہ سکھلاتے تہے کہ لوگون کو کبہی کوئی کام نکرنا چاہئیے صرف دوسرون کے مال سے مستفید ہونا چاہیے اور آپس مین ایک دوسرے کے ساتھہ لڑنا چاہئیے -

متذکرہ بالا اشخاص مین سے ہر شخص اپنے تابعین سے علیحدہ محصول وغیرہ وصول کرتا تہا - اسلیئے پہلا کام جو مجھے کرنا تہا وہ یہ تہا کہ ان بے شمار راہزنون - چورون جہوٹے ولیون اور مصنوعی بادشاہون کا خاتمہ کیا جائے - لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ یہ

[۱] اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بعض لوگون کا خیال ہے کہ اگر اس پہاڑ کی چوٹیون پر چہترے لٹکا دین تو اولاد یا جس چیز کے لیئے دعا کیجائے خدا دیتا ہے - ہندوستان کی سب سے بڑی ملکہ ملکہ نورجہان اسی پہاڑ کی چوٹی پر پیدا ہوئی تہین - جس زمانہ مین کہ اون کے والدین ایران سے ہندوستان نکال دئے گئے تہے -

آسان کام نہ تھا اور پندرہ سال کی متواتر لڑائیون کے بعد ان لوگون نے یا تو میری اطاعت قبول کرلی یا ملک چھوڑدیا اور ملک سے اس طرح گئے کہ یا تو جلاوطن کر دئے گئے یا دوسری دنیا کو سدہارے - اگلے باب مین مین اون لڑائیون کا ذکر کرون گا جو کہ میرے ملک مین تخت نشینی سے لیکر آج تک واقع ہوئین - اس کے بعد اپنی زندگی کے دیگر واقعات بیان کرون گا لیکن سب سے پہلے اسکی ضرورت تھی کہ جو لوگ الفصاف تہذیب - ترقی - تعلیم اور لوگون کی آزادی کے مخالف تھے اون سے مطلع صاف کیا جائے -

بہت سے متعصب اور جاہل اشخاص مجھپر حرف لاتے ہین اور ان لڑائیون کی وجہ سے مجھپر الزام لگاتے ہین کہ مین لوگون کے ساتھ نہایت سختی و درشتی کے ساتھ پیش آیا - لیکن اس زمانہ کی مہذب سے مہذب قومون کی ایسی نظیرین موجود ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداً اونہین اپنے ہی لوگون سے اس لئے لڑنا پڑا تھا کہ وہ اولاً تہذیب کے معنی نہین سمجھتے تھے - اسی صدی مین انگلستان کے پیشہ ور لوگون نے اپنی گورنمنٹ کے خلاف سخت بلوے کئے - مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میری حکومت کے اتنے تھوڑے عرصہ مین میری قوم تہذیب کے زینہ پر اسقدر چڑہگئی ہے کہ دولتمند و متمول لوگ بحفاظت تمام بلا کسی خوف و خدشہ کے میری عملداری مین ہر جگہہ دن ہو یا رات آجا سکتے ہین - حالانکہ افغانستان کی سرحد پر اون حصو نمین جہان کہ انگریزی سلطنت ہے کوئی شخص بلا مضبوط باڈی گارڈ کی حفاظت کے ایک قدم بھی نہین اوٹھا سکتا -

باب دہم

میری تخت نشینی کیوقت ملک کی کیا حالت تہی

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

لوگون کو خیال ہوا ہوگا کہ جس روز سے مجھے تخت ملا اوسی دن سے میرے آرام وخوشی کا زمانہ شروع ہوا لیکن یہ صحیح نہین - برخلاف اسکے اوس دم سے میری آزادی رخصت ہوئی اور دقت و دشواری - نا امیدیان و تفکرات اور رنج والم زیادہ ہوا - ناظرین کو معلوم ہے کہ اپنے والد اور چچا صاحب امیر اعظم خان کے عہد حکومت مین بہی مین معاملات سلطنت مین دخیل تہا اور انمین حصہ لیتا تہا لیکن تمام ذمہ داری اونکے سر تہی - اس مین کوئی شک نہین کہ جتنی انسان ترقی کرتا ہے اوتنی ہی ذمہ داریان بڑہتی جاتی ہین اور جسقدر ذمہ داریان بڑہتی ہین اوسی قدر تفکرات زیادہ ہوتے ہین -

ہمارا مذہب سکہلاتا ہے کہ بروز قیامت خداوند کریم کے روبرو ہر شخص اپنے افعال کا ذمہ دار ہوگا لیکن بادشاہ صرف اپنے ہی افعال کے ذمہ دار نہونگے - وہ اپنی رعایا کے امن و آسائش کے بہی جوابدہ ہونگے جیسے کہ خداوند نے اون کے سپرد کیا ہے -

حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن شہنشاہ دوجہان اس دنیا کے بادشاہان

سے اولاً سوال کرے گا "آج اس دنیا کی بادشاہت کسکی ہے؟" اور سب یکزبان ہوکر جواب دینگے " تیری اے خدا جو کہ سب سے زیادہ طاقتور ہے " پھر خدا پوچھیگا " اگر تم سب کو یہ معلوم تھا تو تم نے اون لوگون کے امن و آسائش کی فکر کیون نہ کی جن کو کہ مین نے تمھارے سپرد کیا تھا؟"

یہ سوچکر کہ قیامت کے دن اپنی رعایا کے حفظ و امان کے لیئے جوابدہ ہونا پڑیگا اور یہ خیال کرکے کہ میرے ملک کی حالت کسقدر ابتر تھی مین نہایت افسردہ و غمگین ہوا تمام واقعات اور ملک کی حالت دیکھکر مجھے خیال ہوتا تھا کہ تمام انتظام درست کرنا اور ترقی کرنا صرف مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن تھا اور اس کا تو خواب و خیال بھی نہ تھا کہ اوس رحمٰن الرحیم کی امداد سے افغانستان میری حکومت کے اتنے تھوڑے عرصہ مین ایسی عجیب و غریب ترقی کریگا جیسی کہ اوس نے کی ہے۔ ملک کی تباہی کے اعلیٰ ترین اسباب ہی صرف موجود نہ تھے بلکہ ترقی کے تمام ذریعے تنزل کی سب سے نیچی سطح پر پہونچ گئے تھے حتیٰ کہ اونکے وجود مین بھی شک تھا۔ لیکن چونکہ قادر مطلق نے یہ ذمہ داری مجھے دیدی تھی مین نے اوسکی درگاہ مین عاجزی کے ساتھ دعا مانگی کہ آدمیون کے اوس گلے کی حفاظت کی مجھے توفیق دے جسکی نگرانی کہ میرے متعلق کی تھی تاکہ اس دنیا مین اور قیامت کے دن مین شرمسار نہون - مین نے ہمت نہ ہاری اور اوس وعدہ پر بھروسہ کیا جو کہ خدا نے کلام پاک مین اپنے حبیب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ اگر مین اوس سب مصیبت اور بدبختی کا ذکر کرون جو کہ ملک پر طاری تھی تو اوس کے بیان کے لیئے ایک پوری کتاب درکار ہے - اس لیئے مین صرف اختصار کے ساتھ بیان کرون گا کہ

میری تخت نشینی کے وقت ملک کی کیا حالت تہی تاکہ ناظرین کو دلچسپی ہو اور وہ خود مقابلہ کر کے سمجہہ سکین کہ اسوقت کی حالت اور ترقی سے اوس زمانہ کی کیفیت سے کتنا فرق ہے -

مین چاہتا ہون کہ اپنی مصیبت و دشواری کے چند اسباب بیان کرون - وہ یہ تہے -

(۱) چونکہ قصر بالاحصار جو کہ میرا آبائی مکان تہا انگریزی فوج نے مسمار کر دیا تہا اور دوسری کوئی عمارت قابل بود و باش نہ تہی اس لیے میری تخت نشینی کے وقت میرے رہنے کیلئے کوئی شاہی مکان نہ تہا اور نہ کوئی اور جائے قیام موجود تہی - کیونکہ افغانستان مین ہوٹل نہین ہین - میرے نزدیک شاید ہی کوئی ایسی نظیر ہو کہ شاہ کے سونے کے لیے ایک کمرہ تک موجود نہو - نیا محل تعمیر ہونے تک مین خیمون اور رعایا کے خام مکانون مین جو کہ عارتاً مین نے لیے تہے مقیم رہا -

اس کتاب کے گذشتہ بابون سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ لڑکپن سے میری عادت تہی کہ کہلے میدان مین سویا کرتا تہا اور میرا مکان ہمیشہ باغ مین ہوا کرتا تہا جہانکہ تازہ ہوا بکثرت مل سکے - اس لیے ان غلیظ اور بند گلیون کے خام مکانون مین رہنا جنمین بکثرت سوراخ تہے اور چوہون کا شور اور اونکی خانہ جنگیان پہلی لڑائیان تہین جو کہ مین نے دیکہین میرے لیے سخت تکلیف دہ تہا اور اون کے شور کی وجہ سے مین رات بہر نہین سو سکتا تہا -

(۲) سرکاری خزانہ مین ایک حبہ نہ تہا جس سے کہ فوج کی خواہ کسی اور سرکاری ملازم کی تنخواہ ادا کی جاتی اور صرف یہی نہین بلکہ خزانہ کا وجود ہی نہ تہا - ملک کی جمع ایک یا دو سال کی شیر علی خان - یعقوب خان اور انگریزی فوج نے پیشگی ہی وصول کر لی تہی یا قرض لے لی تہی - اسلیئے مین کچہہ بہی روپیہ وصول نہین کر سکتا تہا -

(۳) اسلحہ و دیگر سامان حرب جو ملک مین حفظ و امان کے لیے ضروری ہے مطلق نہ تھا - جو تیس پرانی افغانی توپین مین نے انگریزون سے لی تہین اون کی ایسی بوسیدہ حالت تھی کہ اگر کسی توپ کی نال ہی تو گاڑی نہین ہے اگر گاڑی ہے تو دُہرا ٹوٹا ہوا ہے یا چوبی پہیے اور گاڑیون کی یہ کیفیت ہے کہ پہلی بار چلاتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین - اور بعض اگر پوری بہی تہین تو اونکے لیئے گولے نہ تھے - ایک پتھر یا لکڑی کا ٹکڑا بلغیر گولہ بارود کی توپ سے زیادہ بکار آمد ہے اس لیئے کہ کوئی سپاہی دشمن کو توپ کی نال سے نہین مار سکتا لیکن لکڑی سے مار سکتا ہے -

(۴) ہرات میری حکومت سے علیحدہ کرکے ایوب خان کے حوالہ کر دیا گیا تھا جو کہ لوگون کو میرے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دے رہا تھا اور لڑائی کی تیاری کرتا تھا - قندہار کا حاکم انگریزون نے سردار شیر علی خان کو مقرر کیا تھا اور وہ بھی لوگون کو اپنی جماعت مین شریک کرنے کے لیئے بہکا رہا تھا میمنہ کا گورنر دلاور خان میرے برخلاف سازش کر رہا تھا - خود ملک مین سابق بادشاہون شاہ شجاع - شیر علیخان ولیعقوب خان کی کمزوری کی وجہ سے - سردار سید یا ملا اپنے آپ کو خود مختار مشہور کر رہا تھا اور جبراً رعایا سے روپیہ وصول کرتا تھا - بادشاہون مین اتنی ہمت اور طاقت نہ تہی کہ ایسے غاصبون کو سزا دیتے اور ملک مین امن وامان قایم کرتے -

شیر علی خان کے دفتر کے کاغذات سے جو کہ اب میرے اہلکارون کے قبضہ مین ہین معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے لیئے جو سزا تہی وہ صرف یہ تہی کہ قاتل پر پچاس روپیہ جرمانہ کیا جاتا تھا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ مرد و عورت کی جانین بہیڑ یا گاے کی جان سے بہی ارزان تہین - اس نرمی کی وجہ سے صرف ایک چھوٹی سی جگہہ بحر آب سے جس مین بیس ہزار خاندان بستے ہین پچاس ہزار روپیہ سالانہ جرمانہ کا موصول ہوتا تھا - جسکے یہ معنی ہین کہ سال مین ایک ہزار خون کیئے جاتے تھے -

کابل مین خاندان شیر علی خان کے معاونین جاہل ملا اور جہوٹے غازی جن کا صحیح نام

افغانون نے تازی رکھا ہے لوگون کو میرے خلاف یہ کہکر بہکا رہے تہے کہ مین کافر ہون اس لیئے کہ انگریزون کا دوست ہون جو کہ خود کافر ہین اور اس لیئے ہر مسلمان کو مجھ پر جہاد کرنا چاہیئے۔

مقدمات اور عدالت کرنے کا یہ دستور تہا کہ ادنی سے ادنی شخص شاہ کے سامنے عرض معروض کرسکتا تہا اور اس سہل طریقہ سے کہ شاہ کی ریش دوستار پکڑ لیتا تہا جس کے یہ معنی ہوتے تہے کہ اس ریش کی شرم کرو اور میری فریاد سنو اور شاہ کو مجبوراً سننا پڑتا تہا۔ ایک روز مین حمام جا رہا تہا کہ ایک زن وشو دوڑ کر میرے پیچہے حمام مین داخل ہو گیئے شوہر نے میری ڈاڑہی آگے سے پکڑلی اور پیچہے سے عورت نے دستار کہینچنی شروع کی۔ مجھے نہایت تکلیف ہوئی اس لیئے کہ بہت زور سے وہ میری ڈاڑہی کہینچ رہا تہا۔ چونکہ مجھے اون دونون سے چہٹانے کے لیئے کوئی سنتری وغیرہ اوسوقت قریب نہ تہا مین نے منت کی کہ میری ڈاڑہی چہوڑ دو اس لیئے کہ بغیر ڈاڑہی کہینچے ہوئے مین تمہاری درخواست سن سکتا ہون لیکن بیکار۔ مجھے اوس وقت کسی قدر افسوس ہوا کہ یوروپین طرز مین نے کیون نہین اختیار کیا اور ڈاڑہی کیون رکہی۔ اسکے بعد مین نے حکم دیا کہ آیندہ حمام کے دروازہ پر ہمیشہ پہرہ رہا کرے۔

ایک اور دستور یہ تہا کہ دربار مین جب کبھی مٹہائی کے خوانچے آتے تہے تو وزرا و دیگر اہلکار بجائے اسکے کہ اپنے حصہ کا انتظار کرین اوس پر ایک ساتھہ ٹوٹ پڑتے تہے تاکہ ہر شخص جسقدر زور آزمائی سے لے سکے حاصل کرلے۔ مین نے اونہین حتی الامکان سمجہایا کہ یہ وحشیانہ حرکت ہے کہ جنگلی جانورون کی طرح اپنے بادشاہ کے روبرو پیش آتے ہو اور اوس مین میری اور تمہاری دونون کی ہتک ہے لیکن اونہون نے مطلق خیال نکیا۔ ایک مرتبہ عید کے دن مجھے اونکی اس حرکت پر اتنا طیش آیا کہ

پھر سے کے سپاہیون کو مین نے حکم دیا کہ جہانتک ہوسکے اونہین زدوکوب کرین اور بعد کو یہ دیکھکر مجھے کسی قدر ہنسی آئی اور افسوس بھی ہوا کہ مٹھائی کے لیئے اون کے سر پھٹ گیئے تھے اور خون بہہ رہا تہا - لیکن اس سزا کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس روز سے یہ احمقانہ بیہودہ حرکت موقوف ہو گئی -

اب مین شاہی صلاح کارون اور ارکین سلطنت کی بڑی دانشمندی کی ایک مثال دیتا ہون - ایک مرتبہ روٹی وغلہ بازار مین نہایت گران فروخت ہونے لگا اور قحط کا خوف پیدا ہوا - میرے مشیر کارون تے جن سے کہ مین نے اوسوقت راے لی - نہایت زور سے صلاح دی کہ غلہ فروشون کے کان اونکی دوکانون کے دروازون پر کیلون سے جڑدے جائین وہ ڈر کر ضرور غلہ کا نرخ ارزان کردینگے - یہ بیش بہا صلاح سنکر مجھہ سے نرہا گیا اور بے اختیار ہنس پڑا اوس روز سے آجتک مین نے کسی معاملہ مین اپنے صلاح کارون سے مشورہ نہین لیا ہے -

تخت کے دعویدار اس کثرت سے تھے کہ اون سب کے نامون کی فہرست تیار کرنا ناممکن ہے - میرے اہل وعیال روس مین تھے اور اپنے چند معتبر ملازمین کو ملک کے انتقام کے لیئے مجھے دوسرے شہرون مین مجبوراً بھیجدینا پڑا تہا - اس لیئے ایسی یاس ومصیبت کی حالت مین میرے پاس کوئی صلاح کار دوست نہ تہا لیکن جیسے کہ صرف خدا پر بھروسہ واعتقاد ہے اوسے رنج وتکلیف کے زمانہ مین صرف خدا کا ساتھہ کافی ہے -

علاوہ برین ہمسایہ سلطنتون کی وجہ سے بھی مین نہایت متردد رہتا تہا - اس لیے کہ اگر ایک کی طرف میری توجہ ذرا بھی زیادہ ہوتی تھی تو دوسری کو شکایت ہوتی تھی -

مورخین و تجربہ کار مدبرین سمجھہ سکتے ہین کہ جب کوئی سلطنت ایسی تباہی کی حالت مین ہو اور چہوٹے چہوٹے خودسر سردارون مین تقسیم ہوجاے تو اوسے آپس مین جوڑکر ایک مضبوط حکومت بنانے مین ایک مدت دراز درکار ہے - مثلاً مملکت ہندوستان کو دیکہو کہ آخری شاہانِ مغلیہ کی کمزوری کے سبب سے اوس کی متعدد چہوٹی چہوٹی ریاستین بنگئی تہین - انگریزون کو اوس کے درست کرنے مین کتنا عرصہ لگا - کسقدر تکلیف ہوئی - کتنی بغاوتین فرو کرنی پڑین باوجودیکہ مدبران انگلسی بے انتہا عقلمند - تجربہ کار اور واقف کار تہے - اسی طرح حکومت افغانستان کی ایسی نازک حالت تہی کہ جب کبہی اوسکا فرمانروا چند میل بہی دارالسلطنت کے باہر جاتا تہا تو واپس آکر کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہہ پاتا تہا اور اوسے خود فرار ہونا پڑتا تہا - پہر شیر علی خان نے اپنے آپ مین اتنی طاقت نہ دیکہکر کہ سردارن رعایا سے مقابلہ کرسکین ایک اور طریقہ ایجاد کیا تہا جسے کہ وہ نہایت مدبرانہ کارروائی سمجہتے تہے وہ یہ تہا کہ آپس مین اپنے سردارون اور اہلکارون کو ایک دوسرے سے لڑا دینا اور کشت و خون کی ہمت دلانا - ساتہہ ہی ایک قانون بنایا گیا تہا کہ اگر کوئی شخص اپنے دشمن کو مارنا چاہے تو تین سو روپیہ فی کس خزانۂ سرکاری مین جمع کرے اور جتنے دشمنون کو چاہے مارڈالے - شیر علی خان کا خیال تہا کہ اس سے دو فائدے متصور تہے ایک تو یہ کہ باغی سردار آپس مین لڑکر بلا کسی مصیبت کے دفع ہوجاتے تہے - دوسرے تین سو روپیہ فی آدمی مفت مین ملتا تہا - بقول شیخ سعدی علیہ الرحمتہ -

بقومے کہ نیکی پسند د خداے	دہد خسروے عادلِ نیک راے
چو خواہد کہ ویران شود عالمے	کند ملک در پنجۂ ظالمے

خدا کا شکر ہے کہ افغانستان اب وہ افغانستان نہین ہے - تمام ملک مین سال مین کل
پانچ مقدمات قتل کے ہوتے ہین جو تعداد کہ بہت سی مہذب سلطنتون سے کم ہے
لوگون کا طریقہ معاش نہایت خراب ہوگیا تھا اور بُری عادتین اون مین کثرت سے
پیدا ہوگئی تھین - جس حالت مین کہ شیر علی خان کے دونون بیٹون یعقوب خان و
ایوب خان نے ہرات مین اپنے والد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو امیر کے
بیٹون کی ایسی اچھی نظیر دیکھکر خود رعایا نے کیا کچھ عمدہ سبق نہ سیکھے ہونگے - شیخ سعدی
فرماتے ہین ؎

کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد	من از بیگانگان ہرگز نہ نالم

شاہ اور اوسکے خاص اہلکار ہر قسم کی نفس پروری مین غرق تھے اور رعایا علیحدہ مصیبت
مین تھی اس لیئے کہ یہ ظالم افسر بہت زیادہ ٹیکس وصول کرتے تھے - نمازیون کے
معدوم ہونے کی وجہ سے مسجدون مین کتّے لوٹتے تھے - جمعہ کو بجاے عبادت
کے قمار بازی فتنہ و فساد ایک دوسرے کو پتھر مارنا اور لہو و لعب کا بازار گرم رہتا تھا اون
قبرستانون مین جو کہ حوالی شہر مین واقع ہین اور رُجبہ کہلاتے ہین اکثر لوگ آپس مین
لڑ کر زخمی ہوجاتے تھے - خدا سچ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
الحمد للہ اسی ملک نے جس کی کہ ایسی خراب و افسوسناک حالت تھی اب ایسی تعجب
خیز ترقی کی ہے اور وہان ہر طرح کا امن ہے اور رعایا ایسی خوشحال ہے کہ اوس کے
دوست و بہی خواہ نہایت خوش ہین اوسے مضبوط قوم سمجھتے ہین جس سے کہ ضرورت
کے وقت امداد کی امید ہوسکتی ہے اور دشمن اوسے ایک مضبوط اور خوفناک
مخالف خیال کرتے ہین - میری رعایا اسوقت نہایت صلح پسند اور فرمانبردار
ہے اور خوشی سے میرے ہر قسم کے احکام کی تعمیل مستعدی سے کرتی ہے ہزارہ

اور کافرستان کی لڑائیون مین اوسنے اپنی جان نثاری اور وفاداری کا بڑا زبردست ثبوت دیا - اوس نے ثابت کردیا (اور یہ دیکھکر مجھے نہایت مسرت ہوئی کہ اب وہ سمجھتی ہے کہ گورمنٹ کی بہبودی گویا اوس کی اپنی بہتری ہے - اور ایک کے نقصان سے دوسرے کا نقصان ہے - اپنے خرچ سے کثیر التعداد لوگ ہزارہ اور کافرستان مین لڑنے کے لیئے گیئے اور گورمنٹ کے مخالفین کو انھون نے اپنا دشمن سمجھا - ایک مزید ثبوت لوگون کی محبت اور گورمنٹ کی خیرخواہی کا ۱۸۹۵ء مین دیا گیا اور وہ یہ تھا کہ سرکاری ملازمین - تجار - زمیندار اور ہر طبقہ کے لوگون نے اپنی سالانہ آمدنی کا دسوان حصہ بلا میری کسی قسم کی درخواست کے سرکاری خزانہ مین داخل کیا - اور استدعا کی کہ اوس روپیہ سے اسلحہ و دیگر سامان جنگ خریدکیا جائے تاکہ بیرونی حملون سے ملک محفوظ رہے - وہی قوم جو کہ ابتداے حکومت مین میری ہمیشہ مخالف رہی اور بغاوت کرتی رہی جیسا کہ بعد کو مفصل بیان کیا جائیگا آج نہایت صلح پسند مطیع - فرمانبردار - پابند قوانین اور مہذب ہے - یہ لوگ اب ہر قسم کی صنعت و حرفت کے سیکھنے مین مشغول رہتے ہین اور عموماً اپنے ملک کی ترقی اور اپنی بہبودی و سرسبزی کی تدبیرین کرتے ہین - خدا کا شکر ہے کہ ایسی علامتین بھی موجود ہین جنسے کہ آیندہ اور زیادہ ترقی اور بہتری کی اُمید پائی جاتی ہے - جو حالت کہ لوگون کی میری تخت نشینی کے وقت تھی اوس کا ذکر کرچکا ہون اس لیئے اب اون واقعات کا تذکرہ کرونگا جو اوس کے بعد واقع ہوئے -

مین نے اوس نصیحت پر بہت ہی زیادہ عمل کیا جو کہ رسول خدا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس حدیث[۱] مین فرمائی تھی اور جسکی طرف مولانا روم علیہ الرحمتہ

[۱] مسلمانون کے ہان حکم ہے کہ ہر شے خدا کی مرضی و حکم کے تابع ہے لیکن خدا صرف اون لوگون کی مدد کرتا ہے

نے اپنے اس شعر مین اشارہ کیا ہے ؎

گفت پیغمبر بآواز بلند	با توکل زانوے اشتر ببند

دو واقعات ایسے پیش آئے جن سے مجھے نہایت تشفی ہوئی اس لیئے کہ اون سے مجھے امید ہوئی کہ مین اپنی فرمانروائی مین ناکامیاب نہونگا اور اخیر مین مجھے ضرور کامیابی حاصل ہوگی - ایک تو یہ تہا -

ایک شب روس سے افغانستان روانہ ہونے سے پہلے مین نے خواب دیکہا کہ دو فرشتے میرے دونون بازو پکڑکر ایک بادشاہ کے حضور مین لیگئے جو کہ ایک چھوٹے کمرہ مین تشریف رکہتے تہے - اونکا چہرہ بیضاوی تہا اور اوس سے نرمی اور حلم ظاہر ہوتا تہا - ریش گول اور ابرو و مژگان خوبصورت ولنبی تہین نیلے رنگ کی بڑی ڈہیلی پوشاک زیب بدن اور سفید دستار سر پر تہی - اونکی شکل سے کمال خوبصورتی اور نرمی عیان تہی اونکی داہنی طرف ایک دراز قد لیکن لاغر شخص بیٹھے ہوئے تہے جن کی ریش لنبی اور سفید تہی اور چہرہ سے مہربانی و سنجیدگی پائی جاتی تہی - اِن کے بعد ایک اور صاحب تہے جو کہ اسقدر دراز قد نہ تہے بلکہ میانہ قامت تہے - اپنے عمر رسیدہ ساتہی سے انکا رنگ صاف تہا اور ایک قلمدان آگے رکہا ہوا تہا - انکی پوشاک کسی قدر شاندار تہی اور چند ورق کاغذ کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۹ - جو خود اپنی مدد کرین - اس کی تشریح مفصلۂ ذیل قصہ سے ہوتی ہے ایک مرتبہ ایک شخص نماز ادا کرنے کے لیئے ایک مسجد مین داخل ہوا جہانکہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تہے اور اپنا اونٹ مسجد کے دروازہ پر چہوڑ دیا - آپ نے دریافت فرمایا کہ اونٹ کس کی حفاظت مین چہوڑا ؟ اوس شخص نے جواب دیا کہ توکلت علی اللہ آپنے ارشاد فرمایا اعقلہا وتوکل علی اللہ - یعنی اوسکا پیر باندہ دے اور خدا پر توکل کر - غرض یہ ہے کہ اسلامی فلسفہ اِس بارہ مین سکہلاتا ہے کہ لوگون کو چاہیئے کہ حتی الامکان کوشش کرین اور باقی خدا کے سپرد کرین - اس بات کی اونہین کبہی اُمید نہ کرنی چاہیئے کہ جَو بونے سے گندم پیدا ہوگا -

جن پر عربی لکھی ہوئی تھی سامنے تھے - بادشاہ کی بائین طرف ایک اور شخص تھے کشیدہ بینی ڈاڑہی
سنہری تھی موچھین ابرو مولی تہین - اور چہـــرہ سے مہربانی اور رحم دلی کے آثار نمایان تھے -
لیکن اون دونون کی بہ نسبت جنکا کہ مین ذکر کرچکا ہون انمین تدبر زیادہ پایا جاتا تھا اور سب سے
زیادہ دراز قد بہی تھے اونکے نزدیک ایک درہ بہی رکہا ہوا تھا - اونکے بعد ایک اور شخص تھے
نہایت حسین اور شکل وصورت مین بہ نسبت اوروں کے شاہ سے زیادہ مشابہ تھے - قدیم زمانہ
کے فوجی افسرون کی طرح اونکی پوشاک تھی اور شمشیر ہاتہہ مین تھی - اونکے چہرہ سے نہایت ہوشیاری
پائی جاتی تھی اور اون کا انداز سپاہیانہ تھا لیکن سب سے زیادہ پست قامت تھے - جسوقت
کہ مین بادشاہ اور اونکے چار ساتھیون کی خدمت مین حاضر ہوا مین نے دیکہا کہ ایک کہڑکی کہلی جو اسی
کمرہ مین لگی ہوئی تھی اور ایک اور شخص سامنے لایا گیا - شاہ نے اس شخص کی طرف اشارہ
کیا اور اوس نے جواب دیا "اگر بادشاہ ہوجاؤن تو مین دوسرے مذہبون کے معابد سب منہدم
کردونگا - اور اونکی جگہہ مسجدین تعمیر کراؤنگا" اس جواب سے بادشاہ ناخوش نظر آئے اور فرشتون
کو حکم دیا کہ اوسے لیجائین جسکی کہ فوراً تعمیل کیگئی - پہر مجہہ سے بہی سوال کیا گیا مین نے کہا -
"مین انصاف کرون گا اور شرک توڑ کر کلمہ جاری کرون گا" میرا جواب سنکر چارون ساتھیون نے
نظر عنایت سے میری طرف دیکہا جس سے معلوم ہوتا تہا کہ میرے بادشاہ بنانے پر وہ رضامند
تھے - اوسیوقت میرے دل مین یہ خیال بہی پیدا ہوا کہ وہ بادشاہ سرور دوعالم حضرت رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور جو دو صاحب اونکی دائین طرف تھے وہ حضرت ابوبکر
صدیق و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تھے - اور بائین جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
و حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے - اس کے بعد میری آنکھ کہل گئی اور یہ خیال کرکے نہایت خوشی
ہوئی کہ پیغمبر خدا اور اون کے چارون خلفا نے جن کے متعلق بادشاہان اسلام کی تقرری ہے
مجہے امیر منتخب کیا -

دوسرا واقعہ حسب ذیل ہے۔

ایک دن اپنے ہموطنون کی مصیبتین سنکر مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ خواجہ احرار کے مزار مقدس پر اونکی روح سے امداد چاہنے کے لیئے گیا۔ اپنی زندگی کی مایوسیون اور تکلیفون پر خوب رویا اور تھک کر فرش مزار پر سو گیا۔ خواب دیکھتا ہون کہ اون بزرگ کی روح نمودار ہوئی اور مجھسے کہا کہ کابل جا تو امیر ہوگا۔ اس مزار سے ایک جھنڈا لیجا اور اپنی فوج کے سامنے نصب کردے تجھے ہمیشہ فتح رہیگی۔ میرے پاس جھنڈا اب تک موجود ہے اور میری فوج کو کبھی شکست نہین ہوئی ہے۔

اوسی سال جبکہ ایوب خان کو شکست ہوئی[51] جسکا اوپر ذکر آیا ہون ایک دوسرے سردار سے بھی مجھے جنگ آزمائی کرنی پڑی۔ یہ شخص سید محمود باشندہ کنڑ[52] تھا

۵۱ سنہ ۱۸۸۱ء مین۔

۵۲ ہندوستانی سرحد کے قریب کابل کے شمال و مشرق مین ایک صوبہ ہے۔ سید احمد جس نے کہ ہندوستان کی سرحد پر کچھ تکلیف دی تھی اسی سید محمود کا بیٹا ہے۔ گورنمنٹ ہندوستان نے اوسکا معقول وظیفہ مقرر کر دیا اور ۱۸۹۵ء مین وہ کابل چلا گیا۔ آجکل امیر کے مقربین مین سے ہے

وزیر محمد اکبرخان کا داماد اور اسلیئے شیر علی خان کی جماعت کا طرفدار تہا۔ میری تخت نشینی کے وقت اوس نے اپنے آپ کو شاہ کنر قرار دیا جو کہ اوس کا علاقہ سمجہا جاتا تہا کنر سے چہ میل کے فاصلہ پر ناوی نامی ایک پہاڑی پر اوس نے سکونت اختیار کی تہی اور جب مین قندہار کی طرف روانہ ہوا تو میری کنر کی سرکش رعایا سے چار یا پانچ سو ساتہی لیکر میرے ملک پر حملہ کیا۔ اِس بیوقوف کا خیال تہا کہ چار پانچ سو آدمیون کی امداد سے جن کے پاس صرف پُرانی وضع کی بندوقین تہین بادشاہ بن جائیگا۔ میری طرف سے سردار عبد الرسول خان اور میر شاکل نے اوس کا مقابلہ کیا لیکن وہ نہ لڑا اور اوسی پہاڑی پر واپس جاکر کنر کے جاہل جوشیلے لوگون سے سازش کرتا رہا۔ اس ذریعہ سے ایک بڑی جماعت اوس کے ہمراہ ہوئی اور چہ مہینے بعد اوس نے پہر بغاوت کی۔ اوسوقت مین فتح قندہار سے واپس آچکا تہا۔ غلام حیدرخان چرخی سپہ سالار اور عبد الغفور خان کو سید محمود سے مقابلہ کے لیئے مقرر کیا۔ میرا سپہ سالار میدان جنگ مین گہوڑے سے گر پڑا اور اوسکا پیر ٹوٹ گیا لیکن میرے بہادر سپاہی لڑتے رہے یہانتک کہ محمود مجبور ہوکر ہندوستان کی طرف بہاگا۔ غرضکہ اوسے قطعی شکست ہوئی اور جو لوگ کہ اوسکے معاون تہے اونکے مکان جلا دئے گیئے۔

اوسی سال یعنی ۱۸۸۱ع مین شیر خان پسر سیر احمد غلمانی نے اپنے تئین امیر شیر علی مشہور کیا اور لوگون کو بہکانا شروع کیا کہ اوسے امیر شیر علی تسلیم کرکے میری مخالفت کرین لیکن زیادہ فساد نہین کرنے پایا تہا کہ قید کرلیا گیا اور اوسی حالت مین مر ہی گیا۔

سنہ ۱۸۸۲ع مین مفصلۂ ذیل چہوٹی چہوٹی لڑائیان پیش آئین۔

دلاور خان والی میمنہ نے جو اپنے آپ کو ایوب خان اور شیر علی خان کے خاندان کا مددگار سمجہتا تہا جب دیکہا کہ ایوب خان نے مجہسے شکست کہائی اور اب اوس کی آزادی قایم نہ رہے گی اس لیے کہ

میمنہ میری قلمرو مین تہا تو اوسنے حتی الامکان اس امر کی کوشش کی کہ مجہسے دور اور علیحدہ رہے
اس خیال سے اوس نے پہلے روسی اہلکارون کو لکہا لیکن اون سے کسی قسم کی اعانت نہ پاکر
سر رابرٹ سینڈیمن گورنر جنرل بلوچستان کو خط بہیجا کہ برٹش گورمنٹ کا تابعدار ہون امداد
کیجائے وہان سے جواب ملا کہ امیر عبدالرحمن خان کی اطاعت قبول کرو اسلئے کہ شرائط کے مطابق
نہ تو انگریزی گورمنٹ اور نہ روسی حکومت افغانستان کے اندرونی معاملات مین دخل دیسکتی ہے
اس طرح وہ اپنی حماقت کا ثمرہ پانے کے لیے تنہا چہوڑ دیا گیا مین نے اپنے گورنر ترکستان محمد اسحاق
خان کو ہدایت کی کہ دلاور خان کی سرکوبی کے لیے فوج بہیجدے جسکی اوسنے تعمیل کی لیکن اطلاعاً
لکہا کہ والی میمنہ نہایت طاقتور ہے اوس کا مغلوب ہونا مشکل ہے میرا یقین ہے کہ اسحاق خان
مجہسے چال چل رہا تہا اور جس زمانہ مین کہ مین اوسے بڑا جان نثار و وفادار اہلکار تصور کرتا تہا وہ وقتی
نمکحرامی کرتا تہا - یہ خیال بعد کو صحیح ثابت ہوا -

میر یوسف علی سردار شغنان اور روشن[۱] پر بہی اسی سال فوج کشی کی گئی جس کے
اسباب یہ تہے -

گو میر یوسف علی نے آپ کو آزاد حکمران قرار دیا تہا تاہم اوسپر اوسنے قناعت نہ کی - اوسنے
خیال کیا کہ آیندہ مین اوسکا ملک اپنی عملداری مین شامل کرونگا - اسے روکنے کے لیے اوسنے
اولاً فرمانروائے خوقند سے نامہ و پیام کیا اور بعد کو گورمنٹ روس سے ڈاکٹر لا برڈ ریگل روسی

---

[۱] دو چہوٹی پہاڑی ریاستین ہین جنکی وسعت پامیر سے پنجہ یعنی جیحون بالا تک ہے - ان دونون
مین نہایت اتفاق ہے - میر شاہ یوسف علی انکا سابق فرمانروا شاہ خاموش کی اولاد سے تہا جو کہ تجارا
کے ایک درویش گزرے ہین اور ان ہی نے اہل شغنان کو مشرف باسلام کیا اور پہر اون پر حکمران ہوئے
وسط ایشیا کے دیگر سردارون کی طرح یہان کے دیسی فرمانروا بہی آپکو سکندر اعظم کی اولاد سے کہتے ہین
سکندر ذوالقرنین کے قصے اب تک جیحون بالا کے چارون طرف ملک مین مشہور ہین کہتے ہین کہ سکندر نے

سیاح کی اوسنے شغنان مین دعوت کی اور اوس سے یہ شکایت کی کہ امیر افغانستان میرے ملک کو اپنی عملداری مین شامل کرنا چاہتے ہین اور مین اپنے تئین زیر حفاظت گورمنٹ روس خیال کرتا ہون ٭ اپنی سازشون کی وجہ سے جو تکلیف کہ اوسنے مجھے دی تھی اوس سے مین اور زیادہ برداشت نہین کرسکتا تھا اور اسی فکر مین تھا کہ موقع پاکر اوسے اسکی سزا دونگا۔ اس مرتبہ میرے مخبرون نے جو کہ خوقند۔ روشن۔ شغنان اور بخارا مین ستے مجھے اوسکے ارادہ سے مطلع کیا اور کہا کہ اوس نے روسی گورمنٹ کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ ادنہون نے یہ بھی بیان کیا کہ اوسنے روسیون کو اپنے ملک مین بلایا ہے۔ یہ سنکر مجھے تشویش ہوئی اسلئے کہ اگر روسیون کا روشن اور شغنان پر قبضہ ہوگیا تو مین اونہین وہان سے نہ نکال سکونگا اور میری گورمنٹ محفوظ نہ رہے گی۔ اس لیئے مین نے جنرل قتال خان اور سردار عبد اللہ خان گورنر قطغان کو حکم دیا کہ میر یوسف علی پر فوج کشی کرین۔ تھوڑی سی لڑائی کے بعد میر قید کرلیا گیا اور معہ اپنے اہل وعیال کے کابل لایا گیا۔ اس کے بعد مین نے گلعذار خان قندہاری کو وہان کا گورنر مقرر کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کہ ایک روسی افسر آیونوف جسے میر نے فوج کے ساتھہ بلایا تھا پہونچا تو میرا گورنر پہلے ہی سے موجود تھا۔ اس حصۂ ملک پر روسی دعوٰی کئی سال تک رہا اور اِس کا صاف صاف تصفیہ صرف سر ڈیورنڈ کی سفارت کے زمانہ مین ہوا جو کہ ۱۸۹۳ء مین کابل آئی تھی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۴۔ دنیا کے تمام حصص فتح کرنے کے بعد اپنے اکابرین سے صلاح لی اور کہا کہ میرے لیئے ایک ایسی جگہہ تلاش کرو جہان کہ اوس زمانہ کے سلاطین نہ پہونچ سکین تا کہ اپنی اولاد کو مین وہان رکھون۔ مشیر کارون نے بدخشان کو منتخب کیا۔ تاریخ رشیدی ٭ ایک روایت یہ ہے کہ ایک مشہور ساحر نے جس نے کہ سکندر کی فتح بغداد مین امداد کی تھی خود سکندر پر جادو کیا اور درواز لیجا کر قلعۂ خم مین مقید کیا۔ کئی سال بعد سکندر کی بیٹی دیوا پری نے چڑیا بنکر اپنے والد کا پتہ لگایا اور سکندر کو رہا کیا ٭ ٹھولیر

ان صوبون پر قابض ہو کر مین نے اوس ظلم و تعدی کو بالکل موقوف کر دیا جو کہ میر کے زمانہ مین رعایا پر ہوا کرتا تھا اور غلامی کی سخت و ناقابل برداشت رسم کا بھی خاتمہ کر دیا۔ وہان کے سابق فرمانرواؤن کی بُری عادات و خصائل کا زائد ذکر مین نہین کرونگا اسلیئے کہ شروع کتاب مین اونکی کافی تشریح کر چکا ہون۔

سنہ ۱۸۸۳ء مین شنواری قبیلون نے جو جلال آباد کے جنوب و مشرق سٹرک پشاور کے اِدہر اُدہر آباد ہین اور جنہون نے امیران کابل کو ہمیشہ تکلیف دی ہے مجھے ازحد پریشان کیا۔ سالہا سال سے اونکی عادت تھی کہ قافلے لوٹ لیا کرتے تھے مسافرون کو قتل کر ڈالتے تھے اور دہقانون کا مال و متاع اور اونکے گلے چھین لیتے تھے۔ امیر شیر علی خان مرحوم کے زمانہ حکومت مین ان قزاقون کی لوٹ مار کی وجہ سے پشاور کی سٹرک نہایت خوفناک تھی۔ بلکہ کابل تک پوری سٹرک پر کوئی شخص بلا خوف جان و مال نہین جا سکتا تھا۔ اسلیئے مین نے ضروری سمجھا کہ اِن زیادتیون اور خطاؤن کو ٹھکانے لگانا چاہیے جنکا ہمیشہ اون لوگون کو خوف رہا کرتا تھا جو کہ اِن قبیلون سے کاروبار رکھتے تھے۔

سنہ ۱۸۸۳ء کے موسم سرما مین اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کو کابل کا گورنر مقرر کر کے خود جلال آباد گیا تاکہ وہان کی انتظامی حالت درست کرون اور امن و امان قائم کرون لہذا مین نے شنواریون کے سردار اور ملاؤن کو طلب کیا اور اون سے نہایت نرمی اور ملائمت سے دوستانہ طور پر یون گفتگو کی کہ خدا اور اوسکے رسول کی مرضی اور احکام کے خلاف ہے کہ تم دوسرے مسلمانون کا مال لوٹو اور رہزنی کرو۔ گو مین نے حتی الامکان اونہین اونکی خراب عادتون سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن استنے عرصہ دراز سے وہ غارتگری کے عادی ہو رہے تھے کہ میری اصلاح نے

اون پر مطلق اثر نکیا۔ یہ کہنا بھی بیموقع نہ ہوگا کہ شاہ احمد جو امیر شیر علی خان کے زمانہ مین جلال آباد کا گورنر تہا اون لوگون کو ہمیشہ سزا دیا کرتا تہا جو کہ شنواریون کی لوٹ مار کی شکایت کرتے تہے اور اس بنا پر کہ شکایت کرنے والے اوس مین اور شنواریون مین تفرقہ ڈالنے کے لیے ایسا کرتے ہین۔

آخرش اونکی سرکشی سے عاجز ہوکر اور یہ دیکھکر کہ میری فہمایش کا مطلق لحاظ نہین کرتے اور ملک مین اوسی طرح لوٹ مار جاری ہے مین نے اونکی سرکوبی کے لیے تیاریان شروع کین۔ اسی زمانہ مین نور محمد پسر سردار ولی محمد اور صالح خیل قبیلہ کے مشہور ڈاکو ساددو دادو شنواریون سے مل گئے جسکی وجہ سے اون کی جمعیت میری فوج کے مقابلہ مین پندرہ ہزار ہوگئی۔ مین نے غلام حیدر خان کو جو آجکل ترکستان کا سپہ سالار ہے۔ معہ تین پلٹن پیدل ایک رجمنٹ سوار اور دو باتری توپخانہ کے اون سے لڑنے کے لیے مقرر کیا۔ میری رعایا نے جو سڑک پشاور کے قرب وجوار مین آباد تہی درخواست کی کہ اوسے باغیون سے لڑنے کی اجازت دیجائے اسلیے کہ وہ اون کی لوٹ مار سے تنگ آگئی تہی لیکن مین نے انکار کیا اور کہا کہ یہ میرا فرض ہے کہ جو لوگ میری رعایا کے امن مین خلل انداز ہون اون کو سزا دون چار لڑائیان چار مختلف مقامات پر ہوئین۔ جن کے نام یہ ہین۔ حصارک۔ آچین۔ منگل۔ اور منگو خیل۔ انمین سے ہر لڑائی مین باغیون کو شکست ہوئی اور اون کے بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ اسکے بعد باقی باغی قبیلون نے میری اطاعت قبول کی۔ منگو خیل یا تو بالکل مارے گئے یا تتر بتر ہوکر بھاگ گئے۔

مین نے حکم دیا کہ جو باغی لڑائی مین مارے گئے تہے اون کے سرون سے دو بڑے بڑے مینار بنائے جائین۔ ایک جلال آباد مین اور دوسرا شاہ احمد کی سکونت کے مقام پر

جس سے کہ اونہین بھگایا تھا تاکہ اون میناروں کو دیکھکر لوگون کو عبرت ہو کہ جو لوگ مسافرون کو قتل کرتے ہین اونکو یہ سزا ملتی ہے۔ پشتو زبان کا ایک شعر ہے جس سے کہ شنواریون کی خصائل کا پتہ لگتا ہے۔ اوسکا ترجمہ یہ ہے۔

گر دو صد سال کشی رنج و دہی زحمت خویش ۔۔ مار و شنواری و عقرب نشود دوست بتو

اسی سال یعنی سنہ ۱۸۸۳ء کے آخر ہین منگل اور زرمت[۵۱] کے قبیلون نے بغاوت کی۔ اس بغاوت کے اسباب کا ذکر دوسری جگہہ کیا گیا ہے اور یہی بغاوت آیندہ خانہ جنگیون کا باعث ہوئی۔ اسکے علاوہ چند فراری[۵۲] بھی لوگون کے بھکانے کے بانی تھے جنرل سیف الدین کو سردار مقرر کرکے ایک فوج کابل سے بغاوت کے فرو کرنیکے لیئے بھیجی گئی یہ جنرل شیر علی خان کے اون کابل اور بیوقوف افسرون مین سے

---

۵۱ یہ دونون صوبے سلطنت افغانستان کے ماتحت کابل کے جنوب و مشرق مین سرحد ہندوستان کے قریب واقع ہین۔

۵۲ فراری کے لغوی معنی بھاگنے والے کے ہین یہ لفظ اصطلاح مین اسطرح استعمال ہوتا ہے۔ (۱) جو لوگ اپنے ملک سے بھاگ کر اپنی جان بچاتے ہین اونہین فراری کہتے ہین (۲) جو لوگ سرکاری حکم سے جلا وطن کردیے جائین وہ بھی فراری کہلاتے ہین اور بعض وقت اخراجی۔ (۳) وہ لوگ جو کہ اپنے سردار یا بادشاہ کے ساتھہ اپنا ملک چھوڑ کر کہین چلے جائین اونہین بھی فراری کہتے ہین مثلاً وہ سب لوگ اعلیٰ سے ادنیٰ تک جو امیر کے ساتھہ روس گئے تھے امیر کے فراری کہلاتے ہین اور نیز وہ لوگ جو اونکے رفیقون کے ساتھہ مثلاً بھائی ایوب خان ہندوستان مین یا اسحاق خان کے ساتھہ روس مین ہین دونون کے فراری ہین۔ (مولف)

سہا جواس امر کے عادی ہوگئے تھے کہ تنخواہ لیا کرین اور کوئی کام نکرین - اسی اصول پر عمل کرکے یہ شخص باغیون سے نہ لڑا اور اسوجہ سے اپریل ۱۸۸۴ء مین قید کرکے کابل واپس لایا گیا دوسری فوج زیر حکم جنرل قتال[۵۱] خان اور ملا یحیی[۱] اوسکی جگہہ بہیجی گئی کسیقدر لڑائی کے بعد باغیون کو شکست ہوئی اور اونہون نے میری اطاعت قبول کرلی - اوسوقت سے ابتک وہ میری نہایت صلح پسند رعایا ہین -

۱۸۸۴ء مین یہ ضروری معلوم ہوا کہ دلاور خان والی میمنہ کے حواس درست کئے جائین جس نے کہ اپنی خودمختاری کا اعلان کیا تہا اور جس کے مقابلہ مین محمد اسحاق خان نے فوج بہیجی تہی جسکا کچھ نتیجہ نہوا جیسا کہ کسی گذشتہ باب مین ذکر ہوچکا ہے اس مرتبہ مین نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اوسے علیحدہ رہنے کا موقع ندیا جاے اسلیئے مین نے حکم دیا کہ علیحدہ علیحدہ دو فوجین میمنہ پر چڑہائی کرین - ایک اون مین سے ہرات سے زیر کمان بریگیڈیر زبردست[۵۲] خان بہیجی گئی - جس مین ایک پلٹن ہراتی پیدلون کی چہ سو سوار اور چہہ توپین تہین -

---

۵۱ - ۱۸۹۵ء مین قضا کی - یہ مشہور سپہ سالار غلام حیدر خان کا بہتیجا تہا - غلام حیدر خان نے بہی ۱۸۹۵ء مین انتقال کیا -

۵۲ - یہ افسر اب ملازمت سے کنارہ کش ہوگیا ہے اوسکے والد میر عالم خان قندہار کے گورنر اور چہوٹے بہائی قابچی باشی یعنی دربار شاہی کے حاجبون کے سردار ہین - یہ ایک دوسرے درجہ کا عہدہ ہے اور اسین کام صرف شاہی درباریون کے لیے کرسیان وغیرہ آراستہ کرنا اور نیز اون کو حضور مین پیش کرنا ہے جو کہ شاہ سے ملاقات کرنا چاہین - اس محکمہ کا اول افسر میر عرض یا ایشک آقاسی کہلاتا ہے اس عہدہ پر اسوقت سردار عبدالقدوس خان فاتح ہرات جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے ممتاز ہین - جب سرکاری اہلکار یا سرکاری مہمان یا رعایا مین سے کوئی شخص سردار یا دوسرے ملک کے لوگ اپنے

پلنگ توش خان ایک جمشیدی سردار بہی معہ چہ سو ملیشیا سپاہیون کے زبردست خان کے ہمراہ گیا - یہ فوج ہرات سے بتاریخ ۱۰ - اپریل میمنہ روانہ ہوئی - ساتہہ ہی مین نے محمد اسحاق خان کو حکم دیا کہ بلخ سے پانچ ہزار سپاہی لیکر روانہ ہون - قلعۂ میمنہ نہایت مستحکم ہے لیکن چند روز کے محاصرے اور تہوڑی سی لڑائی کے بعد باغیون نے اطاعت قبول کرلی - دلاور خان اپنی حرکات بد کی وجہ سے قید کر کے کابل لایا گیا - میر حسین خان جو دلاور خان کی قید مین تہا رہا کیا گیا اور بجائے اوس کے میمنہ کا گورنر مقرر کیا گیا -

اوسی سال جبکہ در حقیقت مین کابل اور ممالکات افغانستان کا معہ اون تین صوبون کے مالک ہو چکا تہا جو وس سے علیحدہ ہو گئے تہے یعنی ہرات ایوب خان کے قبضہ مین تہا - قندہار شیر علیخان کے پاس تہا اور میمنہ دلاور خان کے پنجہ مین تو مین نے ضروری سمجہا کہ یہ سرحد بندی کی حدود کی نسبت دوسری سلطنتون سے تصفیہ ہو جائے - اس سرحدی معاملہ کا ذکر مین ایک علیحدہ باب مین کرونگا یہان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۹ - کسی کام سے لیئے یا بکار سرکار خود یا امیر کے طلب کردہ ملاقات کے لیئے آتے ہین تو دربار کے کمرے کے باہر قیام کے کمرے مین ٹھہرتے ہین اُسوقت نائب حاجب اونکا نام پوچہتا ہے اور ضرورت ہو تو ملاقات کی غرض دریافت کرتا ہے - نائب حاجب تمام حالات قاپچی باشی سے کہتا ہے یا اگر وہ غیر حاضر ہو تو ایشک اقاسی کو اطلاع دیتا ہے جو کہ ہر وقت صبح اوٹہنے کے وقت سے شب کو سونے تک امیر کے پاس رہتا ہے - اسکے بعد امیر کو اطلاع دیجاتی ہے اور وہ شخص یا تو اندر بلا لیا جاتا ہے یا ملاقات سے انکار کر دیا جاتا ہے - اسلیئے ہر شخص کو امیر تک قاپچی باشی یا ایشک اقاسی کے ذریعے سے جانا پڑتا ہے -

مولف

صرف اسیلئے اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اوسی کے متعلق ایک واقعہ کیوجہ سے ایک لڑائی لڑنی پڑی -

سلطنت برطانیہ وحکومت افغانستان نے روسی گورنمنٹ کے ساتھہ ایک سرحدی کمیشن مقرر کی کہ روس وافغانستان کے درمیان حدود بندی کی جاسے انگریزی سفارت کے افسر اعلی سر پٹر لمسڈن ستھے- اس کے متعلق واقعات متذکرہ ذیل قابل غور ہین -

اولاً یہ کہ روسی گورنمنٹ انگریزون کے ساتھہ میرا دوستانہ برتاؤ دیکھکر زیادہ خوش نہ تھی اور سمجھتی تھی کہ مین اوسکا مخالف ہون - لیکن مین اس کا اعتراف کرتا ہون کہ جو عنایت ومہربانی کہ روسیون نے مجھپر کی جس زمانہ مین کہ مین اونکی عملداری مین تھا اوسے مین ہرگز نہین بھولا ہون - تاہم مجھے انگریزون کے ساتھہ دوستانہ سلوک رکھنا فرض ہے اور یہ دو سبب سے - (۱) چونکہ مجھسے اور اون سے اقرار نامہ ہو چکا ہے اور (۲) میرا اور میرے ملک کا اس مین فائدہ ہے -

دوم - روسیون کو بُرا معلوم ہوا کہ گورنمنٹ افغانستان نے اتنی جرارت کی کہ حدود بندی کے ذریعہ سے اونکی دست درازی روکنے کی تدبیر کی -

سوم - وہ چاہتے ستھے کہ روس وافغانستان اپنی سرحد کا تصفیہ آپسمین کرلین انگلستان افغانستان کی طرف سے دخل ندے -

چہارم - میرا راولپنڈی جانا روس کو نہایت ناگوار ہوا تہا اسیلئے کہ انگریزون کے ۱۸۸۰ء مین کابل سے چلے آنے پر روسی اخبارون نے مشہور کیا تہا کہ انگریز اپنی خوشی سے اور عبد الرحمن سے صلح وآشتی کے ساتہہ وہان سے واپس نہین آئے ستھے بلکہ شکست کہا کر بہاگے ستھے - یہہ راولپنڈی جانے کی ایک خاص

وجہ یہ تھی کہ مین ان غلط بیانیون کی تردید کرنا چاہتا تہا اور روسیون کو دکہلانا چاہتا تہا
کہ مین انگریزون کا دوست ہون - نیز یہ کہ میرے اور سلطنت برطانیہ کے تعلقات
پیشتر سے بہی زیادہ پختہ ہوگیے ہین -

متذکرہ بالا وجوہ سے اور نیز اوس معمولی پالیسی کی وجہ سے جسکے مطابق روسی
مشرق کی طرف پیشقدمی کرتے ہین - روسی فوج کا ایک دستہ پنج دہ کی طرف
بڑہا - مجہے اِس خطرہ کا پہلے سے خیال تہا اور اس لیے مین نے مناسب
سمجہا کہ ایک بڑی فوج بہیجدون کہ روسیون کو پنج دہ پر قبضہ کرنے سے باز رکہے جیسا کہ
مین نے اس سے پیشتر بہی شغنان و روشن فوج بہیجکر آئیونوف کو باز رکہا تہا -
لیکن جسقدر زیادہ مین نے اس ضرورت کو انگریزی گورمنٹ کے ذہن نشین کرنا
چاہا اوسیقدر میری درخواست کی کم شنوائی ہوئی - انگریزون نے جوجواب دیا وہ
یہ تہا " جبکہ افغانی فوج کے قبضہ مین ہے - روسیون کی مجال نہین کہ اوسے
چہوسکین " صرف یہی نہین بلکہ پنج دہ کی حفاظت کے متعلق انگریزون نے یہانتک
اطمینان دلایا کہ بتاریخ ۱۲ نومبر ۱۸۸۴ع - سر پیٹر لمسڈن نے مجہے خط لکہکر ذمہ داری کی
کہ روسی اور افغانی فوجون مین لڑائی نہ ہونے دینگے - اس درمیان مین روسی فوج
تیزی کے ساتہہ آگے بڑہتی گئی - اور ۱۳ مارچ ۱۸۸۵ع کو غزل پتہ پہونچکر اوس مقام
کو مستحکم کیا - افغانی فوج دریاے جیحون کی بائین جانب بمقام آق پتہ تہی - اس
مین صرف ایک سو چالیس توپچی - چار برچی اور چار کوہی توپین اور تہوڑے پیدل
تہے - ۳۰ مارچ کو افغانی فوج پل خشتی پر تہی اور روسی فوج ایک میل کے فاصلہ
پر غزل پتہ تہی - ۲۹ مارچ کو جنرل کمروف نے افغانی جنرل کو پیغام بہیجا کہ اپنی فوج
دریا کے داہنے کنارہ کی طرف ہٹا لو ورنہ لڑائی ہوگی اور افغانی فوج پر حملہ

کیاجائیگا۔

اسوقت تک انگریزی سفارت کے افسر اور سپاہیون نے میری فوج کے افسرون کو ہرطرح یقین دلایا تہا کہ اگر تم اپنی جگہہ سے نہ ہٹو تو مجال نہین کہ روس تم پر حملہ کرے اور اگر بلا تمہاری جانب سے زیادتی ہوئے روسی فوج نے لڑائی چہیڑدی تو گویا دونون طاقتون مین جو معاہدہ ہے اوس کے خلاف ورزی کارروائی ہوگی جس کا کہ روسیون کو ذمہ وار ہونا پڑے گا۔ میرا جنرل غوث الدین خان جس کو مین نے سخت تاکید کی تہی کہ خلاف صلاح افسران سفارت انگریزی کوئی کام نکرے اونکے وعدون کی وجہ سے مطمئن ہوکر اپنی جگہہ سے نہ ہٹا۔ دوسرے دن ۳۰۔ مارچ کو روسی فوج کے پورے بریگیڈ نے اوس تہوڑی افغانی فوج پر حملہ کیا اور انگریزی اہلکار یہ سنکر معہ اپنی فوج اور دوسرے ساتہیون کے ہرات کی طرف بہاگ گئیے۔

جنرل غوث الدین خان اور میری فوج کے دیگر افسرون نے انگریزی اہلکارون کو اونکے وعدے یاد دلائے اور کہا کہ ہمین تنہا لڑنے کے لیئے نہ چہوڑو لیکن اس سے انگریزون کا بہاگنا موقوف نہوا۔ افغانون نے یہانتک کیا کہ انگریزون سے روسیون کے مقابلہ کے لیئے بندوقین مانگین اسلیئے کہ روسی بریچ لوڈر افغانی بندوقون سے بہتر تہین۔ دوسرے افغانون کی بندوقین اور بارود بارشس اور رطوبت کی وجہ سے بہی خراب ہورہی تہین اور زیادہ بیکار آمد نہ تہین۔ لیکن انگریزون نے جنہون نے کہ امداد کا وعدہ کیا تہا بندوقین دینے سے انکار کیا اور ان تہوڑے سے بہادر افغانون کو تنہا لڑنے اور میدان جنگ مین مارے جانے کے لیئے چہوڑکر آپ بلا تامل ہرات کی طرف بہاگ گئیے۔ مین نے ایک اور حکایت بہی سنی ہے گو مین اوس کے صحیح ہونے کی ذمہ داری نہین کرتا وہ یہ ہے کہ انگریزی

فوج اور اہلکار اسقدر خوف زدہ ہوکر اور گہبراکر سراسیگی کے ساتہہ بہاگے کہ دوست
دشمن مین تمیز نکرسکے اور شدت سردی سے اونکے بعض ہندوستانی ملازم
ہتہون سے گر پڑے اور مر گئے۔ بعض اہلکار بہی اپنے گہوڑون سے گرے
لیکن مین اون کے نام نہ لونگا۔ مگر افغانی فوج کے بہادرون نے جنہین کہ اپنے
افغان ہونے کا فخر تہا اپنی عزت اسی مین سمجہی کہ اسقدر لڑے کہ بہت سے اونمین
سے مارے گیئے یا زخمی ہوے۔ لیکن افسوس کہ خراب بندوقون اور اپنی قلیل التعدادی
کی وجہ سے وہ کچہہ نہ کرسکے اور شکست کہا کر صرف تہوڑے سے ہرات پہونچے۔
انگریزون کے اس سلوک نے افغانون کے دلون مین اون کی عزت و وقعت کم کردی
ہے اور اوس کا اثر آجتک باقی ہے۔ مین نے اپنی قوم کو یہ یقین دلانے کی نہایت
کوشش کی کہ اُسوقت مسٹر گلیڈ سٹون لبرل پارٹی کا سردار تہا اور انگلستان کی
گورنمنٹ اوسی کے ہاتہہ مین تہی یہی وجہ تہی کہ ایسی کمزور پالسی اختیار کی گئی ورنہ انگریزون
نے ضرور روسیون سے اس کا عوض لیا ہوتا۔ لیکن میری قوم نے اسے باور
نہ کیا اور کہا کہ آیندہ اگر ہم کسی دشمن سے لڑین تو ہمکو کیسے معلوم ہوگا کہ لبرل یا کنسرویٹو
جماعت کی حکومت ہے۔ نیز یہ کہ اگر لبرل پارٹی ہماری امداد نہین کرسکتی تہی تو انگریزی
فوج اور سرداران سفارت نے ہم سے کیون نہ کہدیا کہ اخیر وقت مین وہ بہاگ
جاینگے۔ کیونکہ اگر ہمین معلوم ہوتا کہ انگریز وعدہ خلافی کرینگے تو بہ نظر حفظ ماتقدم ہم نے
کوئی دوسرا انتظام کیا ہوتا۔ ماہ دسمبر سے جبکہ ان باتون کی ابتدا ہوئی ۳۰۔ مارچ تک
افغانی فوج کابل سے ہرات پنجدہ کی حفاظت کے لیئے باسانی پہونچ گئی ہوتی گو
کابل سے فوج بہیجنے کی کوئی ضرورت نہ تہی اس لیئے کہ ہرات اور ترکستان مین
کافی فوج موجود تہی۔ غرضکہ روسیون نے بتاریخ ۳۰۔ مارچ ۱۸۸۵ع جبراً پنجدہ پر قبضہ

کرلیا اور چونکہ اب تک اوسے واپس لینے کی کسی مین طاقت نہوئی وہ ابتک روسی قبضہ مین ہے۔

مین اوس زمانہ مین لارڈ ڈفرن کے ساتھ بمقام راولپنڈی اسی قسم کے معاملات پر بحث کر رہا تھا اور اوسی شام کو جبکہ لارڈ موصوف نے مجھے اس امر کا یقین دلایا تھا کہ اگر روسی افغانی عملداری مین قدم رکھینگے تو گورنمنٹ انگلسی ضرور میری مدد کرے گی روسیون کے پنج دہ کے لینے کی خبر خود لارڈ ڈفرن نے میرے پاس بھیجی - لیکن مین وہ شخص نہین ہون کہ گبہرا جاؤن - آئندہ کے لیے اسے عمدہ سبق سمجھکر مین خاموش ہو رہا۔[۵۱]

اوسی ۱۸۸۵ء مین مین نے حکم دیا کہ اہل غلمان زیر حکومت افغانستان لائے جائین

[۵۱] ۱۸۹۵ء مین جبکہ مسٹر کرزن (اب لارڈ کرزن وائسرائے ہند) امیر سے گفتگو کر رہے تھے مجھے اپنے فرمانروا یعنی امیر اور اونکے درمیان ترجمان ہونے کا فخر حاصل ہوا - اثنائے کلام مین امیر نے واقعہ پنج دہ کا ذکر کسیقدر تیزی اور سختی سے کیا لیکن مذاق و تفریح کے جامہ مین - تعجب کا مقام ہے کہ مسٹر کرزن نے بھی یہی جواب دیا کہ اون کی پارٹی کی اوسوقت گورمنٹ نہ تھی بلکہ مسٹر گلیڈسٹون کی - یہ سنکر امیر کہلکھلا کر ہنسے اور کہا "مجھے افسوس ہے کہ مین پیغمبر نہین ہون اور نہ مجھے الہام ہوتا ہے جو یہ معلوم کرسکون کہ اگر پہر کبھی مجھپر مصیبت آئے تو اوسوقت لبرل یا کنسرویٹو گورمنٹ ہوگی - پہر ابھی یہ بھی ثابت ہونا باقی ہے کہ وقت پڑنے پر کنسرویٹو گورمنٹ لبرل گورمنٹ کی طرح کارروائی کرے گی یا اوسکے خلاف" امیر ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ برٹش گورمنٹ کے انتظام مین ایک بات نہایت عقلمندی کی یہ ہے کہ جب کبھی غلطیان ہوتی ہین تو ایک نہ ایک پارٹی ایسی ہوتی ہے کہ جسپر تمام الزام عائد کیا جاسکے۔

(مولف)

غلمان اون پہاڑون کی چوٹی ہے جو کہ صوبہ لغمان[۵۱] کے شمال و مشرق مین واقع ہین -
مین چاہتا تھا کہ اہل غلمان میری حفاظت مین با من و امان رہین اور اپنے ذاتی معاملات
مین اونہین آزادی ہو لیکن اس کے ساتھہ ہی اون کا ملک فتح کرنے کی
ایک خاص وجہ اور تھی - وہ یہ کہ ہر شخص جو کہ جلال آباد[۵۲] کے قرب و جوار مین بغاوت
یا خون کرتا یا دوسرے جرائم کا مرتکب ہوتا وہ اسی کوہ غلمان کی چوٹیون پر پناہ گزین ہوتا تھا -
کوئی سڑک وہان تک نہ تھی - نہ تو وہان توپین جا سکتی تہین اور نہ سوار اور پیدل
چلنے والون کے لیئے نہایت تنگ راستہ تہا جسکی دونون طرف بڑے
گہرے غار تھے - یہ راستہ اس قدر تنگ تہا کہ ایک ہی وقت مین صرف ایک

[۵۱] یہ ایک نہایت زرخیز اور شاداب حصۂ ملک ہے جو کہ جلال آباد اور کابل کے درمیان پشاور کی سڑک
کے شمال مین واقع ہے یہ لغمان کے نام سے مشہور ہے جو کہ لمقان سے بگڑا ہے افغانی مورخون
کا یہ بیان ہے کہ طوفان نوح کے بعد جو شخص سب سے پہلے زمین پر اوترا وہ حضرت نوح علیہ السلام
کے ایک بیٹے مہتر لامق نامی تھے اور اون ہی کے نام سے یہ صوبہ مشہور ہے - لمقان کے قصبہ مہندرا
کے قریب ایک بڑی قبر ہے جو لام یا لامق پیغمبر کی بیان کی جاتی ہے یہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ رعایت کہان
تک صحیح ہے - لیکن کابل مین عام طور پر لوگون کو یقین ہے کہ جب شیطان بہشت سے
نکالا گیا تو وادی لغمان مین پہنکا گیا اور اہل کابل کے نزدیک یہی وجہ ہے کہ لغمان کے لوگ بڑے فریبی
اور دغا باز ہوتے ہین - لیکن لغمانی کہتے ہین کہ شیطان اسمار نامی پہاڑی پر پہلے اوترا جو کہ شہر کابل
کے مغرب مین واقع ہے اور اسیلئے کابلی لغمانی کی بہ نسبت زیادہ چالاک ہین زیادہ تر لوگون کا یہی
یقین ہے کہ سب سے پہلے آخر الذکر مقام پر شیطان زمین پر اوترا میرے نزدیک اہل لغمان افغانستان
کی تمام قومون سے کاروبار مین زیادہ ہوشیار ہین لیکن شیطان واقعی کہان پہلے اوترا اسکا تصفیہ وہ خود آپس مین کر لین

[۵۲] کابل و پشاور کے درمیان یہ خاص شہر ہے اور فوج کا ہیڈ کوارٹر ہے - شاہنشاہ اکبر

شخص اوسپر چل سکتا تہا اور ایک بڑی فوج کے مقابلہ مین دو تین آدمی اوپر سے پتہر لڑہکا کر آسانی سے اوس کی پیشقدمی روک سکتے تہے اس لیئے کہ کتنی ہی بڑی فوج کیون نہو صرف ایک ایک کر کے اوس راہ سے سپاہی گذر سکتے تہے - یہی اہل غلمان کے مضبوط ہونے کا سبب تہا اور یہی وجہ تہی کہ اس سے پہلے کوئی اونہین مغلوب نہین کر سکا تہا -

میری فوج کے سردار یہ تہے - غلام حیدر خان توخی سپہ سالار - دوست محمد خان جبار خیل جو اسوقت نابینا ہے - میر شاہ گل جو آجکل میری ملازمت مین ہے - محمد گل خان جبار خیل جس نے ۱۸۹۶ء مین قیدخانہ مین انتقال کیا - اور محمد افضل خان جبار خیل جو نیز انتقال کر چکے ہین - ان کے ماتحت دو قسم کے سپاہی تہے ایک تو باقاعدہ اور دوسرے ملیشیا کے جو کہ پہاڑی قومون کے تہے اور پہاڑکی چڑہائی مین اونہین خاص ملکہ تہا - اندہیرے مین افسرون نے ان سپاہیون کو رسون کے ذریعہ سے پہاڑیون کی ایک چوٹی پر کہینچا اور اوس راہ کے قریب نہ گیئے جس پر کہ باغی قابض تہے - اور اس طرح بلا دشمن کو خبر ہوئے اونہون نے اپنی فوج ایک جگہہ جمع کر لی اور حملہ کیا - باغیون کی تعداد زیادہ نہ تہی صرف ایک ہزار خاندان جو کہ وہان کی پوری آبادی تہی - تہوڑی سی لڑائی کے بعد اونہین شکست ہوئی اور اونہون نے اس وعدہ پر صلح کر لی کہ آیندہ بے شر و فساد صلح کے ساتہہ زندگی بسر کرینگے -

لیکن ۱۸۸۶ء مین اونہون نے یہ عہد و پیمان توڑ ڈالا اور دہ ہو کا دیکر میرے ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۶ - نے اسے آباد کیا تہا اور پہلے جلال الدین کہلاتا تہا لیکن اب اون ہی کے نام سے جلال آباد کہلاتا ہے -

(مولف)

لفٹنٹ کرنل اور دو سو سپاہیون کو جو وہان مقیم تھے قتل کیا - اس مرتبہ میرے سپہ سالار نے حملہ کر کے اون کا ملک فتح کر لیا اور وہان کے سب باشندون کو نکالکر ایک شخص بھی نرہنے دیا - اون کے ملک کے عوض مین اونہین اور زمین گرشک - زرنج اور خوست مین وطن سے دور دیگئی اور اونکی جگہہ لمغان اور دیگر صوبون کے باشندے آباد کیئے گئے - اس طرح اس جھگڑے کا ہمیشہ کے لیئے تصفیہ ہو گیا - [۵]

سنہ ۱۸۸۶ء و ۱۸۸۷ء کی عام بغاوت

میری تخت نشینی کے زمانہ سے جو لڑائیان آجتک ہوئین اون مین سے بعض تو بعض مختصر تہین اور نہایت تیزی کے ساتھہ بلا زیادہ تردد کے معمولی فوج و توجہ کے ساتھہ طے کردی گئین اور کوئی نتیجہ بد اون سے نمودار نہوا - لیکن چند خراب و خطرناک

[۵] افغانستان مین عام طریقہ جلاوطن کرنیکا یہ ہے کہ جب کوئی قبیلہ یا خاندان کسی ایسی سازش یا بغاوت یا اور کوئی سنگین جرم کا مرتکب ہوتا ہے کہ جس سے عام بغاوت کا خوف ہو تو اوسے اوس صوبہ یا مقام سے جہان وہ سکونت رکھتا ہے علیحدہ کر دیتے ہین اور کسی دوسری جگہہ بہیج دیتے ہین - اس نئے مقام پر اوسے زمین اور مکان اوسی قیمت کے دیئے جاتے ہین جیسے کہ اوس نے وطن مین چہوڑے ہون - بعض وقت اس قاعدہ کے خلاف بہی عملدرآمد ہوتا ہے مثلاً امیر کے وہ مخالفین جن کے احباب ہندوستان و روس مین اقامت گزین ہون اپنے اون ہی احباب کے پاس بہیج دیئے جاتے ہین -

(مؤلف)

تھین - علاوہ برین تمام ملک مین عام بغاوت کے آثار معلوم ہو رہے تھے جن سے چار لڑائیان پیدا ہوئین اور وہ یہ تھین - (۱) ۱۸۸۱ء مین محمد ایوب خان سے قندہار مین لڑائی ہوئی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے - اس وقت جاہل ملاؤن نے تمام لوگون کو بھڑکایا تھا کہ مجھسے مذہبی لڑائیان لڑین لیکن اس مین اونھین ناکامیابی ہوئی (۲) غلزیون کی بغاوت جس کا بھی ذکر کرونگا تقریبًا دو سال تک قایم رہی (۳) محمد اسحاق خان کی بغاوت ترکستان مین ۱۸۸۶ء مین ہوئی (۴) ہزارہ جات کی عام بغاوت جو ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۳ء مین ہوئی - ہزارہ جات اور محمد اسحاق خان کی بغاوتون کا حال بعد کو لکھا جائیگا - اس وقت صرف عام غلزئی[۵۱] بغاوت کی کیفیت سے سروکار ہے -

اس عام بغاوت کے اسباب اور اون سے جو نتائج پیدا ہوے وہ یہ تھے -

(۱) پہلا سبب جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہون یہ تھا کہ شیر علیخان اور یعقوب خان کے زمانہ مین

[۵۱] غل پشتو زبان مین چور کو کہتے ہین اور زئی بمعنی بیٹا - اس لفظ کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کیجاتی ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک افغان بادشاہ کی لڑکی میر حسین نامی شاہزادہ پر عاشق ہوئی جو کہ جلاوطن کیا ہوا تھا اور بلا اطلاع اپنے والد کے اوس سے شادی کرلی - اس شادی سے ایک لڑکا پیدا ہوا - شاہ نے جب اس لڑکی کی نسبت تحقیقات کی تو اوسکی لڑکی نے کہا کہ چونکہ کوئی شخص نہین جانتا تھا کہ میرا شوہر شاہزادہ ہے اور اسیلیے آپ ظاہرا ایک معمولی شخص سے میری شادی کرنے سے انکار کرتے حالانکہ مین جانتی تھی کہ وہ میرا ہم پایہ ہے مین نے آپکو مطلع نکیا - بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ تمھارے لڑکے کا نام اس صورت مین غلزئی ہونا چاہیے اور تب سے اوس لڑکے کی اولاد غلزئی کہلاتی ہے اور اس وقت ملک مین ایک بڑی دلیر اور طاقتور قوم شمار کی جاتی ہے - اس قبیلہ مین عمومًا عورتین خود اپنے سیئے

اونکے خراب انتظام اور کمزوری کی وجہ سے تقریباً ہر ملا و خان اپنے آپکو مطلق العنان سمجھتا تھا اور وہ لوگ اپنے تئین شاہزادے و پیغمبر تصور کرتے تھے۔ خصوصاً غلزئی ملا و خان اس بارہ مین سب سے اول تھے۔ افغانستان مین سب سے زیادہ طاقتور، جنگجو اور شجیع تھے۔ تعداد مین بھی ملک کے سب سے بڑے تین قبیلون مین انکا شمار تھا یعنی دُرّانی۔ ہزارہ اور غلزئی ترکمان بھی تعداد مین زیادہ ہین۔ بعض کہتے ہین کہ ہزارہ بھی انکو نہین تو مے سے ہین لیکن افغانی قبیلون مین وہ داخل ہین اسلیئے کہ تمام ملک مین پھیلے ہوئے ہین۔ اور ترکمانون کی طرح علیحدہ نہین ہین۔ غلزئیون مین بڑے ذی اختیار و باوقار خوانین تھے اور اونکے پاس رہنے والے لوگ بھی زیادہ تھے۔ یہ خوانین اور اونکے سپاہی بڑے ظالم و جابر تھے اور اپنی رعایا کے ساتھ نہایت جور و تعدی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اونکے بیحد اختیارات۔ ضرورت سے زیادہ ٹیکس۔ لوٹ مار و غارتگری۔ قافلون پر حملے۔ آپس کی متواتر خانہ جنگیان اور عام طور پر خونریزی یہ سب باتین وہان کے لوگون ہی پر صرف عیان نہ تھین بلکہ اظہر من الشمس تھین۔ اسلیئے یہ لازمی امر تھا کہ چونکہ مین اپنی آنکھون کے سامنے اس قسم کا برتاؤ ہرگز جائز نہین رکھہ سکتا تھا وہ مجھسے نفرت کرین اور میری حکومت تہ و بالا کرنے کے لیے کوئی دقیقہ نہ اوٹھا رکھین۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎

اژان مار بر پای راعی زند	کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ

(۲) مین نے شیر خان توخی غلزئی کو جس نے ۱۸۸۱ء مین بغاوت کی تھی قید کیا تھا جسکا کسی پچھلے باب مین بیان ہوچکا ہے اور اسوجہ سے اوس کے اکثر احباب اور ہمسایہ مجھسے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹۔ شوہر منتخب کرتی ہین اور حرم سرا مین بند نہین رہتین شوہر کے انتخاب و نسبت کرنے اور شادی کی رسوم عجیب و غریب و نہایت دلچسپ ہین جن کا ذکر مین نے اپنی کتاب موسومہ رسوم شادی و طرز معاشرت افغانان مین کیا ہے اور جسے کہ جلد شایع کرنے والا ہون۔ (مؤلف)

ناخوش تھے۔

(۳) عصمت اللہ خان اور دیگر غلزئی خوانین امیر شیر علیخان کے خاندان سے دوست یا رشتہ دار تھے اور اسیلئے میرے مخالفین سے ملے ہوئے تھے۔ مختلف قبیلون مین وہ سازش کر رہے تھے۔ جبکے لیئے عصمت اللہ خان سنہ ۱۸۸۲ء مین گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ غلزئی سردار تھا اور لوگون کے بہکانے مین شریک تھا۔

(۴) مشک عالم مشہور ملا جسے مین موشِ عالم کہا کرتا تھا۔ (اور یہ اوس کے اصل نام کی بہ نسبت زیادہ تر مناسب و موزون تھا اس لیئے کہ اوس کا چہرہ بالکل موش کی طرح تھا اور اوسکی حرکات اس سے بھی ذلیل تر) اون مصنوعی غازیون کے ساتھ ملگیا تھا جو کہ رعایا سے جبراً روپیہ لیتے تھے یہ لوگ اپنے تئین غازی اور ملا اس لیئے کہتے تھے کہ عوام الناس کی نظرون مین معزز و باوقار معلوم ہون۔ چونکہ وہ خود غلزئی تھے اور مین نے اِن بیہودہ باتون کو موقوف کردیا تھا اونہون نے اپنے اوس اثر کے ذریعے سے جو اونہین قوم غلزئی کے جاہل اور وحشی لوگون پر تھا مجھے تکلیف دینے کی کوشش کی۔ کئی سال تک وہ اس قسم کی سازشین کرتے رہتے اور آخرش اونہون نے آتش بغاوت بھڑکائی جس کی وجہ سے بہت کشت و خون ہوا اور ہزارون شخص تباہ ہوئے[۱]

[۱] امیر ہمیشہ کہا کرتے ہین کہ اس دنیا مین جتنی لڑائیان وکشت وخون یا اہل ملاؤن کی وجہ سے ہوا ہے اور کسی فرقہ کے ذریعے سے نہین۔ اون کا یہ بھی قول ہے کہ افغانستان مین ترقی کے مانع ہمیشہ یہی لوگ رہے ہین اسلئے کہ مذہب کے پیرایہ مین اس قسم کی تعلیم لوگون کو دیتے رہتے ہین جو کہ عقائد و اصول اسلام کے بالکل خلاف ہے چونکہ یہ جھوٹے مقتدا اسے مذہب ہین جس قدر جلد نیست و نابود کردیئے جائین بہتر ہوگا۔ امیر نے ایک یا دو بار ملاؤن کی داڑھیان ایک دوسرے سے باندھکر پاؤن مین رسی باندھکر کھینچنے کا حکم دیا ہے۔

(مولف)

خدا نے تعالی قرآن شریف مین فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ افسوس کہ ملاؤن کے افعال ہمارے مذہب کی تعلیم کے بالکل خلاف ہین -

(۵) مین نے حکم دیا تہا کہ بقایا مالگذاری وصول کیجائے اور لوگ اوسے دینا نہین چاہتے ستے -

(۶) افغانستان کی طرح ایک ملک مین جہانکہ خزانہ خالی تہا اور دخلی اخراجات اور نیز سرحدی مقامات کی حفاظت واستحکام کے لیئے قلعون وغیرہ کے بنانے اور درست رکہنے کی - اسلیئے ضرورت تہی کہ بڑے طاقتور ہمسائے ہمیشہ بہوکے گِدہ کی طرح کمزور شکار کے ہضم کرنے کے منتظر و مشتاق رہتے ہین روپیہ بہت زیادہ درکار تہا - تمام ملک کی آمدنی کا تقریباً نصف حصہ گورمنٹ بطور وظائف کے ملاؤن - سیدون اور دوسرے بیشمار ولیون اور متبرک پیشواؤن کو جو پیر کہلاتے ستے دیا کرتی تہی - اسکی وجہ سے دوہری تباہی اور کمزوری گورمنٹ کی ہوتی تہی - اولاً یہ کہ نصف آمدنی ایسے لوگون کو دی جاتی تہی جن کو کہ کوئی حق اوسکے لینے کا نہ تہا اور اوسکے عوض کسی قسم کی خدمت نہین کرتے ستے - دوسرے اس سے لوگون کو ترغیب ہوتی تہی کہ کاہلی و بیکاری کی زندگی بسر کرین - اور بلا محنت کے گورمنٹ سے روپیہ وصول کرین گویا کہ اِن بیکار شخصون کو اس بات کا انعام دیا جاتا تہا کہ وہ نہ تو اپنی ذات کو کوئی فائدہ پہونچا سکتے ستے اور نہ اپنے ملک کو - ان وظائف کو جنکا سرکاری خزانہ پر سخت بار تہا مین نے یک قلم موقوف کر دیا - اور حکم دیدیا کہ تنخواہین صرف اون لوگون کو دی جاینگی جو اپنی لیاقت کے مطابق کام بہی کرینگے اور اونہین اپنا حق ثابت کرنے کے لیئے ایک قسم کا امتحان بہی دینا پڑیگا - اس طریقہ سے اِن تمام خود بین حضرات کے وظیفے معہ موشِ عالم کے خاندان اور نیز اس قسم کے دوسرے چوہون کے موقوف کر دیئے گئے - یہ روپیہ اون بہادر سپاہیون کو دیا گیا جو کہ اِن ذلیل و نقصان رسان چوہون کے مارنے کے لیئے مقرر کیئے گئے تاکہ

ناجائز طور پر جبراً روپیہ وصول کر کے لوگون کے مکانون مین سوراخ نکرین۔

اس کارروائی سے ملاؤن ۔ پیشوایان دین ۔ اور مصنوعی ولیون مین ایک تہلکۂ عظیم برپا ہوا ۔ بڑے زور شور سے شکایتین ہونے لگین اور جس بغاوت کا مین ذکر کر رہا ہون وہ اسی حکم کا نتیجہ تہی ۔ لیکن خوش قسمتی سے اس فساد کی وجہ سے مجہے ہمیشہ کے لئے تمام چوہون سے نجات ملگئی ۔ پہلی کوشش جو ان لوگون نے میری حکومت کے تہ و بالا کرنے کے لئے کی اوسکی اطلاع مجہے اپریل سنہ ۱۸۹۶ء مین ہوئی جبکہ اونہون نے ایک خط سر اولیور سنجن کے ذریعہ سے ہر مجسٹی ملکہ معظمہ انگلستان کے پاس بہیجا ۔ اس خط مین غلزئیون نے لکہا تہا کہ ۔

" اگر آپکا کبہی ایسا ارادہ تہا کہ جور و تعدی سے دبے ہوئے اور شکستہ حال و افسردہ خاطر باشندگان افغانستان کو آپ فائدہ پہونچائین اور اونکی امداد کرین تو اس سے بہتر اور کوئی موقع نہین ہو سکتا جو کہ اسوقت حاصل ہے ۔ لیکن بلا توقف ہماری مدد کیجئے "

مجہے یہ نہین معلوم کہ یہ خط گورمنٹ برطانیہ کے کسی معتبر اہلکار تک بہی پہونچا یا نہین لیکن یہ جانتا ہون کہ باغیون کو اس کا کوئی جواب نہ ملا ۔ علاوہ برین اونہون نے ایوب خان کی دعوت کی کہ ایران سے آکر اون کے ساتہہ شریک ہون لیکن ملک مین داخل ہونے کے لئے اونکی تمام کوششین بیکار ہوئین ۔ اس کی تفصیل آگے چلکر ہوگی اور کیا کیا کارروائیان باغیون نے کین اون سے مجہے سروکار نہین ۔ لیکن اسقدر تو یقینی امر ہے کہ جب خفیہ سازشون مین کامیابی نہوئی تب اُنہون نے علانیہ میرے مقابلہ مین ہتیار اوٹہائے جس کا اب ذکر کرتا ہون ۔

سنہ ۱۸۸۶ء کے موسم خزان مین یہ لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ شیر خان پسر میر احمد نے پسر سردار گل محمد خان نبیرہ سردار کہندل خان قندہاری کو جب کہ وہ قندہار سے کابل

آرہا تھا ایک مقام پر جو کہ موشکی اور چارده کے درمیان واقع ہے قتل کیا اور اوس کی زوجہ و دیگر اعزا و مال و متاع کو لیگیا - دوسرا حملہ آندری و ہوتکی غلزئیون نے بمقام موشکی ایک دُرّانی پلٹن پر کیا جو کہ زیر حکم مرزا سید علی قندہار سے کابل جارہی تھی اور چونکہ حال ہی مین بہرتی ہوئی تھی ابھی اوسی ہتیار نہین ملے تھے - اس حملہ مین غلزئیون نے ایک سو چالیس سرکاری شتر - اسّی خیمے اور تین ۳ ہزار روپے لوٹے اون کی ان حرکتون کو سنکر اور چونکہ ملا مشک عالم بھی اوسی قبیلہ کا تھا مین نے جنرل غلام حیدر خان توخی - حاجی گل خان کمیدان (اب برگیڈیر ہے) اور کرنل محمد صادق خان (اب قندہار مین برگیڈیر ہے) کو معہ دو پلٹن پیدل - چار رجمنٹ سوار اور دو باٹری توپخانے اونکی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا - یہ فوج فوراً نی پہونچی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیان دہن شیر و نانی دو مقامات پر ہوئین جن مین باغی شکست کہا کر منتشر ہو گئے -

موسم سرما مین یہ لوگ خاموش رہے لیکن تمام غلزئی قوم سے میرے خلاف بغاوت کرانے کے لیئے برابر خفیہ تیاریان اور سازشین کرتے رہے اس مین اونہین کامیابی ہوئی اور ماہ مارچ مین ایک عام بغاوت ہوگئی - ملا عبد الکریم پسر مشک عالم نے مارچ ۱۸۸۶ء مین اس مضمون کا اشتہار عام دیا کہ اوس کے پاس بارہ ہزار لڑنے والے موجود ہین اگر اور قومین بھی شریک ہو جائین تو ضرور کامیابی ہوگی -

چونکہ خزان ۱۸۸۶ء کی بغاوتون مین جسکا ذکر مین نے ابھی اوپر کیا ہے مجھے معلوم ہوا تھا کہ اہل ہوتکی بھی شریک تھے اسلیئے مین نے سرہنگ سکندر خان (اب زندہ نہین ہے) پدر جنرل غلام حیدر خان کو حکم دیا کہ قندہار سے ہوتکی جائین اور وہان کے باشندون سے ایک تلوار اور ایک بندوق فی مکان بطور جرمانہ کے وصول کرین

سرہنگ کا پہونچنا تھا کہ اہل ہوتکی کا شعلہ بغاوت بھڑک اٹھا۔ اور آندر۔ ہوتکی۔ ترکی۔ وردک اور غلزئی فوجون مین عام طور پر بغاوت شروع ہو گئی۔ اونھون نے اپنے اہل وعیال کو وزیرستان ژوب اور ہزارہ بھیجدیا اور میری فوج سے لڑنے کے لیئے تیار ہوئے۔ اوسوقت غلزیون کے ملک مین میری فوج مضبوط نہ تھی اور ایسے بڑے بڑے شہر مثلاً غزنی۔ کلات غلزئی۔ اور معروف کافی طور پر محفوظ و مستحکم نہ تھے۔ جنرل غلام حیدرخان کے ساتھ صرف دو پلٹن پیدل اور تین رجمنٹ سوار تھے۔ مین نے فوراً حکم دیا کہ چھہ سو پیدل سپاہی زیر کمان کرنل صوفی ... اسی ماہ مارچ مین سکندرخان کی امداد کے لیئے جائین۔ مین نے ملیشیا پیدل اور نوساختہ دُرّانی پلٹن کو بھی حکم دیا کہ سکندرخان سے جاملے لیکن یہ پلٹن بہت زیادہ مفید ثابت نہ ہوئی۔ مین نے اور فوج بھی تیزی کے ساتھ کابل سے جنرل غلام حیدرخان کی کمک کے لیئے روانہ کی۔

ابتدا مین تو باغیون کی خوش قسمتی کا ستارہ اوج پر رہا اور انھین کامیابی ہوئی۔ عیسیٰ خان گورنر معروف نے راہ مین شکست کھائی۔ وہ سکندرخان سے ملنے کے لیئے جارہا تھا۔ باغیون کا افسر شاہ خان ہوتکی تھا۔ ۱۲۔ اپریل کو سکندرخان نے دیٔ قیتو اور اوسی مقام پر باغیون سے جنگ شروع کی اور پہلے تو شکست کھائی لیکن آخر شکی فتحیاب ہوا۔

ساتھہی شمال مین بھی لڑائی ہورہی تھی جہانکہ جنرل غلام حیدرخان بڑی بہادری سے ترکی اور آندری غلزئیون سے لڑرہا تھا سخت لڑائی کے بعد اوسے کامیابی ہوئی اور اپنے باپ سکندرخان سے جاملا جسے اہل ہوتکی نے شکست دی تھی۔ یہ دونون فوجین یعنی غلام حیدرخان اور سکندرخان کی ماہ مئی مین ملین اور ان مین چار

پلٹنین پیدلون کی - دو رجمنٹ رسالا اور اٹھارہ توپین تھین - ان کے علاوہ بعض وفادار
شخص رعایا مین سے زیرکمان بہلول خان ترکی سرکاری فوج کو امداد دیتے ستے - دشمن
کی فوج تیس ہزار تھی جس نے شاہ خان ہوتکی کو اپنا امیر قرار دیا تھا - چارون طرف سے
باغیون کو مدد پہونچ رہی تھی اور اونکی تعداد بڑہتی جاتی تھی - بیوفا غلزئی اون سے ملتے
جاتے ستے - یہ بہی افواہ تھی کہ اونہون نے روسیون اور اہل میمنہ و ہرات اور ایوب
خان سے جو ایران مین ستے مدد چاہی تھی اور اہل میمنہ اور ہرات نے جواب موافق
دیا تھا -

میری جو فوج ہرات مین تھی اوس مین زیادہ تر غلزئی ستے - اونہون نے جب سنا
کہ اونکی قوم اور دیگر خویش و اقارب نے سرکشی کی ہے تو وہ بہی بگڑ گئے - اور
۶ جون ۱۸۸۷ء کو ایک کثیر تعداد غلزئیون کی ہزارہ پلٹن کی جو ہرات مین مقیم تھی قلعہ
مین بغاوت پر آمادہ ہوئی - ان باغیون کی تعداد قریب آٹھ سو کے تھی - اونہون نے
میگزین کا کچھ حصہ لوٹ لیا اور میرے سپہ سالار کو قلعہ مین گھیر کر قید کر لیا - لیکن میرے
دوسرے سپاہی جو ہرات مین ستے اوسی طرح وفادار رہے اور ان نمک حرامون سے لڑے
جو کہ اون کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر ہرات سے اندراب چلے گئے تاکہ وہان باغیون
سے ملجائین - بعض بیوفا سپاہی باغیون کی ایک بڑی فوج سے جو کہ مرغاب مین
جمع ہوئی تھی جا ملے جس کی وجہ سے اونہین اور بہی ہمت ہوئی اور میرے باوفا اہلکارون
کو بہت تردد پیدا ہوا - اس بات کا خوف تہا کہ بہت سے لوگ صرف اس کے
منتظر ستے کہ باغیون کو ذرا کامیابی ہو کہ وہ اونکے شریک ہوجائین - ایسے نازک
وقت پر جبکہ میری فوج کے نمک حرام باغیون سے ملگئے تھے جاہل ملاؤن اور میرے
دشمنون نے غلط خبرین اڑادین کہ ہرات پر باغی قابض ستے اور اہل میمنہ اور ملک

سے کے دوسرے حصوں کے لوگ بھی مجھ سے منحرف ہو گئے تھے - لیکن میرے بہادر جنرل غلام حیدر خان نے جہان کہین اوس سے مقابلہ ہوا دشمن کی فوج کو بڑا شکست دیکر منتشر کردیا - اس وقت بھی اوس نے بمقام عطاقو ایک بڑی ہوئی فوج کو شکست دی اور اوسے پراگندہ کردیا - پھر اپنے والد کو وہان چھوڑکر آپ اور زیادہ شمال کی طرف بڑھا جہانکہ قبیلہ ترلی سے بمقام آب ایستادہ ایک اور لڑائی ہوئی - یہان بھی اوسے فتح حاصل ہوئی اور مرغاب کی طرف روانہ ہوا جہانکہ ہرات کے بہت سے بگڑے ہوئے سپاہی باغیون سے مل گئے تھے - ماہ جون مین مینے دو پلٹنین پیدلون کی اور چارسو سوار کابل سے سپہ سالار کی امداد کے لیے بھیجے اور ۲۷ جولائی کو ان فوجون نے باغیون کے حصہ فوج کو جو پوری فوج سے ملنے کے لیئے جارہا تھا شکست دی - اس کے بعد غلام حیدر خان اوس مجموعی خاص حصہ فوج کی طرف روانہ ہوا بار برداری اور رسد کا انتظام باغیون کے ہان اس قدر خراب تھا کہ لوگ بھوک سے قریب المرگ ہو گئے تھے - مختصر یہ کہ قطعی طور پر میری فوج نے اونہین شکست دی اور گو خفیف لڑائیان ماہ اگست مین برابر ہوتی رہین تاہم وہ کچھ ایسی قابل توجہ نہین اسلیئے کہ شکست فاش کہانے کے بعد بغاوت کا عام جوش سرد ہو گیا تھا -

ملا عبدالکریم کرم کی طرف بہاگا اور اوس کا بہائی فضل خان قید ہوا اور مار ڈالا گیا - مین نے سنا کہ تیمور شاہ غلزئی نائب سپہ سالار نے جسپر کہ ۱۸۸۵ء مین جنگ پنج دہ کے وقت غفلت کا الزام لگایا گیا تھا - لیکن مین نے اوس کا قصور معاف کردیا تھا - اس بغاوت مین میرے خلاف خوب حصہ لیا - اوس کے ساتھ ایک کپتان اور اردلی بھی تھا - تیمور شاہ بھی گرفتار کیا گیا اور کابل لایا گیا - ۱۳ - جولائی کو مین نے حکم دیا کہ اس نمکحرامی کی سزا مین وہ سنگسار کیا جائے - اس سے یہ غرض تھی کہ دوسرے فوجی

لوگون کو آیندہ کے لیے تنبیہ ہو کہ یہ نہایت معیوب وزبون کام ہے کہ ایک شخص جسے کو نائب سپہ سالاری کے معزز عہدہ پر ترقی دیگئی ہو اپنے آقا کے خلاف ہتیار اوٹہاے جس کا عرصہ سے نمکخوار رہ چکا ہے۔

جب اس شاندار فتح کے بعد جنرل غلام حیدر خان کابل واپس آئے تو مین نے اونہین نائب سپہ سالار مقرر کیا۔ اور اونکی خدمات کے صلہ مین ایک ہیرے کا تمغہ دیا۔ علاوہ برین ایک دن کے کوچ کے فاصلہ پر ایک بڑی فوج زیر حکم پروانہ خان کابلی سپاہیون کی اون کے استقبال کے لیے بہیجی۔ اس طرح یہ شر و فساد غلزئیون کا ہمیشہ کے لیے فرو ہو گیا۔

ایوب خان باغیون کی فتح کی خبر پاکر ملا علم گورمنٹ ایران وہان سے بہاگا۔ لیکن میرا محکمہ خبر رسانی[۵] ایسے عمدہ اور خوش اسلوب اصول پر چلایا جاتا ہے کہ کوئی قابل لحاظ شخص ایران۔ روس۔ ہندوستان یا افغانستان مین ایسا نہو گا جس کی حرکات پر نظر نہ رہتی ہو اور اوسکی اطلاع نہ آتی ہو۔

[۵] دنیا مین کوئی ایسا ملک نہین ہے اور غالباً روس بہی اس سے مستثنیٰ نہین جہانکہ اس کثرت سے مخبر و جاسوس ہون اور محکمہ مخبری و سراغ رسانی اس کمال خوبی کو پہونچا ہو جیساکہ افغانستان مین ہے یقین کیا جاتا ہے کہ ہر مکان مین ایک گوئندہ ہے بی بی کو خوف رہتا ہے کہ اوس کا شوہر کہین اوسکی مخبری نکرے اور شوہر کو اسی قسم کا خطرہ بی بی کی جانب سے رہتا ہے۔ اس طرح کی بہت سی مثالین ہین کہ بچون نے اپنے والدین کی جاسوسی کی ہے جیساکہ سردار لوکی نسبت خود اوسکے بیٹے نے اور مستری قطب کی خود اوسکی بی بی نے مخبری کی۔ حقیقت مین سینکڑون مقدمات سالانہ اس قسم کے ہوتے ہین جن مین بیٹے دیگر اعزا و اقارب و عزیز ترین احباب گوئندہ گری کرتے ہین امیر اونہین انعام دیتے ہین اور مجرم سزایاب ہوتے ہین۔ اسکی وجہ سے لوگون کے دلون مین

ایوب خان کی حرکات کی خبر پاکر مین نے پوری سرحد پر پہرہ مقرر کیا کہ اگر وہ میرے ملک مین آئے تو گرفتار کر لو جب وہ سرحد پر بمقام غوریان ہونچا تو میرے سپاہیون کو استقبال کے لیئے مستعد پایا اور بجاے تخت کابل پانے کے اوسے اپنی جان کے لالے پڑ گیئے بمشکل صحراے خراسان کی طرف بھاگا اور بڑی وقت سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۸ - عام طور پر ایک قسم کی دہشت رہتی ہے اور ہر شخص ایک دوسرے سے ڈرتا ہے لیکن امیر کو محض اپنی حفاظت اور لوگون کی سازش و مکر و فریب کے انسداد کے لیئے ایسا کرنا پڑتا ہے اس لیئے کہ اہل افغانستان نے گذشتہ زمانہ مین اپنے بادشاہ خوانین کو قتل کیا ہے اور امیر کے دشمنون سے خواہ وہ ملک مین ہون یا باہر جوڑ توڑ کرتے رہتے ہین - صرف ایک واقعہ کا ذکر کرنا کافی ہے جس سے معلوم ہوجائیگا کہ تمام ملک پر اس طرح نظر رکھنا کسقدر ضروری ہے - سنہ ۱۸۹۱ع مین جبکہ تقریباً تمام فوج کابل سے اہل ہزارہ سے لڑنے کے لیئے بہیجدی گئی تہی چند جلیل القدر اشخاص نے سازش کی اور قریب سو آدمیون کے اسمین شریک ہوئے - اونکا ارادہ تہا کہ ایک شب جیلخانہ مین آگ لگادیجاے جوکہ وسط شہر مین واقع تہا - پولیس کے لوگ اوس کے بجہانے مین مشغول ہوجائینگے چونکہ یہ اونکا کام ہے اور میدان خالی پاکر امیر کو قتل کرڈالینگے - اس کے بعد تمام ملک مین بغاوت پہیلادینا اور شہر لوٹنا آسان کام ہوگا - لیکن چونکہ امیر کے مخبر جیلخانہ مین بہی تہے وقت مقررہ کے صرف چند گھنٹے پہلے اسکی اطلاع ہوگئی تمام لوگ جو اس سازش مین شریک تہے گرفتار ہوگئے اور وہ خط بہی پکڑا گیا جوکہ اونہون نے قیدیون کو لکہا تہا جو لوگ کہ اس محکمہ کی وجہ سے اور رعایا کی مخبری ہونے کے سبب سے امیر پر طعن و اعتراض کرتے ہین اونہین یاد رکہنا چاہیئے کہ امیر کو مجبوراً اپنی و اپنے خاندان کی حفاظت کے لیئے ایسا کرنا پڑتا ہے - یہ صحیح ہے کہ ایسی بہی بہت مثالین ہین کہ مخبرون نے غلط خبرین بعض لوگون کے دشمنون سے روپیہ لیکر اونکے خلاف پہونچائی ہین لیکن اگر یہ ثابت ہوجاے تو اون مخبرون کو سخت سزا دیجاتی ہے کہ شمشش نامی ایک ملا نے ایک بار خود امیر کے بیٹے کے خلاف

اون لوگون کے پنجہ سے چھوٹا جو اوسے تاج و تخت دینے کے لیئے منتظر تھے۔ جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے "کیکہ سر خود را بلنگ میز ند سنگ آزردہ نمیشود ولی سر خود را می شکند"

بہت کچھہ مصیبت اور تکلیف کے بعد ایوب خان نے اپنے تئین جنرل میکلین کے سپرد کر دیا جو کہ مشہد مین وائسرائے ہند کے ایجنٹ تھے کچھہ خط و کتابت کے بعد لارڈ ڈفرن وائسرائے نے بڑی عقلمندی کی کہ ایوب خان کو ایران سے ہندوستان بلا یا جہان کہ وہ اب تک بود و باش کرتا ہے اور میرے بہادر سپاہیون کے پنجہ مین اُنے سے محفوظ ہے۔

اسحاق خان کی بغاوت

اب مین اوس تیسری اور سب سے زیادہ قابل لحاظ لڑائی کا ذکر کرون گا جو ۱۸۸۸ء مین واقع ہوئی۔ اِس کے اسباب و نتائج آگے چلکر بیان کیئے گیئے ہین۔ مین پیشتر لکھہ چکا ہون کہ روس سے افغانستان روانہ ہونے سے پہلے مین نے اپنے تین چچیرے بہائیون سردار عبد القدوس خان۔ سردار سرور خان اور اسحاق خان کو میمنہ کی طرف بہیجا تہا۔ اون کے سفر کی تفصیل گذشتہ بابون مین ہو چکی ہے لیکن اِس موقعہ پر اپنے بیوفا دغا باز بہائی اسحاق خان کا کسیقدر حال لکہنا ضرور ہے جو کہ اصل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۹ جاسوسی کی لیکن بعد تحقیقات یہ خبر غلط ثابت ہوئی اور وہ توپ کے منہہ پر اوڑا دیا گیا۔ (موئف)

باغی تھا - میرے چچا میر اعظم خان کا وہ صلبی بیٹا نہین ہے - اوسکی مان آرمینیا کی ایک عیسائی لڑکی تھی جو میرے چچا کے حرم مین تھی لیکن اونکی منکوحہ بیبیون سے نہ تھی ناظرین کو معلوم ہے کہ خود اسحاق خان کے والد کی کیسی سیرت وخصلت تھی اونہین یہ بہی یاد ہوگا کہ والد کے انتقال کے بعد کابل کا تخت دلانے مین مین نے اون کی کیا کیا خدمتگزاری کی میرے والد بادشاہ تھے اور اونکے بعد مجھے اونکا جانشین ہونا چاہیئے تھا لیکن مین نے اپنے چچا کو امیری دی - اون کی وفات تک جو جو کام مینے اونکے لیئے کیئے اور جس شفقت وعنایت سے اونکے بیٹے اسحاق خان ودیگر بیٹون سے سلوک کیا اوس کے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہے اسلیئے کہ پوری کیفیت پہلے بیان ہوچکی ہے - اسحاق خان کی ناسپاسی کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ تمام احسانات ومہربانیان اوس نے فراموش کردین - یہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ ہمارے خاندان مین جو شر وفساد وخرابیان واقع ہوئین اون سب کے بانی میرے چچا میر اعظم تھے جنہون نے میرے والد اور شیر علی خان کو ایک دوسرے کا دشمن بنادیا تھا - یہی مفسدہ پردازی اونکے بیٹے اسحاق خان مین بہی تھی اور ضرور تھا کہ کبھی نہ کبھی وہ رنگ لاتی - جب مین روس سے چلا تو اپنے ساتھیوں سے اپنی اطاعت کے لیئے قرآن شریف پر قسمین لین اور محمد اسحاق خان نے بہی میری اطاعت ووفاشعاری اور دمسازی کی قسم کہائی - وہ کلام مجید جس پر محمد اسحاق خان اور اسوقت کے دوسرے اشخاص کی مہرین اور دستخط ہین میرے پاس اس وقت کابل مین موجود ہے - اپنی حکومت کے اول ہی سال جو مین نے اوسے ترکستان کا وائسرائے وگورنر مقرر کیا تو گویا اوس پر اور اوس کی قسم پر پورا اعتبار کیا - جتنے گورنر اور فوجی افسرون کو مین کابل سے ترکستان بہیجا کرتا اونہین سخت حکم تھا

کہ محمد اسحاق خان کو ہمیشہ میرے بہائی اور فرزند کی طرح تصور کرین - ہفتہ وار خطوط
جو وہ مجھے لکہا کرتا تہا وہ، ہنوز میرے پاس موجود ہین جن مین اطاعت و وفاداری
کے وعدے بکثرت ہین - اوس کا طرز تحریر ہمیشہ ایسا ہوتا تہا جیسا کہ ایک مطیع بیٹا
اپنے باپ کو یا ایک فرمانبردار ملازم اپنے آقا کو لکہتا ہے - خطون پر وہ اس طرح
دستخط کرتا تہا " آپکا غلام وادنی وناچیز ملازم محمد اسحاق " اس وجہ سے مین بہی
اوسے اپنے بیٹے اور بہائی کی طرح مخاطب کرتا تہا - چونکہ اوس کے مکر و فریب
کا مجھے مطلق شبہ نہ تہا مین نے عمدہ ترین بندوقین و دیگر اسلحہ جنگ جو
ترکستان مین دستیاب ہو سکتے تہے اوس کی نگرانی مین رکہے اس لیئے کہ وہ
روسی سرحد پر تہا جہانکہ ہر قسم کے ساز و سامان مثلاً سامان جنگ ورسد وغیرہ کا جمع رکہنا
مین مناسب سمجہتا تہا تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے اور اب بہی ایسا ہی کرتا
ہون مجھے یہ کیا معلوم تہا کہ میرے ہی ہتیار اور میرا روپیہ میرے ہی مقابلہ مین خرچ کیا
جائیگا اور مجھے ہی اپنی بہترین توپون اور بندوقون کے گولون اور گولیون کا سینہ سپر
ہونا پڑے گا - اپنے والد کی طرح وہ بہی غدار نکلا - اول دن سے جو مین نے اوسے
ترکستان بہیجا اوس نے لکہنا شروع کیا کہ فوج کثیر جو آپنے یہان رکہی ہے اوسکا
صرف اتنا زیادہ ہے کہ ملک کی آمدنی اوس کے لیئے کافی نہین ہے - اسلیئے مین
برابر دوسرے صوبون سے روپیہ جمع کر کے بہیجا کرتا تہا کہ سپاہیون کی تنخواہین ادا کی
جائین - اودہر اسحاق خان برابر روپیہ اور توپین جمع کر رہا تہا اور خفیہ تیاریان
میرے خلاف ہو رہی تہین - اہل ترکستان کے نزدیک وہ اپنے تئین بڑا متقی
اور پرہیزگار مسلمان ظاہر کرتا تہا - علی الصباح اوٹھکر مسجد مین نماز پڑہنے جایا
کرتا تہا جس سے مسلمانون کا ایک حصہ ملاؤن کا اوسکے دام فریب مین گرفتار ہوگیا -

یہ لوگ صرف اون اشخاص کا جوکہ پابند صوم وصلوۃ ہون بہت کچھ خیال کرتے ہین لیکن اون کے افعال پر نظر نہین ڈالتے - ان جاہل ملاؤن کو اون مقدس بزرگ عبداللہ انصاری[51] کا یہ قول یاد نرہا کہ "بہت سے روزے رکھنا کہانا بچانے کی غرض سے ہے - بہت نمازین پڑہنا اون کاہل بیواؤن کا کام ہے جو کام سے جان چوراتی ہین - لیکن دوسرون کی مدد کرنا جوانمردون کی سچی عبادت ہے" پھر ان ہی بزرگ کا قول ہے کہ "ہوا مین اڑنا کوئی کرامت نہین اسلیئے کہ غلیظ ترین مکھی اسے کرسکتی ہے - بلا پل یا کشتی کے دریا عبور کرنا بھی کوئی کرامت نہین اسلیئے کہ کتے اور ایک تنکے مین بھی یہ طاقت ہے - پاک لوگون کی اصل کرامت یہ ہے کہ دکھے دلون مین گھر کرین اور اونکی امداد کرین"

دوسرا فریب جو اوس نے جاہل مسلمانون کو دیا وہ یہ تہا کہ علاوہ مذہبی پیشوا بننے کے نقشبندیہ خاندان سے[52] ایک درویش سے بیعت کی - اس صوفیہ فرقہ کی بخارا کے ایک متبرک ولی خواجہ بہاء الدین رحمتہ اللہ علیہ نے تیمور لنگ کے زمانہ مین بنیاد ڈالی تہی -

اس مین کلام نہین کہ اس خاندان کے موجد کی تعلیم نہایت متبرک و معقول ہے لیکن بہت سے لوگ جنہین اونکے خاندان کی بیعت کا دعولی ہے جھوٹے ہین - اور یہ لوگ صرف اسوجہ سے آدمیون کو مرید کرتے ہین کہ اون سے روپیہ وصول کرین اور خود بیکاری و کاہلی کی زندگی بسر کرین - وہ بالکل بھول جاتے ہین کہ یہ قطعًا ہمارے

---

۵۱ ہرات کے ایک بڑے فلاسفر - (مولف)

۵۲ باقی تین فرقے قادریہ چشتیہ اور سہروردی ہین - قادریہ کے بانی حضرت شیخ عبدالشیخ رحمتہ اللہ علیہ تھے جنہین سات سو برس کا عرصہ ہوا اور بغداد مین اونکا مزار ہے - چشتیہ کے سرچشمہ حضرت خواجہ

مذہب اور رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم اور عمل کے بالکل خلاف ہے اور نیز نقشبندیہ فرقہ کے بانی کے عمل کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ ہمارے نبی معظم خود بہت جفاکش تھے اور خواجہ بہاءالدین کمہار کا کام کرتے تھے اور دل خدا کی طرف رجوع رہتا تھا۔ متذکرۂ ذیل اقتباس سے جو کہ فارسی نظم سے کیا گیا ہے اونکی تعلیم کا انداز معلوم ہوتا ہے اوس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

”اپنے ہاتھ کام مین لگائے رکھو اور دل خدا کی طرف۔ ظاہرا دنیا کے کامون مین مشغول رہو اور باطنی شغل یہ ہو کہ اپنی روح کی تعلیم و تربیت کرو اور روحانی دنیا کی چیزون مین غرق رہو۔ غرضکہ دل بایار و دست بکار رہے“

چونکہ ترکمان خاصکر اسی خاندان کے مرید ہین اسحاق خان نے بھی اپنی ترکمان رعایا کے خوش کرنے کے لیے اوسی خاندان مین بیعت کی۔ مزار شریف کے بوڑھے پیرون نے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا اور اسحاق خان سے کہا کہ خواجہ نقشبند نے تخت کابل تمکو عطا کیا ہے۔ اسحاق خان نے اسپر یقین کیا اور علانیہ اپنے تئین افغانستان کا امیر قرار دیا۔

اس موقعہ پر اس بغاوت کے تین سال پیشتر کا بھی کچھ ذکر کرنا ضرور ہے۔ اُسوقت میرے پاس خبر پہونچی تھی کہ اسحاق خان نے جو فرد حساب میرے پاس بھیجی تھی اوس سے زیادہ روپیہ وصول کیا تھا اور چونکہ صوبہ کی آمدنی تمام اخراجات کے لیے ضرورت سے زیادہ کافی تھی اوسے اور روپیہ مجھسے طلب کرنا نہین چاہیئے تھا۔ یہ سنکر مین نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۳۔ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ ہین جن کا زمانہ چند برس بعد ہے اور اجمیر شریف مین مزار شریف ہے۔ فرقہ سہروردی کے موجد حضرت شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ ہین۔

(مولف)

ایک اہلکار بہیجا کہ ترکستان جاکر اسحاق خان کے حساب کی جانچ کرے اور صحیح رپورٹ پیش کرے۔ اور گو مجہسے کہا گیا کہ اسحاق خان دہوکا دے رہا ہے تاہم مجہے اوس کے خلاف اس قسم کا یقین نہوا۔ مختلف موقعون پر اس قسم کی اور بہی رپوٹین ہوئی تہین۔ لیکن مین نے صرف یہی نہین کیا کہ اون پر مطلق لحاظ نکیا بلکہ سخت ممانعت کردی کہ کوئی اسحاق خان کی شکایت نکرے۔

دوسرے سال مین نے اسحاق خان کو لکہا کہ اپنا حساب کتاب بہیجدو اور خود مجہسے آکر ملو۔ اوس نے آنے سے تو بیماری کے بہانہ سے معافی چاہی اور اپنے ایک مددگار کے ذریعہ سے حساب بہیجدیا۔ اب مجہے اطلاع ہونے لگی کہ اوس کی سازشین حد سے تجاوز کر گئی ہین۔ نیز یہ کہ قرآن شریف پر وہ لوگون سے قسمین کہلواتا تہا کہ اوسکی اطاعت کرینگے اور جو ایسا نہین کرتے تہے اونہین سزا دیتا تہا یا خفیہ طور پر قتل کرادیتا تہا۔ جب مین نے اوسکی ضلالت کا حال سنا تو اپنے درباری حکیم عبد الشکور خان کو (آجکل کابل مین ہے) معالجہ کے لئیے بہیجا۔ اس چالاک حکیم نے یہ سمجہکر کہ اسحاق خان کے لوگ ضرور اوس کا خط پکڑ لینگے مجہے لکہا کہ سردار اسحاق خان کو زیادہ تر دماغی عارضہ ہے گویا کنایتاً ظاہر کیا کہ اوسے کوئی مرض نہ تہا صرف مجہسے دشمنی تہی۔ باوجود اس کے اور اون رپورٹون کے جو مختلف ذریعون سے میرے پاس آتی تہین مین اونکے صحیح ماننے مین ہچکچاتا تہا۔

لیکن اوسی زمانہ مین مجہے نقرس نے نہایت تکلیف دی اور کئی مہینے مین بیمار رہا ماہ جون ۱۸۸۸ء مین اپنے موسم گرما والے مکان مین جو کہ کابل سے اٹہارہ میل کے فاصلہ پر لغمان پہاڑیون پر واقع ہے۔ اس مرض کا دورہ ہوا اور مین سخت بیمار ہوگیا۔ ماہ اگست تک مین اس مین مبتلا رہا۔ سوائے حکیمون اور ذاتی ملازمون کے اور کسی

کو میرے پاس آنے کی اجازت نہ تہی - چونکہ بیماری کی حالت مین بہی مین اون لوگون سے ملاقات کرتا ہون جنہین کہ مجھسے کچہہ کام ہوتا ہے اس لیئے اس وقت قطعاً ممانعت کی وجہ سے افواہ مشہور ہوئی کہ مین مرگیا اور یہ خبر لوگون سے پوشیدہ رکھی گئی ہے [51]-

نمکحرام اسحاق خان کو جب یہ خبر پہونچی تو اوس نے میرے جانشین اور امیر ہونے کا دعوی کیا - اور میری بادفا رعایا کو یہ دہوکا دیا کہ چونکہ مین اوس سے ہمیشہ مثل بہائی اور بیٹے کے برتاؤ کرتا تہا تخت نشینی کا اوس کو سب سے زیادہ حق حاصل تہا - ساتہہ ہی فوراً کابل آنے کا ارادہ ظاہر کیا یہ کہکر کہ ملک انگریزون کے قبضہ مین نہ آجائے اس لیئے کہ کوئی فرمانروا نہ تہا - اسحاق خان نے واقعی سب انتظام کرنا شروع کیا اور اپنے نام کا سکہ بنوایا جسپر کہ یہ عبارت لکہی ہوئی تہی -

لا الہ الا اللہ امیر محمد اسحاق خان [52]-

جب مجھے یہ خبر ملی تو مین نے جنرل غلام حیدر خان ارکزئی نائب سپہ سالار جنرل وکیل خان (جو اپنی بزدلانہ حرکت اور محمد اسحاق خان سے شکست کہا کر بہاگنے کی وجہ سے موقوف کر دیا گیا) کمیدان عبد الحکیم خان (پسر جنرل ابو احمد و برادر زادہ جنرل عمر احمد خان معلم افواج و مشیر امیر و نبیرہ جنرل شہاب الدین خان معلم اول توپخانہ افغانی جو بالفعل کابل مین فیل باتری کے سردار ہین) بریگیڈیر فیض محمد خان (آجکل

[51] ڈاکٹر مس ہاملٹن ایم - ڈی - کہتی ہین کہ ایسی بیماری کی حالت مین جبکہ وہ معالج تہین اونہون نے امیر کو اکثر دیکہا ہے کہ معمارون کو اپنے کمرے مین روسی چولہے بنانا سکہا رہے ہین اور بعض وقت اپنے ہاتہہ سے سرخی چونا اور اینٹین جما رہے ہین - بہت سے دیگر یورپین اشخاص بہی جنہین امیر سے سابقہ پڑا ہے اسکے شاہد ہین کہ امیر میں کام کرنیکا بڑا مادہ ہے حتی کہ سخت علالت کی حالت مین بہی وہ بیکار نہین رہ سکتے - (مولف)

[52] مین نے خود یہ سکہ دیکہا ہے - (مولف)

امیر کے باڈی گارڈ کے افسر اعلی ہین) کرنل حاجی گل خان - کرنل عبدالحیات خان اور دیگر افسرون کو معہ چار رجمنٹ سوار - تیرہ پلٹن پیدل اور چھبیس توپون کے حکم دیا کہ بامیان[۵۱] کی راہ سے جاکر اسحاق خان کا مقابلہ کرین -

دوسری طرف سردار عبداللہ خان توخی قتاغان و بدخشان کا گورنر (آجکل آپکا ذاتی ملازم ہے) مشرق سے بلخ کی طرف روانہ ہوا - ۱۷ ستمبر کو جنرل غلام حیدر خان کی فوج بلخ سے دو کوچ کے فاصلہ پر پہنچ ہونچی اور اوسی مہینے کی تیئیسوین تاریخ سردار عبداللہ خان کی فوج بہی اون سے ملگئی -

۲۹ ستمبر کو وادی غزنی گگ مین تاشقرغان سے تین میل جانب جنوب لڑائی شروع ہوئی - یہ لڑائی نہایت سخت تہی اور اوس نے طول بہی کہینچا اس لیئے کہ اسحاق خان کی فوج جو تعداد مین بیس ہزار سے چوبیس ہزار تک تہی معہ اسحاق خان اور اوس کے بیٹے سردار اسمعیل حتی الامکان اس امر کی کوشان تہی کہ اوسے فتح ہو اس لیئے کہ تمام اُمیدین اس جنگ کے نتیجہ سے وابستہ تہین اور فریقین کی قسمت کا تصفیہ اسی پر تہا - لیکن ناظرین کتاب کو معلوم ہے کہ سردار عبداللہ خان سے بڑہکر کوئی معتبر و باوفا دوست میرا نہ تہا اور نہ جنرل غلام حیدر خان سے زیادہ تربیت یافتہ و تجربہ کار افسر فوج مین تہا - اِن دونون مین سے کسی کو آسانی سے شکست نہین ہوسکتی تہی - برخلاف اس کے محمد اسحاق خان اپنے باپ کی طرح بزدل تہا

[۵۱] بامیان وسط افغانستان مین بہت بڑا شہر ہے - غزنی کے قریب واقع ہے اور کہا جاتا ہے کہ بدھ کے زمانہ مین اسکی نہایت اچھی حالت تہی - بدھ کی ایک بہت بڑی مورت اب تک شہر کے باہر کہڑی ہے - وسط ایشیا کے کہنڈرون مین یہ ایک نہایت مشہور نمونہ صنعت کا خیال کیا جاتا ہے یہ بت اسقدر بڑا ہے کہ سینکڑون کبوترون نے اسکے کانون مین آشیانے بنائے ہین - (مولف)

لیکن اوس کے فوجی افسر جو چیدہ اشخاص میرے ہی بہیجے ہوئے تہے کہ بوقت ضرورت روسیون کا مقابلہ کرین سب دلیر اور تجربہ کار شخص تہے - مثلاً جنرل محمد حسین خان کرنل فضل الدین خان وغیرہ -

فجر سے رات سے گئے تک دونون فوجین عمدہ طور پر اور استقلال کے ساتہہ لڑین دونون طرف سے بے شمار آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے سہ پہر کے وقت میری فوج کا ایک حصہ زیر کمان سردار عبد اللہ خان - جنرل وکیل خان - کمیدان محمد حسین اور عبد الحکیم اصل فوج سے علیحدہ ہوگیا - اور اسحاق خان کی فوج سے زیر حکم محمد حسین[ف] خان ہزارہ سخت شکست کہائی - ساتہہ ہی جب کہ جنرل غلام حیدر خان اور دشمن مین خوب جنگ ہو رہی تہی بعض نمک حرام سپاہی جو جنرل محمد حسین سے مل گئے تہے اوس پہاڑی کی طرف گہوڑا دوڑا کر گئے جہانکہ محمد اسحاق خان تہا اس ارادہ سے کہ جاکر اوسکی اطاعت اختیار کرین لیکن محمد اسحاق خان نے خیال کیا کہ اوس کی فوج نے شکست کہائی اور یہ لوگ اوس کے گرفتار کرنے کو آئے ہین اور بہاگ کہڑا ہوا - اوسکی فوج جنرل غلام حیدر خان سے غروب آفتاب کے بہت عرصہ بعد تک لڑتی رہی یہانتک کہ خوب اندہیرا ہوگیا اور اودہر اسحاق خان حتی الامکان تیزی کے ساتہہ بہاگا جاتا تہا - جب اوس کے سپاہیون کو خبر ہوئی کہ اون کا آقا بہاگ گیا تو اون کے دل بہی ٹوٹ گئے اور شکست کہا کر بہاگے غرضکہ ۲۹ ستمبر کو پہر سے جنرل غلام حیدر خان کو ایک فتح عظیم حاصل ہوئی -

میری فوج کا دوسرا حصہ جس نے شکست کہائی تہی اس سراسیمگی کے ساتہہ

ف یہ جنرل بعد کو قید کر لیا گیا اور کابل مین زیر حراست رہا لیکن ۱۸۹۵ء مین کہین بہاگ گیا اور ابتک اوسکا پتہ نہین ہے -

(مولف)

بھاگ کر کابل پہونچکر دم لیا - بہت سے سپاہی تو کابل کے قریب بھی نہ گئے اور اپنے اپنے گھرون کو دیہات کے چلے گئے - اونھون نے تمام ملک مین مشہور کردیا کہ جنرل غلام حیدر خان مارے گئے میری تمام فوج جو اسحاق خان کے مقابلہ مین بھیجی گئی تھی منتشر ہوگئی یعنی درحقیقت میری حکومت کا خاتمہ ہوگیا - لیکن مین نے بعض افغانی فرمانروا کی مثل شیر علی خان اور اپنے چچا اعظم کے - اس معاملہ مین تقلید نہ کی یعنی یہ کہ شکست کی خبر پاکر مین بھاگ نہ گیا - ایک روز نہایت صبر کے ساتھ انتظار کیا - دوسری صبح کو شکست یافتہ فوج کے کابل پہونچنے کے بعد خوش قسمتی سے ہماری فتح اور غنیم کے پسپا ہونے کی خبر پہونچی - اس سے ثابت ہوا کہ فتح خدا کے ہاتھ مین ہے اور یہ کہ گو اولا دشمن کی فوج کامیاب ہوئی تاہم چونکہ خداوند تعالے کو منظور تھا کہ مین اوس کے پیدا کیئے ہوئے ملک کا یعنی اہل افغانستان کا نگہبان رہون دشمن نے ہزیمت اوٹھائی اور مجھے فتح نصیب ہوئی -

اسحاق خان کے بعض افسر اوسے فتح کی خوشخبری سنانے کے لیئے گئے لیکن اوس نے اعتبار نہ کیا اور یہ کہکر اونھین قتل کرڈالا کہ وہ فریب دے رہے تھے اور دہوکا دیکر اوسے بھاگنے سے روکنا چاہتے تھے تاکہ گرفتار کرکے دشمن کے حوالہ کردین -

اسپنے بہادر جنرل حیدر خان کو ایسی لاجواب خدمات کے صلہ مین مین نے ایک اولہیر سے کا ستارہ بھیجا اور ترکستان کا سپہ سالار مقرر کیا جس عہدہ پر وہ اسوقت تک ممتاز ہین -

اس فتح کے بعد مین نے ترکستان جانا مناسب وضروری سمجھا اور دہ چند وجوہ سے جنھین سے خاص باتون کا ذکر کرتا ہون - (۱) ملک کا انتظام درست کرنے کے لیئے

کیونکہ گذشتہ چند سال سے اسحاق خان پر بالکل دارومدار تھا - (۲) سلطان مراد کی طرح
نکمر اموں کو جنہوں نے اسحاق خان کو مدد دی تھی ملک سے نکال لینے کے لیئے
تاکہ شر و فساد کے اور ذرایع باقی نرہین - (۳) مجھے خبر ملی تھی کہ ہمسایہ سلطنتوں مین سے
ایک سلطنت اس بغاوت مین شریک تھی جس سے کہ محمد اسحاق خان کو ہمت ہوئی
تھی - (۴) میری فوج متعینہ ترکستان کے بعض معزز و معتبر افسر وفادار نہ تھے اور اگر
اسحاق خان اسقدر بزدل نہوتا تو اوس کے ضرور شریک ہو گیئے ہوتے - لیکن خوشی
کا مقام ہے کہ ذاتی تحقیقات کے بعد جو کہ مین نے موقع پر کی یہ قصہ غلط ثابت ہوا -
میرا یہ بھی ارادہ تھا کہ ہرات جا کر روسی پیشقدمی روکنے کے لیئے شمالی مغربی سرحد
پر مستحکم قلعہ بندی کرون لیکن روپیہ کی کمی کی وجہ سے یہ ارادہ کلی طور پر کامیابی کے ساتھ
پورا نہو سکا - مجھے اُمید تھی کہ گورمنٹ ہندوستان مجھے مالی امداد دیگی لیکن
چونکہ یہ نہوا اس لیئے جسقدر روپیہ کہ مین دوسرے اخراجات سے بچا سکا اس کام
پر صرف کیا - خاص اور نہایت بکار آمد قلعہ جو مین نے بنایا وہ بمقام دہ دادی تھا جو کہ
مزار شریف[۱] کے قریب ہے - یہ میری سلطنت مین سب سے بڑا اور سب سے

---

[۱] اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کو اپنا قائمقام چھوڑ کر مین ۱۸۸۸ء کے موسم خزان مین مزار شریف روانہ ہوا اور جولائی ۱۸۹۰ء تک واپس نہ آیا - اسی زمانہ مین میرے نہایت باوفا و خیر اندیش قدیم ملازم جنرل امیر احمد خان سفیر متعینہ ہندوستان نے قضا کی اور لارڈ لینسڈ ون نے جو کہ لارڈ ڈفرن کے بعد وائسرائے ہند ہوئے مجھے ایک خط لکھا جس مین کہ افغانستان کے چند داخلی معاملات کے متعلق صلاح و مشورہ دیا تھا - مین نے اونکی صلاح نہ سنی جسکی وجہ سے وہ غالباً مجھ سے ناخوش ہوئے لیکن اس معاملہ کا ذکر اپنے موقعہ پر کیا جائیگا -

زیادہ مضبوط قلعہ ہے۔ ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے اور اوس کی زد مین وہ گہاٹی ہے جس سے ہوکر روسی عملداری سے بلخ دارالسلطنت ترکستان کو خاص سڑک آتی ہے۔

سلطان مراد باشندۂ قندز پہاگ کر اسحاق خان سے روسی ترکستان مین جاملا جہانکہ ابتک وہ متمکن ہے۔

جس زمانہ مین کہ مین مزار شریف مین تہا اہل بدخشان نے سرتابی کی۔ مین نے اونہین سزا دی جس کے بعد اونہون نے مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔

ترکستان کے زمانہ قیام مین ایک اور واقعہ پیش آیا۔ دسمبر ۱۸۸۹ء مین اپنی فوج کا مزار شریف مین معائنہ کر رہا تہا کہ ایک سپاہی نے مجھہ پر گولی چلائی۔ مین بال بال بچ گیا۔ جو لوگ کہ اسوقت موجود تہے اونہین اور مجھکو بہی اپنی جانبری کا ابتک سخت تعجب ہے اسلیئے کہ سمجھہ مین نہین آتا کہ جس کرسی پر مین بیٹہا ہوا تہا اوسکی پشت مین کسطرح گولی نے سوراخ کیا اور بجاے میرے جسم مین جانے کے ایک غلام بچے کو سخت زخمی کیا جو کہ میرے پیچھے کہڑا ہوا تہا۔ مین نے اوس کرسی کو بطور ایک عجیب وغریب شے کے رکہہ چہوڑا ہے مین بہاری جسم کا شخص ہون اور کرسی میری نشست کے لیئے بالکل ٹہیک تہی اس لیئے یہ خیال کرکے اور بہی حیرت ہوتی ہے کہ کیون گولی میرے سینہ کے پار نہوئی۔ میرا یقین ہے کہ اگر خداوند کریم کسی کو بچانا چاہتا ہے تو کوئی اوسے نہین مار سکتا ؎

اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے	نبرد رگے تا نخواہد خداے

اور قرآن شریف مین فرماتا ہے اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ میرے بچ جانے کا کوئی دوسرا باعث بہی ضرور ہوگا اور مین خیال کرتا ہون کہ مندرجہ ذیل

قصہ سے اسکی تشریح ہو جائیگی - جب مین لڑکا تہا تو مین نے سنا کہ ایک بزرگ کے
پاس ایک تعویذ تہا کہ اوسے کاغذ پر لکہکر دیتے تہے اور جو کوئی اوسے اپنے پاس رکہتا
تہا اوسپر گولی یا کوئی ہتہیار اثر نہین کرتا تہا - اولاً مین نے یقین نہین کیا کہ اوس مین اسقدر
قوت ہے اس لیئے مین نے اوسے ایک بہیڑ کی گردن سے باندہکر آزمایش کی - بہیڑ
کو گولی مارنے کی ازحد کوشش کی لیکن کوئی گولی کارگر نہ ہوئی - یہ منطقی ثبوت تہا جس
سے ثابت ہو گیا کہ تعویذ مین اس قسم کا اثر ہے - اس لیئے مین نے اوسے
داہنے بازو پر باندہ لیا - اور لڑکپن سے آجتک اوسے پہنے ہوئے ہون - میرا یقین
ہے کہ گولی میرے جسم مین ہو کر پار نکل گئی لیکن مجہہ پر کوئی اثر نہوا -

بد قسمتی سے یہ نہ معلوم ہوا کہ اُس سپاہی نے کیون گولی چلائی تہی اس لیئے کہ ایک
جنرل نے جو اوسکے پاس کہڑا ہوا تہا تلوار کے ایک ہاتہہ مین اوسکا کام تمام کر دیا گو
مین نے چلا کر کہا کہ ابہی نہ مارو اور تحقیقات ہونے دو چونکہ میرا خیال تہا کہ کسی مضبوط
دشمن نے خفیہ طور پر اوسے اِس کام پر آمادہ کیا تہا -

دوسرا بڑا واقعہ جو پیش آیا وہ یہ تہا کہ میری دو بیبیون کے بیٹے پیدا ہوئے ایک
۵ ستمبر ۱۸۸۹ء کو اور خلیفۂ دوم کے نام پر اوس کا نام محمد عمر رکہا گیا - دوسرا اکتوبر مین پیدا
ہوا اور خلیفۂ چہارم کے نام پر غلام علی اوس کا نام رکہا گیا - یہ لڑکا اسوقت ترکستان مین
ہے تاکہ میری رعایا اوسے دیکہے اس لیئے کہ مین وہان نہین رہ سکتا - محمد عمر
کسی قدر کمزور ہے - کابل مین رہتا ہے اور کبہی کبہی اپنے بڑے بہائی حبیب اللہ
خان کے دربار مین جاتا ہے جس طرح کہ دیگر چہوٹے بہائی جاتے ہین اور وہان لون
ہی رسوم کا برتاو ہوتا ہے جو کہ میرے دربار سے متعلق ہین[۱] -

[۱] امیر کا حکم ہے کہ سب بیٹے علیحدہ علیحدہ مکانون مین شہر کابل مین رہین جہان سے کہ ہفتہ مین

۲۴ جولائی کو جب مین کابل واپس آیا تو دیکھا کہ میرے بیٹے حبیب اللہ خان نے اس خوبی ولیاقت سے اور بالکل میری خواہشون کے مطابق فرمانروائی کی تھی کہ مین نے دو اعزازی نشان عطا کیے ایک ملک کے عمدہ انتظام کے لیے اور دوسرا بڑی دلیری سے ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لیے جس کے بانی کہ قندہاری و ہزارہ پلٹن کے میرے سپاہی تھے۔ اس موقعہ پر اُنہون نے نہایت شجاعت اسطرح دکھلائی کہ بلاخوف وبیم باغی سپاہیون کے درمیان تنہا چلے گئے جس سے سپاہیون نے سمجھا کہ اون پر اعتبار ہے ورنہ اس طرح تنہا بلا باڈی گارڈ کے ہرگز نہ جاتے۔ اونھون نے سپاہیون سے وعدہ کیا کہ تمھاری شکایتین سنی جائینگی اور اس طرح اس فتنہ کو دبا دیا۔ اسیطرح جاجی اور منگل مین بھی جو مختصر کوششین شر و فساد کی ہوئین اونھین بھی اسی طریقے سے رفع کر دیا۔ اُسوقت سے مجھے اونکی فہم و فراست پر اتنا اطمینان ہے کہ اونھین اجازت دیدی ہے کہ بجائے میرے وہ تمام دربار کیا کرین۔ مین نے صرف خارجی معاملات اور بعض اہم داخلی امورات ملک اپنے ہاتھ مین رکھے ہین۔

چونکہ یہ باب صرف لڑائیون وبغاوتون کے بیان کے لیے مخصوص ہے اس لیے دیگر واقعات کی نسبت جن کو اون سے تعلق نہین ہے مین یہان اونکا ذکر نہین کرنا چاہتا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۲ – ایک بار امیر کی خدمت مین سلام کے لیے حاضر ہوتے ہین اور بعدہٗ حبیب اللہ خان بڑے بھائی کے پاس۔ یہ نہایت ہوشیاری کا کام ہے اسلئے کہ شاہزادون کو سکھلایا جاتا ہے کہ باپ کے بعد بڑے بھائی قابل تعظیم ہین جو شاہزادہ کہ ۱۸۹۵ء مین انگلستان گیا وہ حبیب اللہ خان کا حقیقی بھائی ہے دوسرے بھائی سوتیلے ہین (مولف)

میرے عہد حکومت مین جو چار بڑی لڑائیان ہوئین اون مین سے یہ چوتھی ہے۔ میرے نزدیک اور لڑائیون کی بہ نسبت اسکی وجہ سے میرا رعب طاقت و وقعت اور نیز میری سلطنت کا امن و امان زیادہ ہوگیا۔

(۱) سینکڑون برس سے اہل ہزارہ کی ہیبت فرمانروایان کابل کے دلون مین رہی ہے حتیٰ کہ بادشاہ اعظم نادرشاہ بہی جس نے کہ افغانستان ہندوستان و ایران فتح کیا تہا قوم ہزارہ کو مطیع کرنے سے عاجز رہا (۲) یہ لوگ افغانستان کے جنوبی۔ شمالی اور مغربی صوبون مین مسافرون کو اذیتین پہونچاتے تہے جب اونکی لوٹ مار اور غارتگری روک دی گئی تو ملک محفوظ ہوگیا (۳) باہر سے اگر کوئی دشمن افغانستان پر حملہ آور ہوتا تو وہ سب سے پہلے اوسکی امداد کے لیئے مستعد تہے اسلیئے کہ ہر افغان کو وہ کافر سمجہتے تہے۔ اہل ہزارہ خود شیعہ ہین لیکن اور لوگ سُنی ہین۔ شاہنشاہ بابر سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین اپنی تزک مین لکہتے ہین کہ اس طاقتور قوم سے کہلے میدان مین جنگ آزمائی کرنے سے وہ عاجز تہے۔ مین اون ہی کے الفاظ نقل کیئے دیتا ہون۔ وہ فرماتے ہین "مینے اس طرح لڑائی شروع کی اور شبخون مارکر درہ مرنج پر قبضہ کرلیا اور غازنجر تک اہل ہزارہ پر ٹوٹ پڑے اور خاطرخواہ اونکی سرکوبی کی" تزک بابری سے پایا جاتا ہے کہ اوسوقت بہی قوم ہزارہ مسافرون پر حملہ کیا کرتی تہی اور راہ اس قدر مخدوش تہی کہ بلا کافی حفاظت کے سفر کرنا دشوار تہا۔

اہل ہزارہ وسط افغانستان مین واقع ہین اور مضبوط ترین گہاٹیان اور پہاڑون کی چوٹیان کابل۔ غزنی اور کلات غلزئی کے جانب مغرب ہرات اور بلخ تک

اون کے قبضہ مین ہین - علاوہ اس وسیع خطۂ ملک کے جسے قدرت نے نہایت محفوظ بنایا ہے قوم ہزارہ تمام ملک مین پھیلی ہوئی ہے - اور ہر صوبہ قصبہ و قریہ مین اوس کے لوگ بود و باش کرتے ہین - افغانستان مین ایک مثل مشہور ہے کہ اگر خر ان ہزارہ تمام کام کرنے کے لیئے نہون تو افغانون کو گدہون کی طرح محنت کرنا پڑے[۱] -

قوم ہزارہ ایک مخلوط قوم ہے اور اہل منگل نے جو ایک فوجی نو آبادی قائم کی تہی اوس کی نسل سے ہے - علامہ ابو الفضل نے سولہوین صدی عیسوی مین لکہا ہے کہ وہ مارین خان چنگیز خان کے پوتے کی فوج کے بچے ہوے سپاہی تہے ! افغانستان مین عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے تمام مغربی حملہ آورون کی عادت تہی کہ ہندوستان جاتے وقت اپنے ساتہیون کو مکانات و زمین سپرد کر دیتے جاتے تہے تاکہ راہ کی حفاظت ہو اور یہی وجہ ہے کہ قوم منگل نے افغانستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یعنی مغرب سے مشرق تک ہزارہ آباد کیا جس طرح کہا جاتا ہے کہ سکندر اعظم نے اون لوگون کو جو کہ کافر کے نام سے پکارے جاتے ہین خوقند اور بدخشان سے چترال اور سرحد پنجاب تک آباد کیا -

ناظرین کی اطلاع کے لیئے اس کثیر - جفاکش اور بہادر قوم کی جا سکونت و اصلیت کا اس قدر ذکر کرکے اب مین اسباب و نتایج جنگ پر بحث کرونگا -

گو اہل ہزارہ مسافرون کو لوٹا کرتے تہے تاہم صرف یہی امر اس کے لیئے کافی نہ تہا کہ مین اون کے خلاف کوئی کارروائی کرتا - دوسرے کر اون کے بعض سردار مجہسے دوستانہ

---

[۱] تمام سخت ترین خلیفہ و ادنی کام ہزارہ کے مزدور کرتے ہین اور کوئی مکان نہوگا جسمین کہ اس قوم کا شخص بحیثیت غلام یا سائیس وغیرہ کے نہو -

(مولف)

برتاؤ رکھتے تھے جسکی وجہ سے مجھے اونکے ساتھہ ویسا ہی سلوک کرنا چاہئیے تھا
لیکن ۱۸۸۸ء مین جبکہ ترکستان کے واقعات کی وجہ سے مین افسردہ دل و شکستہ خاطر
ہو کر ترکستان کی راہ سے مزار شریف جارہا تھا ہزارہ کی ایک قوم شیخ علی نامی نے جو کہ
بامیان کے شمال و مغرب مین آباد ہے میری مخالفت کی اور میرے سپاہیون کو
رسد کا سامان خرید کرنے سے باز رکہا - اس سے مجھے سفر مین نہایت تکلیف ہوئی -
۱۸۹۰ء مین کابل واپس آتے وقت مین نے سردار عبد القدوس خان کو
بامیان کا گورنر مقرر کیا اور اونہین ہدایت کی کہ ہزارہ کے سردارون کو اکثر بلایا کرین اور
وظائف و انعام و خلعت دیکر اونہین آمادہ کرین کہ صلح جوئی کے ساتھہ بود و باش
کرین -

فتنہ و فساد کی ابتدا پھر قوم ہزارہ کے فرقۂ شیخ علی کی جانب سے ہوئی جس نے
کہ میر حسین اور دیگر خوانین کے بہکانے سے پھر لڑائی شروع کی اور قافلون کو لوٹا - نیز
میرے افغانی دستہ فوج پر حملہ کیا - اسوجہ سے مجبور ہو کر مین نے اون پر فوج کشی
کی اور اونہین شکست ہوئی بعض اون مین سے مارے گئے - بعضون نے
میری اطاعت قبول کی اور باقی قید ہو کر کابل آئے - مین قیدیون کے ساتھہ نہایت
مہربانی سے پیش آیا اور پند و نصیحت کے بعد کہ آیندہ وہ ایسی حرکت نکرینگے اور باوفا
رعایا رہینگے جلد اونہین اپنے وطن روانہ کر دیا -

۱۸۹۱ء کے موسم بہار مین بعض اہل ہزارہ نے پھر مسافرون پر حملے شروع
کیے جسپر میرے فوجی اہلکاران مقیم غزنی نے بعض خوانین ہزارہ خصوصاً سرداران
ارزگان کو لکہا کہ چار ہمسایہ سلطنتین اس مین ہماری کمزوری سمجھین گی کہ ہماری رعایا
خود آپس مین صلح و آشتی کے ساتھہ نہین رہسکتی - اس سے ہم بدنام ہونگے لہذا مناسب

ہے کہ تم امیر کو اپنا بادشاہ مانو اور جنگجوئی موقوف کرو۔ لیکن اہل ہزارہ تین سو سال پہلے سے اسی طرح قزاقی کرتے آئے تھے اور کسی بادشاہ سے نہو سکا کہ کامل طور پر اونہیں مطیع کرتا جس کی وجہ سے وہ اپنے تئین ازحد طاقتور سمجھتے تھے اور اپنی طاقت کا اونہیں بہت زیادہ فخر تہا۔ اس لیئے اونہون نے اس خط کا جواب مفصلہ ذیل الفاظ مین دیا جسپر دو تین درجن خوانین کی مہرین تہین۔

"اگر تم افغانون کو ایک دنیوی امیر کی امداد کا فخر ہے تو ہمین اور بہی زیادہ فخر اوس دینی اور روحانی امیر کی مدد کا ہے جو کہ مالک ذوالفقار ہین"

اون کا مطلب یہ تہا کہ چونکہ بحیثیت شیعہ ہونے کے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بعد خدا کے سمجھتے تھے اس لیئے حضرت علی رضی اللہ عنہ مجہسے زیادہ مضبوط تھے اسمین کوئی کلام نہین کہ حضرت علیؓ ہمارے روحانی پیشوا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور اونکی پاک روح کی امداد بہت بڑی ہے لیکن ساتھہ ہی یہ بہی صحیح ہے کہ یہ امداد مفسدہ پردازون کو نہین ملتی۔ اس کے بعد خط مین لکہا تہا۔

"اے اہلکاران افغانی تمنے اپنے خط مین یہ کونکر لکہا کہ چار سلطنتین تمہاری ہمسایہ ہین پانچ کیونکا نہ لکہین تاکہ ہم بہی اونمین شامل ہوتے۔ ہم تمکو صلاح دیتے ہین کہ تمہاری بہتری اسی مین ہے کہ ہم سے علیحدہ رہو اور ہمارے معاملات مین دخل ندو"

یہ خط دیکہکر مین نے حکم دیا کہ سردار عبدالقدوس خان بامیان سے اور برگیڈیر زبردست خان ہرات سے فوج لیکر ۱۸۹۱ء کے موسم بہار مین اہل ہزارہ کی سرکوبی کرین۔ لیکن پوری فوج کی کمان اور تمام اختیارات سردار عبدالقدوس خان کو دیئے اہل ہزارہ کے قلعجات وغیرہ فتح کرنا نہایت دشوار تہا اسلیئے کہ عجیب بموقع پہاڑیان تہین اور سڑکین ندارد تہین۔ لیکن سردار عبدالقدوس خان نہایت دلیری اور

عقلمندی کے ساتھ لڑے اور دشمن کو شکست دیکر شہر ازرگان پر جو کہ مضبوط ترین مرکز ہزارہ کا تھا قبضہ کر لیا - اس شکست کے بعد سب سے خوانین نے خود میری اطاعت قبول کر لی - اور سردار مذکور نے اونہین میرے پاس کابل ملاقات کے لیئے بہیج دیا - مین اون سب کے ساتھ جو کہ تعداد مین ایک سو ہونگے نہایت شفقت و نرمی سے پیش آیا اس لیئے کہ مین جانتا تھا کہ صدہا سال سے وہ آزاد خود مختار رہتے تھے مینے اون کے ساتھ درشتی نکی اور مہربانی سے اونہین ملانا چاہا - سب کو بیش قیمت خلعت عطا کیئے اور ہر ایک کو ایک ہزار سے دو ہزار تک نقد روپیہ دیا - اونہون نے اسے کافی معاوضہ اپنی فصل وغیرہ کے نقصان کا تصور کیا جو کہ اون کو جنگ کی وجہ سے ہوا تھا اور میری اجازت سے اپنے وطن واپس گیئے -

اس کے بعد موسم سرما مین یہ لوگ خاموش رہے لیکن موسم بہار ۱۸۹۲ء مین پیشتر سے زیادہ سختی کے ساتھ بغاوت کی محمد اعظم خان ہزارہ نے جسے مین نے سردار کا خطاب اس غرض سے دیا تھا کہ اوسکا درجہ میرے شاہی خاندان کے برابر ہو جائے اور اہل ہزارہ کا وائسرائے مقرر کیا تھا بے ایمانی کی اور باغیون سے مل گیا اور اس دوسری بغاوت مین تمام معاملہ کی کنجی درحقیقت اوسی کے ہاتھ مین تھی - چونکہ یہ ایک معزز افسر خاص میرا مقرر کیا ہوا تھا اوس کا اثر عام ہزارہ لوگون پر بہت زیادہ تھا اور اوس کی تحریک سے اونکی ایک بڑی تعداد میری مخالفت پر آمادہ ہو گئی گویا کہ اس مرتبہ پیشتر کی بہ نسبت اس حرکت کی اونکے پاس زیادہ معقول وجہ تھی -

ایک اور نکمرام قاضی اصغر جو کہ ہزارہ کا مذہبی پیشوا و سردار سمجھا جاتا تھا اس بغاوت مین اعظم خان کا مددگار و معاون تھا - اس مرتبہ اونہون نے کابل قندہار اور ملک کے دوسرے حصون کی راہ مسدود کی اس غرض سے کہ میری فوج کی آمد و رفت

کورو کیمن - مین نے جنرل میر عطا خان ہزاری کو جو کابل مین ستے حکم دیا کہ تقریباً آٹھہ ہزار فوج لیکر غزنی کی طرف سے دشمن پر چڑہائی کرین - اور محمد حسین خان ایک ہزارہ خان کو جو میرے خاص ملازمون مین سے تہا اور محمد اعظم خان مذکور کا دشمن تہا جنوب سے بے ایمان سردار اعظم خان پر فوج کشی کرنے کی ہدایت کی باغیون کو شکست ہوئی اور اعظم خان قید ہو کر معہ اہل و عیال کے کابل لایا گیا اور قید خانہ ہی مین مر گیا -

محمد حسین خان ہزارہ جب کابل واپس آیا تو مین اوس سے اس قدر عنایت کے ساتہہ پیش آیا کہ ایک ہیرے کا ستارہ اور کلاہ شاہزادگی عطا کی - اوسکی قوم کے ہر فرد و بشر سے مین نے اوس کی زیادہ عزت کی اور اس قدر کہ اوسے ہزارہ جات کا گورنر مقرر کیا - چونکہ سردار عبد القدوس خان سخت بیمار تہے مین نے اونہین کابل بلایا تاکہ درباری حکیم اون کا علاج کرین -

یہ بیوفا محمد حسین خان جسے کہ مین نے گذشتہ جنگی خدمات کے صلہ مین ایسا مرتبہ عالی ہزارہ جات مین دیا تہا اور جسکی ہر طرح عزت افزائی کی تہی میرا مخالف ہو گیا اوس نے صرف اسی پر قناعت نکی کہ نو مفتوح قوم ہزارہ کو بہڑکایا بلکہ بہسود اور سرخ سنگ کی ہزارہ آبادی کو بہی جو کہ غزنی کے شمال و مغرب مین واقع ہے اور ہمیشہ خونریز رعایا رہی ہے بہکا دیا - ان لوگون نے سرکاری سامان جنگ معہ گولہ بارود اور تلوار ون کے لوٹ لیا اور آتش بغاوت تمام ملک مین جہان کہین ہزارہ تہے پہیل گئی حتیٰ کہ بہت سے لوگ جو کابل مین قید تہے اور نیز وہ جو برابر میری خدمت مین رہا کرتے تہے اور اونہین مین نہایت معتمد سمجہتا تہا بہاگ گئے اور باغیون سے جا ملے وہ افشار کے لوگ اور دیگر گائون کے ہزارہ جو حوالی کابل مین تہے دشمن سے مل گئے

اور جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہون اہل ہزارہ کے تمام ملک مین افغانون کے ساتھ سے ملے رہنے کی وجہ سے عام بغاوت کا نہایت بڑا خطرہ تھا۔

اسی زمانہ مین گورمنٹ ہندوستان زور دے رہی تھی کہ بہ سرداری لارڈ رابرٹس ایک مضبوط دستہ فوج کے ساتھ میرے ہان سفارت بہیجی جاسے جس سے افغانون کو ظاہر ایہ معلوم ہوتا کہ چونکہ مین باغیون کا خود تدارک نہ کر سکا انگریز ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہتے۔ دوسری جانب میمنہ مین بہی سرکشی کی آگ سلگ رہی تھی۔ عمرا خان باجوری علیحدہ پریشان کر رہا تہا اور افواج جلال آباد کو دہمکی دے رہا تہا لیکن گورمنٹ ہندوستان اوس کو سزا دینے کی اجازت نہین دیتی تھی۔

اس عام بغاوت اور تردد کے رفع کرنے کے لیئے مین نے مجبور ہو کر ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا۔

سپہ سالار جنرل غلام حیدر خان کو حکم دیا کہ جسقدر فوج جمع کر سکین اوسے لیکر ترکستان سے روانہ ہو جائین۔ یہ فوج ہزارہ کے مقابلہ مین شمال و مغرب کی طرف سے اور دوسری فوج ہرات سے زیر کمان قاضی سعد الدین خان گورنر ہرات روانہ ہونے والی تھی۔ نیز سردار عبد اللہ خان کو قندہار سے اور بریگیڈیر امیر محمد خان لنگابی کو کابل سے جنوب و مشرق کی جانب سے جانے کی ہدایت کی۔ یہ طریقہ اس لیئے اختیار کیا گیا کہ سب طرف سے باغیون پر حملہ کیا جاسے۔

دیگر افغان خوانین نے کئی مرتبہ مجھ سے اجازت چاہی تھی کہ اہل ہزارہ سے لڑنے کے لیئے جنہین کہ دشمن ملک و دین تصور کرتے تہے اپنے خرچ سے دیہاتی لوگون کی فوج جمع کرین۔ ابتک تو مین نے اونہین اجازت نہین دی تھی لیکن اب عام حکم دیدیا کہ باغیون کی سرکوبی کے لیئے ہر شخص جا سکتا ہے۔ مسلح فوجین

اور والنٹیر جنکی تعداد تیس و چالیس ہزار کے درمیان تھی زیر حکم اپنے متفرق خوانین و سرداروں کے سب طرف سے ملک ہزارہ روانہ ہوے -

ان والنٹیرون کے پہونچنے سے پہلے ہی اہل ہزارہ کو تین طرف سے سپہ سالار جنرل غلام حیدر خان - سعد الدین خان اور سردار عبد اللہ خان نے شکست دی تھی - یہ افسر بریگیڈیر امیر محمد خان کے ساتھ ہو کر لڑنے کے لیئے قریب ارزگان یکجا ہو گیئے تھے - امیر محمد خان نہایت دلیری و دانائی سے لڑے اور باغیون کی مجموعی فوج کو شکست دیکر محمد حسین خان نکمرام ہزارہ سردار - رسول خان یکے از مدبرین ہزارہ تاجی خان میر ہزارہ اور محمد حسن ہزارہ جو اپنی شجاعت کی وجہ سے سنگ خورد کے نام سے مشہور تھا اور بعض دیگر میر خوانین اور بہادرون کو قید کر لیا یہ سب قیدی کابل لائے گیئے اور ان فتنہ پردازون سے ملک صاف ہو گیا - اب لوگ خاموش مسکین اور صلح پسند رعایا ہین اور بغاوت کا تمام تردد اور خوف جاتا رہا ہے - کوئی شخص ایسا نہین ہے جو اونہین بہکا کر سرتابی پر آمادہ کرے اس لیئے کہ اب اونکین کوئی اس قسم کا آدمی موجود نہین ہے -

بریگیڈیر امیر محمد خان جب کابل واپس آئے تو مین نے اونہین فوج کا اول جنرل مقرر کیا اور دار السلطنت کابل کی حفاظت معہ شاہی محل و خاندان کے اون کے سپرد کی - افغانستان مین یہ اعلی ترین فوجی درجہ ہے اور کابل کے باہر سپہ سالار سے بھی افضل تر ہے - لیکن ایسی فتح عظیم کے صلہ مین وہ اوس کے مستحق تھے - تمام افسر جو اس لڑائی مین شریک تھے اونہین اون کی خدمات کے مطابق صلہ دیا گیا بعض اہل ہزارہ نے درخواست کی کہ اونہین اپنے ملک مین دوبارہ ملازمت دیجائے لیکن اوس قصہ کے الفاظ نہایت موزونیت کے ساتھ میرے اور

اہل ہزارہ سے کے تعلقات ظاہر کرتے ہین جس کی طرف کہ مفصلۂ ذیل شعر مین اشارہ ہے ۵

تا ترا دُم مرا پسر یاد است	دوستی من و تو بربادست [۵]

جنگ ہزارہ اخیر لڑائی ہے جو میرے عہد حکومت مین واقع ہوئی - خدا کی ذات سے امید ہے کہ اب اس ملک مین اس قسم کی لڑائی پھر نہوگی اسلیئے کہ جو پالسی مین نے اختیار کی ہے اوس سے عام طور پر امن و امان رہنے کا یقین ہے۔ افغان رعایا و خوانین اتنے مہذب ہو گیئے ہین کہ اب سمجھنے لگے ہین کہ امن سے کیا فوائد ہین اور خانہ جنگیون اور بغاوتون سے کیا نقصان ہے اور مین وثوق سے کہتا ہون کہ میری رعایا آئندہ بھی اوسی طرح صلح پسند رہیگی جیسا کہ ہونا چاہیئے -

چونکہ اس باب مین ملک کی داخلی لڑائیون کا بیان ہے اس لیئے مین نے اوس مختصر جھیڑ چھاڑ کا ذکر کرنا ضروری نہین سمجھا جو شنواریون یا دیگر سرحدی قرقون یا عمرا خان جندول

[۵] یہ قصہ آمیر کو نہایت پسند ہے اور اکثر اوسے سنایا کرتے ہین - یہ الفاظ ایک سانپ سے کہلائے گیئے ہین جس نے کہ ایک باغبان کے لڑکے کو کاٹا تہا - ایک روز باغبان نے سانپ کو دیکھا اور اوسے مارنا چاہا لیکن سانپ اپنے سوراخ کی طرف بھاگا - ابھی نصف باہر ہی تہا کہ باغبان نے اوسکی دُم کاٹ ڈالی - اس سے سانپ اس قدر خوف زدہ ہوا کہ پہرون سے کے وقت باہر نہین نکلتا تہا مگر باغبان چاہتا تہا کہ کسی طرح اوسے پکڑے اور مار ڈالے اس لیئے ایک روز سوراخ کے پاس گیا اور کہا " میرے عزیز دوست مین اور باغ کے تمام پھول تمہین بہت ہی یاد کرتے ہین - باہر آؤ اور ہم سے ملو تمہارے نہ آنے کا ہمکو سخت صدمہ ہے " اس شیرین کلامی کا سانپ نے وہی جواب دیا جو اوپر بیان کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ " جب تک تمہین یاد ہے کہ مین نے تمہارے بیٹے کو کاٹا تہا اور مجھے اپنی دُم کے کٹنے کا خیال ہے ہم دونون مین دوستی ہونا ممکن نہین " (موئف)

سے ہوئی اس لیئے کہ وہ چنداں قابل لحاظ نہ تھی - تاہم علاوہ واقعہ پنج دہ کے جو دو تین بار روسیون اور امیر سے اہلکارون سے نوک جھوک ہوئی اوس کا ذکر کرنا ضرور ہے -

سنہ ۱۸۹۱ع میں اگست سنہ ۱۸۹۲ع کے موسم بہار مین کرنل یانوف وہی روسی افسر جس نے اگست میں کپتان ینگ ہزبینڈ کو گرفتار کیا تھا شغنان کی طرف بڑہا اور ماہ جولائی مین افغانی دستہ فوج سے جو کپتان شمس الدین خان کے ماتحت سماتاش نامی مقام پر جو یاشیل کول (جہیل) کی مشرقی حد کی طرف واقع ہے اوس سے مقابلہ ہوا - کرنل یانوف نے کپتان شمس الدین خان سے کہا کہ یہ جگہہ خالی کردو اور یہان سے چلے جاؤ - کپتان نے کہا مین امیر کابل کا ملازم ہون اور اس لیئے صرف اون ہی کا حکم بجا لا سکتا ہون نہ کہ کسی روسی افسر کا - یہ سنکر روسی افسر نے اوس کے مُنہہ پر گہونسا مارا - یہ ایسی بیحرمتی تھی کہ میرا افسر کسی طرح درگذر نہین کرسکتا تھا - کرنل یانوف اپنی تلوار نکال رہا تھا کہ کپتان نے تمنچہ چلا دیا - لیکن گولی کرنل کو نہ لگی اور اوسکی پیٹی مین لگ کر ایسی اوچہلی کہ ایک سپاہی کو جو کرنل کے قریب کہڑا ہوا تھا زخمی کیا - اسپر لڑائی شروع ہوگئی - چونکہ افغان صرف دس یا بارہ تھے اور کرنل یانوف کے پاس زیادہ فوج تھی اسلیئے اوسکا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنا ناممکن تھا تاہم حسب معمول جیسا کہ قاعدہ ہے کپتان شمس الدین اور اوس کے سپاہی اوسوقت تک لڑے جب تک کہ سب کے سب اوسی جگہہ قتل نہوے -

باوجودیکہ روسیون کی یہ کارروائی خلاف قانون اور نامناسب تھی تاہم برٹش گورمنٹ نے کوئی کارآمد کارروائی نکی اور مین خود اقرارنامہ کے بموجب براہ راست روسیون سے گفتگو نہین کرسکتا تھا - یہ بہی اوسی قسم کا واقعہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ پنج دہ کا تہا -

جنگ ہزارہ کے وقت بہی ایک روسی افسر افغانی عملداری مین چلا آیا اور یہ بالکل

خلاف معاہدہ حرکت تھی لیکن جب اوس نے دیکھا کہ بعض افغانی اہلکار نگران ہین تو یہ کہکر معافی چاہی کہ نشہ کی حالت مین تھا۔

ماہ ستمبر ۱۸۹۳ء مین یہ سنکر کہ سفارت سر مارٹیمر ڈیورنڈ کابل آرہی ہے روسی اہلکارون نے ایک دستہ فوج مرغاب کی طرف بہیجا جو کہ بدخشان کا ایک قصبہ ہے اور افغانی فوج کو دہمکی دی۔ یہ خبر پاکر مین نے فوراً سر مارٹیمر ڈیورنڈ کو جو جلال آباد پہونچ گئے تھے اور گورمنٹ ہندوستان کو اسکی اطلاع دی۔ سر مارٹیمر نے بہت جلد جواب دیا اور نہایت اصرار کے ساتھ مجھے مشورہ دیا کہ اپنے جنرل سید شاہ خان کو جو مرغاب کے قریب تھے ہدایت بہیجئے کہ روسیون سے نہ ڈرین جو کہ حسب معمول اس قصبہ پر بزور قبضہ کرنا چاہتے تھے۔

لیکن مین جانتا تھا کہ اگر روسیون کی مزاحمت نکی گئی تو یکے بعد دیگرے وہ اسی طرح میرے شہر و قصبے لے لینگے اور سرحد پر میری فوج پر حملہ کیا کرینگے۔ خوش قسمتی سے افغانی افسرون نے اس بار اونکی خوب گوشمالی کی اور دکہلا دیا کہ ہر مرتبہ یہ ممکن نہین ہے کہ جو چاہین کرین۔ جنرل سید شاہ نے روسی توپون کا مضبوطی سے جواب دیا اور جبکہ روسیون نے دیکہا کہ افغانی سپاہی لڑائی سے باز نہین رہینگے اور اس بار دہوکا دینا ممکن نہین ہے تو واپس گئے اور افغانون کو فتح ہوئی۔ اِس فتح سے میری فوج کی وقعت بہت زیادہ ہوگئی ہے اور اوسوقت سے روسیون نے افغانی عملداری کی سیر موقوف کردی ہے۔ یہ آخری زیادتی اونکی جانب سے تھی۔

۱۸۹۳ء کے عہدنامہ ڈیورنڈ کی وجہ سے بعض صوبے انگریزون کے دائرۂ اثر مین آئے اور اونکے باشندے گورمنٹ ہندوستان سے خوب لڑے لیکن جو لوگ میری رعایا قرار پائے وہ خوش قسمتی سے اس عہدنامہ کے پابند رہے اور بلا کسی

قسم کی تکلیف دہی کے میری اطاعت قبول کرلی باستثناے وزیریون کے کہ جنہون نے اپنی معمولی چالاکی برتنا چاہی لیکن مجھے کوئی نقصان نہ پہونچا سکے ۔ صرف ایک قوم سنے میرا مقابلہ کیا اور وہ اہل کافرستان[۵۱] تھے ۔

کافرستان عہدنامہ ڈیورنڈکی روسے حکومت افغانستان کا حصہ قرار پایا تھا ۔ مین اکثر اُسپر قبضہ کرنا نہین چاہتا تھا بلکہ چاہتا تھا کہ نرمی اور دلجوئی سے وہان کے لوگون کو اپنی رعایا بناؤن ۔ اس غرض سے مین سنے چند بار اون کے سردارون کو کابل بلایا اور بہت انعام اور زر کثیر دیکر رخصت کیا تاکہ وہ اپنے ہموطنون سے اس کا ذکر کرین ۔ لیکن وہ ایسے وحشی تھے کہ ہمسایہ افغانون سے گائین لیکر اپنی بیبیان بدلا کرتے تھے جسکی وجہ سے اکثر قیمت کی نسبت یہ تنازعہ ہوا کرتا تھا کہ گاے زیادہ بیش قیمت ہے یا عورت اونہون نے میری عنایت و مہربانی کی قدر نکی اور جو روپیہ مین نے دیا اوس سے مجھہ ہی سے لڑنے کے لیے بندوقین خریدکین ۔

اسی زمانہ مین پامر پر قبضہ کرکے روسی کئی اطراف سے کافرستان کے قریب پہونچ گئے اور آگے بڑھتے رہے ۔ مین نے اور انتظار کرنا لاحاصل تصور کیا ۔ جن اسباب سنے کہ مجھے ایکبارگی کافرستان پر حملہ کرنے کے لیے مجبور کیا وہ یہ تھے ۔

(۱) مین نے خیال کیا کہ اگر روسیون نے اچانک کافرستان لے لیا تو یہ کہکر کہ وہ خود سر ملک تھا اپنا حق ثابت کرینگے اور اوس کے بعد اونہین بیدخل کرنا مشکل ہوگا ۔

(۲) چونکہ بہت سے افغانی قصبے صوبجات پنج کشیر لمغان اور جلال آباد مین زمانہ قدیم مین کافرون کے تھے روسی اونہین آمادہ کرینگے کہ اونکی واپسی کا دعوی کرین ۔ اس طریقہ سے گورنمنٹ افغانستان تباہ ہوجائیگی کیونکہ اس ذریعہ سے روسیون کو افغانی معاملات مین دخل دینے کا بہانہ

[۵۱] یہ ملک یا سلسلہ کوہ افغانستان کے شمال و شمال مغرب مین واقع ہے ۔ (موکف)

ملجائیگا۔

(۳) یہ جنگجو قوم یعنی باشندگان کافرستان جو کہ افغانستان کی کل شمال و مغرب کی حد پر مشرق سے مغرب تک پہیلے ہوسے ہین عقب مین ہونے کی وجہہ سے نہایت باعث تردد و پریشانی ہو نگے اگر افغانستان اور کسی دوسرے ملک سے جنگ ہوئی ۔ یتا سلیئے بہی اونہین مفتوح کرنا ضرور تہا کہ تجارت کو ترقی ہوگی اور جلال آباد و اسمارا مہ کابل کی سڑکین شمالی و اور شمالی مغربی فوجی مقامات افغانی تک کُہل جائینگی۔ اور آخری لیکن بڑی وجہہ ایک یہ بہی تہی کہ وہ ہمیشہ اپنے ہمسایہ افغانون سے لڑا کرتے تہے جسکے باعث سے ہر دو جانب کشت و خون ہوا کرتا تہا اور غلامی کی زبون رسم مین ترقی ہوتی تہی یہ لوگ ایسے دلیر تہے کہ مین نے خیال کیا کہ میرے ماتحت ہو کر یہ عرصہ مین عمدہ سپاہی ثابت ہو نگے۔

متذکرۂ بالا وجوہ سے مین نے کافرستان کی فتح کا مصمم ارادہ کرلیا تہا لیکن پہلے سے تیاری کرنا ضرور تہا اور یہ سوچنا کہ حملہ کرنے کے لیئے بہترین زمانہ کونسا ہوگا۔ تیاری و سامان کرنا کوئی مشکل کام نہ تہا لیکن دوسرا امر نہایت غور طلب تہا۔ بعد خوض و فکر کے مین نے ارادہ کیا کہ موسم سرا مین پیشقدمی ہونی چاہیے جبکہ کثرت برف و پالے سے پہاڑون کی چوٹیان سفید رہتی ہین۔ موسم سرا کو مین نے اِس کام کے لیئے کیون منتخب کیا اِس کے وجوہ یہ تہے۔

(۱) مین جانتا تہا کہ کافر میری تربیت یافتہ فوج کے مقابلہ مین کُہلے میدان مین نہ توڑ سکین گے اور نہ لڑنا چاہین گے بلکہ پہاڑون کی چوٹیون پر چڑہ جائینگے جہانکہ بہاری توپین لیجانا مشکل ہوگا۔

(۲) مین نے خیال کیا کہ اگر مین نے ایسے وقت حملہ کیا جبکہ درے کُہلے رہتے ہین تو ممکن ہے کہ وہ روسی عملداری مین چلے جائین ۔ اور روسیون کو اسپر آمادہ کرنے کی کوشش کرین کہ اونکی طرف سے مداخلت کرین اور اونکا ملک واپس دلادین۔ اوس حالت مین روسی خود بادشاہی کا دعویٰ

کرینگے اور اوس مین وہ تمام حصۂ ملک جو میری عملداری کے شمالی اور مغربی حصون پر واقع ہے شامل ہوگا۔

(۳) کافر بہادر اور دلیر ہین اِس لیئے اگر موسم گرما مین حملہ کیا جاتا تو سخت لڑائی ہوتی اور دونون طرف آدمیون کا سخت نقصان ہوتا۔ اسلیئے مین نے تصفیہ کیا کہ اون پر موسم سرما مین ٹوٹ پڑون جبکہ وہ اپنے گہرون مین بند رہتے ہین تاکہ اونکو زیادہ لڑنے کا موقع نہ ملے۔

(۴) بعض عیسائی پادریون کی عادت ہے کہ جب موقع پاتے ہین تو ضرور دوسرون کے معاملات مین دخل دیتے ہین مین نے خیال کیا کہ میرے کافرستان فتح کرنے کے متعلق بھی وہ ضرور بیجا تکلیف دینگے اِس لیئے یہ ضروری تہا کہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے لڑائی ختم کرکے ملک پر قبضہ کرنا چاہیئے اس سے پہلے کہ اس معاملہ کی خبر مشہور ہو۔ جن لوگون نے انگریزی اخبارون کی نکتہ چینیان پڑہی ہونگی وہ جانتے ہونگے کہ میرا یہ خیال صحیح ثابت ہوا۔

لہذا کافرستان پر حملہ کرنے کے لیئے مین نے یہ انتظام کیا کہ موسم خزان مین خاموشی کے ساتھ کثیر فوج معہ ضروری سامان و اسلحہ جنگ و رسد کے چار موقعون پر جمع کی۔ اصل حصۂ فوج چند فوجی افسران توپخانہ و رسالہ و پلٹن کے ماتحت تہا اور سب کے سردار کپتان محمد علی خان تھے۔ اس فوج کو حکم دیا کہ تیغ شیر ہو کر کلم جاوے جو کہ مضبوط ترین اور وسطی قلعہ کافرستان مین ہے۔ دوسرے حصۂ فوج کو ہدایت کی کہ زیر کمان جنرل غلام حیدر خان چرخی اسمار و چترال کی جانب سے روانہ ہو۔ تیسرا حصہ بدخشان سے زیر حکم جنرل قتال خان پیشقدمی کرے اور ایک چھوٹا حصہ بافسری گورنر لمغان و فیض محمد چرخی لمغان سے روانہ ہو۔

یہ چارون حصے تیار تھے اور روانہ ہونے کے لیئے صرف حکم کے منتظر تھے چونکہ وہ چار مقامات جہانکہ فوج جمع ہوئی سرحد افغانستان پر واقع تھے اور وہان ضروری

فوجی جو کہان تہین کسی نے اِن تیاریون کی طرف توجہ نکی اور اونہین غیر معمولی نہ سمجہا۔
حملہ ہونے کے وقت تک کسی کو خیال بہی نہ تہا کہ اس سے غرض یہ تہی کہ کافرستان
پر اچانک حملہ کیا جائے۔ غرضکہ ۱۸۹۵ء کے موسم سرما مین مین نے احکام جاری کیے
کہ چارون فوجین ہر طرف سے ایک ساتہہ کافرستان پر حملہ کرین اور اوسے گہیر لین۔
اسمین نہایت کامیابی ہوئی اور چالیس روز کے عرصہ مین ملک فتح ہوگیا اور ۱۸۹۶ء
کے موسم بہار مین فوج کابل واپس آگئی۔ جب عیسائی پادریون نے سنا تو اُنہون نے
انگلستان مین بہت کچہہ شور وغل مچایا اور کہا کہ کافر اون کے ہم مذہب یعنی عیسائی تہے
حالانکہ مین نے ایک عیسائی بہی اونمین نہ پایا۔ اون کا مذہب جس کا ذکر مین نے ایک
علیحدہ کتاب مین کیا ہے عجیب وغریب مجموعہ قدیم بت پرستی اور توہمات
کا تہا۔

اون کافرون کو جو کہ بہادری کے ساتہہ لڑ کر قید ہوگئے تہے مین نے اونکے
وطن سے علیحدہ کر دیا اور کابل کے قریب لغمان نامی ایک صوبہ بود وباش کے لیے
دیا جسکی آب وہوا نہایت عمدہ ہے اور موسم اون کے ملک کی طرح رہتا ہے۔ اونکی
تعلیم کے لیئے مین نے کئی مدارس قائم کیے ہین لیکن چونکہ یہ ایک نہایت شجیع قوم
ہے تقریباً تمام نوجوان فوجی ملازمت کے لیے تعلیم پا رہے ہین پنشن یافتہ افغان
سپاہی وہ دیگر لڑنے والی پٹہان قومین کافرستان مین بکثرت آباد کر دی گئی ہین اور
میرا ارادہ ہے کہ شمالی سرحد کی حفاظت کے لیے ایک سرے سے دوسرے
سرے تک مضبوط قلعے بنواؤن۔ جب کافر اپنے ملک مین تہے تو یہ کنارہ کمزور
اور بالکل نامحفوظ تہا اور اس لیے روسیون کی مٹہی مین تہا جو کہ پامیر لے چکے تہے
میرا ارادہ ہے کہ قلعۂ کلم کو جو کہ قلب کافرستان مین واقع ہے اور اپنے مضبوط

موقع کی وجہ سے قریب قریب ناممکن الفتح ہے اپنی شمالی سرحدی فوج کے خاص حصہ کا فوجی مقام بناؤن - یہین پر بڑے ذخیرے اسلحہ جنگ وغیرہ کے ہون گے ناظرین کے لیئے یہ بھی خالی از دلچسپی نہوگا کہ قلعہ کلم کے دروازہ پر ایک پتھر ملا جسپر مندرجۂ ذیل عبارت کندہ تھی -

"شہنشاہ تیمور خاندان مغلیہ کا عظیم الشان بادشاہ پہلا اسلامی فاتح تھا جس نے کہ اس کرکش قوم کے ملک کو اس مقام تک فتح کیا لیکن کلم بر اوسکی مضبوطی کی وجہ سے قابض نہوسکا"

میرے فوجی افسر کپتان محمد علیخان نے اوسی پتھر پر یہ عبارت کندہ کرائی -

"سنہ ۱۸۹۶ء مین بعہد حکومت امیر عبد الرحمن خان غازی تمام کافرستان معہ کلم فتح کیا گیا اور اوس ملک کے باشندون نے سچا و پاک مذہب اسلام اختیار کیا - جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا لیعنی سچائی قایم ہوئی اور جھوٹ جاتا رہا"

جنگ ہزارہ کی طرح اس لڑائی مین بھی افغانستان کے مسلمانون نے بخوشی و رضا لڑنے کے لیئے خواہش ظاہر کی - میرے عہد حکومت کی یہ آخری لڑائی تھی -

باب دوازدہم

فراری اور جلا وطن اشخاص

ایک اور امر ہے جسے کہ مین اپنی زندگی مین نہایت اہم خیال کرتا ہون اور جو کہ میری وفات کے بعد ممکن ہے کہ میرے بیٹے کے حق تخت نشینی کو تقویت دے۔ مین نے ہر ممکن ذریعہ سے افغانستان کے قریب وجوار کی چھوٹی ریاستون کی فرمانرواؤن اور خوانین کی تعداد اپنے دربار مین زیادہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے مخالفین کے سب سے زیادہ باا ثر ساتھیون کو ہندوستان یا روس سے جمع کیا ہے۔ اون مین سے زیادہ تر ین اشخاص میرے حکم سے میرے بیٹے کے ہمراہ ہین اور اون مین ایسا اختلاط ہے کہ بہت سے اون کے گہرے دوست بھی ہین۔ یہ اصحاب نہایت مفید ثابت ہونگے نہ صرف بوقت ضرورت بحیثیت تجربہ کار مشیرکارون کے بلکہ اونکا اثر نہایت مفید ہے اور ہوگا جس کے باعث سے میرے خاندان کے ہوا خواہون کی تعداد بڑھ جائیگی۔ اِن سردارون کی چار قسمین ہین۔

(۱) وہ جو افغانستان کی شمالی مغربی سرحد کی طرف حکمران تھے اور چونکہ روسیون نے اونکا ملک لے لیا میرے ہان پناہ گزین ہین۔ مثلاً میر سرابیگ سابق فرمانروائے کولاب اور اوستا خانمان۔ شیر محمد سابق شاہ دروازاور اوس کے اہل وعیال تورہ اسمٰعیل روشنی ولیسر شاہ بخسارا اور چند دیگر اشخاص

(۲) بعض میر اور سردار اوس طرف کے مثلاً اہل وعیال میر یوسف علی ومیر جہاندار واہل وعیال

ودیگر اعزاے میر حکیم جن کے ملک کو خود مین نے ابتداے سلطنت مین لے لیے تھے -

(۳) وہ لوگ جو برطانیہ عظمیٰ سے لڑکر یا اوسکی دوستی سے ناخوش ہوکر میری پناہ مین آگئے ہین جیسے کہ عمرا خان - میر مراد علی ودیگر سرحدی خوانین -

(۴) وہ اشخاص جو افغانستان سے جلا وطن ہین یا جو کہ میرے خاندان کے بعض مخالفین کے ہمدم وحامی ہین - آخر الذکر حضرات کی پانچ قسمین ہین -

(الف) وہ جنکی کہ علیحدہ جماعتین تہین جیسے سردار نور علی خان ودیگر پسران شیر علی خان والی قندہار جو ہندوستان چھوڑ کر اب میرے ساتھ ہین - سردار محمد حسن خان جو کہ شنواری قزاقون سے لڑے (ہندوستان مین بھی رہ چکے ہین لیکن اب میرے دربار مین ہین) سردار ابراہیم خان پسر امیر شیر علی جو ہنوز ہندوستان مین ہے (میرا دوست اور بہی خواہ ہے) سید احمد خان باشندہ کنر جو میرے ساتھ ہے سردار علی محمد خان اور میرے چچا کے دیگر بیٹے - سردار ولی محمد خان وغیرہ وغیرہ -

(ب) دوسرا حصہ اون لوگون کا ہے جو کہ ایوب خان کے مددگار وہمدم تھے - میرے مخالفین مین سے ایوب خان کے پاس سب سے زیادہ ساتھی تھے - یہ ضروری نہین ہے کہ مین ایک ایک کا نام بتاؤن لیکن سواے چند اشخاص کے سب نے اوسے چھوڑ دیا ہے اور ان چند مین سے اکثر میری طرف سے تنخواہ پاتے ہین اور اوس سے ناخوش ہین -

(ج) وہ جو کہ یعقوب خان کے حامی تھے جنمین سے بعض نے میری ملازمت اختیار کر لی ہے اصل مین کوئی بارسوخ شخص اوس کے ساتھ نہین ہے اسی طرح سردار ہاشم خان کے ساتھیون نے بھی اوسے چھوڑ دیا ہے اور صرف چند معمولی ملازم رہگئے ہین -

(د) چوتھی قسم اون لوگون کی ہے جو ہندوستان روس یا روسی ترکستان مین جلا وطن تھے جنکی ذاتی کوئی پارٹی نہ تھی اور نہ کسی دوسرے کی پارٹی مین شریک تھے - یا تو وہ افغانستان سے کسی وجہ سے بھاگے ہوئے تھے یا اونکی بدچلنی کی وجہ سے مین نے اونہین ملک سے

نکال دیا تھا - اِن میں سے نکالے ہوؤن مین سے بہت کم ایسے ہین جنہین درخواست کرنے پر
مین نے معاف نکیا ہو اور وطن واپس آنے کی دعوت نہ کی ہو -

(۵) پانچوین وہ ہین جو کہ اسحاق خان نمکحرام کے ساتھہ اوسکی بغاوت فرو ہونے کے بعد ۱۸۸۸ء
مین فرار ہو گئے تھے جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہون - اوسکے حقیقی بھائی بالفعل میری ملازمت مین ہین
اور اوس کے باقیماندہ ساتھیون کی طرف سے مین غافل نہین ہون وہ اپنے وطن واپس جائینگے
اور آیندہ صلح پسند رعایا ہونگے -

اس طریقہ سے کوئی دعویدار تخت کابل کا ایسا نہین ہے جس سے کہ میرے
بیٹے کو کسی قسم کا خطرہ ہو - یہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ لڑنیوالا کسی بڑی طاقت
کے بھکانے سے افغانستان سے لڑے تو تنہا بلا فوج یا ساتھیون کے
کچھہ بھی نکر سکیگا - مین اہل سیاست کی یہ چالین خوب سمجھتا ہون کہ وہ ہمسایہ فرمانرواؤن
کے رقیبون کو صرف اسوجہ سے اپنے ہاتھہ مین رکھتے ہین کہ اگر وہ فرمانرواؤن کے
ساتھہ رعایتین نکرے تو اون مخالفین کے خوف سے اونکے اختیار مین رہے -
لیکن جس درخت کی جڑ مین کاٹ ڈالی گئی ہون کھڑا نہین رہسکتا اور نہ کوئی عمارت بلا بنیاد
قایم رہسکتی ہے - مجھے امید ہے کہ میرے بیٹے اِس پالسی پر بھی عمل کرین گے
اور میری نصیحت مانین گے اور ہمسایہ ملکون سے جو قابل لحاظ اشخاص یہان آکر پناہ
لینا چاہین اونہین امان دینگے - اِس قسم کے لوگ ہمیشہ اونکی حمایت اور اون کے
دشمنون کی مخالفت کرنے مین بکار آمد ثابت ہونگے -

دبا لخت تحریر

کے چہچہورے نو ولون کی افراط و تفریط سے پاک ہے اور متانت و سنجیدگی بیان کا ایک اچھا نمونہ ہے نہایت مفید ہے لیکن جو خیالات اوسمین ظاہر کئے گئے ہین اور جس طریقہ معاشرت کی خوبی اوسمین جہلکائی گئی ہے اوسکے لیئے ہماری قوم ابہی تیار نہین ہے اور اگر میرا قیاس غلط نہو تو کم سے کم پچاس برس تک اُسکے لیئے اونتظر رہنا چاہیئے - بیشک تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان اسکو بہت پسند کرینگے ... میری آرزو یہی ہے کہ لوگ آپکی محنت کی داد دین اور اوسکی قدر کرین - آنریبل نواب عماد الملک بہادر ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن حیدرآباد "آپکا ترجمہ نہایت عمدہ ہے مین نہایت خوشی سے اوسے اپنے محکمہ کی انعامی کتابون مین شامل کرونگا آنریبل جسٹس سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ - مین نے آپکا ترجمہ شروع سے اخیر تک دیکہا نہایت عمدہ ہے - میری دلی آرزو ہے کہ آپکی محنت و جانفشانی مسلمانونکی بہبودیکا ذریعہ ثابت ہو جناب مولوی احمد انصاری از تعلقہ شولاپور ضلع لنگسگو حیدرآباد دکن : - یون تو مین سینکڑون مشہور ناول اور ڈرامے دیکہہ چکا ہون مگر حقیقت یہ ہے کہ ہاجرہ سے بڑہکر اخلاق و تہذیب پر زیادہ مفید اثر ڈالنے والا کوئی ناول یا دفتر پند و نصیحت نہین ہو سکتا - مولوی سخاوت حسین صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول سہارنپور مجہے ہاجرہ کو پڑہکر نہایت خوشی ہوئی - آپکا ترجمہ صحیح اور بامحاورہ ہے اور عام مترجمون کی نفرت انگیز لغویات سے بالکل مبرا ہے - خدا آپکو عمر دراز عطا فرماے تاکہ اُردو لٹریچر کو اپنی تصنیفات سے زیب و زینت دین - تقطیع کلان - حجم ۳۰۲ صفحہ - قیمت ۱۲؍ علاوہ محصول

تاریخ جنگ ترکی و یونان ۱۸۹۷ء معہ نقشجات میدان جنگ و مختصر سوانح عمری حضرت سلطان المعظم - قیمت ۴؍ علاوہ محصول - درخواستین مترجم کے نام آنی چاہیئین

المترجم محمد حسن خان اسسٹنٹ فنانشل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا شملہ

تزک عبدالرحمانی کی قدردانی

مولوی سید احمد صاحب دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ فرماتے ہین :- اس سوانح اور اوسکے ترجمہ مین ایک لطف اور بھی ہے کہ وہ اس دلاویز پیرایہ مین بیان ہوا ہے کہ آدمی کا جی نہین اکتاتا بلکہ برابر پڑھے چلے جانے کو دل چاہتا ہے۔ ظرافت کے موقع پر ظرافت آمیز ہے۔ متانت کی جگہ متانت اگر اسے ایک دلچسپ فسانہ کہین تو بجا اور جو شوق انگیز سچی داستان مانین تو روا ہے

شیخ عبدالقادر صاحب بی۔ اے۔ اڈیٹر اخبار ابزرور لاہور اپنے رسالہ مخزن مین تحریر فرماتے ہین۔

اخبار بین دنیا مین امیر عبدالرحمن خان والی افغانستان کی تزک جسمین اونہون نے اپنے حالات خود قلمبند کئے تھے اب ایک مشہور کتاب ہے۔ . . حال ہین جناب منشی محمد حسن خان صاحب نے جو گورنمنٹ ہند کے دفتر محکمہ ملٹری مین ایک معزز عہدہ پر ممتاز ہین اور جنہین ترجمہ مین خاص مہارت حاصل ہے ایک ترجمہ شایع کیا ہے جسکی جلد اول ہمارے سامنے ہے جسکے قریب ۴۰۰ صفحے ہین۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ اور صاف ہے اور کتاب کے شروع مین امیر صاحب مرحوم کی ایک پاکیزہ تصویر لگی ہوئی ہے جو کتاب کی زینت کا باعث ہے ہر طرح سے کتاب ایسی ہے جیسی کہ منشی صاحب موصوف جیسے باذاق کہنہ مشق مولف و مترجم سے توقع ہونی چاہیئے۔ اس سے پہلے کئی اچھی کتابین انکی ہمت سے ترجمہ ہو چکی ہین جن مین ایک تو ہاجرہ قابل ذکر ہے جو کہ ایک مشہور ترکی ناول کے انگریزی ترجمہ سے لیا گیا ہے۔ اور دوسرے جناب سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ کی مشہور تصنیف "تاریخ اہل عرب"[1] کا ترجمہ ہے۔

اخبار عام لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۔ اگست سنہ ۱۹۰۳ء کتاب ہذا کے مطالعہ سے ترجمہ کی بو تک نہین معلوم ہوتی بلکہ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ در اصل یہ کتاب اردو مین ہی تصنیف ہوئی اور یہی ترجمہ کی اعلیٰ ترین خوبی ہے۔ . . . ہم لائق مترجم کی محنت کی صدق دل کیساتھ داد دیکر انکو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین اور اردو دان پبلک سے سفارش کرتے ہین کہ اس کتاب کی ایک کاپی خرید کر وہ اوس بے اندازہ لطف کو حاصل کرین جو اس کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہونا امر لازمی ہے

---

[1] یہ ترجمہ ابھی شایع نہین ہوا ہے۔ مترجم